

سنگ گداز



New Era Magazine

بقلم ردا مغل



www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

ستم گر

از ریا مغل

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



ناول۔ ستم گر

رائٹر۔ رینیا مغل

قسط نمبر 1

وہ جیسے ہی یونیورسٹی سے نکلی بوند اباندی شروع ہو چکی تھی۔ وہ سٹیٹا کے بھاگتی ہوئی یونیورسٹی کے بیرونی دروازے کو عبور کرتی ہوئی باہر نکلی۔

سامنے روڈ کو اندھا رند کراس کرتے بس سٹاپ کی جانب چل دی تھی۔ کیوں کہ اسکی کار کافی دنوں سے خراب تھی۔ کار خراب ہونے کی وجہ سے پری کو یونیورسٹی آنے جانے میں کافی مشکل پیش آرہی تھی۔

لندن میں تو موسم زیادہ تر سرد رہتا تھا۔ اور سردیوں میں کب موسم خوب تر سرد ہو جائے کچھ بھی کہنا ناممکن تھا۔ خیر کچھ اور وقت ہوتا تو وہ موسم سے خوب لطف اٹھاتی۔ لیکن ابھی اسے سیدھا بوتیک پر جانا تھا۔ جہاں ڈھیروں کام اس کے ذمہ تھے۔ وہ جیسے ہی بوتیک پر پہنچی۔ مارک نے اک بمب پھوڑا تھا اس کے سر پر کے وہ کانپ کر رہ گئی تھی۔

اکیسوزمی میم۔

یس مارک۔ میڈم بینک سے نوٹیس آیا ہے کہ ہمیں تین مہینے کے اندر اس جگہ گے ڈیوڈ
پیمنٹ کرنے ہیں نہیں تو ہمیں یہ جگہ چھوڑنی پڑے گی۔۔

پری یہ سن کے سٹپا کر رہ گئی تھی۔

او کے مارک میں دیکھتی ہو کچھ کرتی ہوں کہ میں چار جز پہ کر سکوں۔ لیکن غلطی سے
بھی یہ نیوزام تک نہیں جانی چاہیے۔

.It's that clear

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

.Ok mam don't u worry

اور مارک کو باہر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ کرسی پر ڈھے گی تھی۔

آنسو اس کی آنکھوں سے روا تھے وہ کرسی سے پشت ٹکائے آنکھیں میٹے اپنی بے بسی پر
انسو بہا رہی تھی۔

لندن کے اک مزہبی گھرانے میں آنکھ کھولنے والی پریشہ ارف پری جو نام سے ہی پری نا
تھی بلکہ وہ حقیقت میں کسی بھی پری سے کم نا تھی۔ نیلی آنکھیں ستواں ناک گورارنگ

تیکھے نین نقوش والی نہایت نرم دل اور خوبصورت لڑکی تھی۔

جب سے انکھ کھولی اپنی ماں کو کام کرتے ہوئے پایا۔ ہر چھوٹی بڑی ضرورت اس کی ماما نہایت ذمہ دارانہ انداز میں پورا کرتی تھیں۔

سکول میں جب پیرنس ٹیچنگ میٹنگ ہوتی تو سب بچوں کے ماما پاپا دونوں موجود ہوتے تھے۔ لیکن پری جب بھی اپنی ماما سے پاپا کا ذکر کرتی تو ماما کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر بات ٹال دیتیں۔ تب تو وہ بچی تھی بات ب

کر کے بھول جاتی۔ لیکن جیسے جیسے پری سمجھدار ہوتی جا رہی تھی۔ اک خلش سی اس کے دل میں اجاگر ہوتی جا رہی تھی۔ کہ آخر اس نے آج تک اپنے بابا کو کیوں نہیں دیکھا۔

وہ اب جب جب ماما سے اپنے بابا کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتی اس کی ماما اس کو ڈانٹ کر چپ کر دیتیں۔ اور وہ روہانسی ہو جاتی۔ پری جب بھی اپنے بابا کا نام جاننے کی کوشش کرتی تو اس کی ماما یہی کہتیں۔ تمہارا باپ بھی میں ہوں اور ماں بھی بس تمہیں اس بات سے کو سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ اور اسنہ کبھی تم اپنے باپ کا ذکر نہیں کرو گی نامیرے سامنے اور نا اپنے چھوٹے بھائی کے سامنے سمجھ میں ای میری

بات پری یا نہیں۔۔

اور وہ سہم گی تھی۔ اپنی ماں کا غصہ دیکھ کر لیکن اپنی ماں کی آنکھوں میں اے ہوئے انسو
پری سے چھپنا پائے تھے۔

ناجانے وہ بابا کے نام پر اتنا غصہ کیوں کرتیں تھیں۔ اور اس شخص سے اتنی نفرت کیوں
کرتیں تھیں کے ان کا ذکر تک برداشت نہ تھا ان سے۔

اس دن کے بعد پری نے ٹھان لیا تھا کہ وہ کبھی اپنی ماں سے اپنے بابا کا ذکر نہیں کرے

گی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اس کی کل کائنات اس کی ماں اور چھوٹا بھائی صائم ہے۔ اور اسے بس اپنی ماما اور بھائی کی
خوشیوں کے لیے جینا ہے۔

وہ آنکھوں میں اے ہوئے انسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی اور مارک کو ٹائم سے
بوہتیک بند کرنے کا کہتے ہوئے چل دی۔ بوہتیک سے نکلتے ہی ٹیکسی لی اور گھر کی راہ لی۔

وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی ماما کو خود کا منتظر پایا۔

اسلام علیکم ماما۔۔

و علیکم السلام میرا بچہ اجانے میں دیر کر دی۔

جی ماما بوتیک پر کچھ کام تھا اسیلے۔

انف پری بیٹا میں کتنی بار سمجھاؤں اپکو کے میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کام دیکھنے دو۔ کیا کیا نہیں کر رہی ہواک ساتھ پڑھائی اور کام۔ بس میں صبح بوتیک خود دیکھوں گی اور کوئی ضرورت نہیں ہے اتنی جان کھپانے کی۔

اوہو ماما۔

مائی لولی مام۔ وہ بالکل بچوں کی طرح ماما کے کندھوں پر جھول اٹھی تھی۔ اور بہت ہی پیار سے ماں کے گال پر بوسہ دیا تھا۔

اپ کو فکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے اپ کی بیٹی اب بڑی ہوگی ہے۔ ساری ذمہ داری اٹھا سکتی ہے۔ اپ ٹینشن مت لیں۔ وہ جانتی تھیں پری کی ضد اور بچپن۔ لیکن وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ذمہ داریوں کے بوجھ تلے پری دب کر رہ جائے اور اپنی تعلیم پر دھیان نادے پائے۔ فائنل ایئر تھا میڈیکل میں اور پھر ان کا اپنی بیٹی کو ڈاکٹر بننے ہوئے دیکھنے کا خواب پورا ہونے والا تھا۔

چلو چھوڑو یہ باتیں۔ جلدی سے فریش ہو کر اُو میں تب تک کھانا لگواتی ہوں۔ اوکے
مما اور وہ ماں کی گال کو چھوتے ہوئے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

کیوں کہ پری کا مارے بھوک سے برا حال تھا۔

اگلی صبح وہ جیسے ہی ریڈی ہو کر نیچے ایّی ممما کو بلکل تیار پایا۔

گڈ مارنگ ممما۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مارنگ بیٹا۔ اوناشتہ کرو۔

جی ممما۔۔۔

وہ ممما اپ اتنی صبح تیار ہو کر کہی جارہی ہیں کیا۔۔۔

ہاں بیٹا میں نے سوچا کہ آج بوتیک کا چکر لگاؤں گھر بیٹھے بیٹھے اکتاگی ہوں۔ آف ہو ممما

میں دیکھ لوں سب کام بس اپ آرام کریں۔ اپ کی طبیعت پہلے ہی نہیں ٹھیک اوپر

سے کام کی وجہ سے پریشان ہوگی خواہ مخواہ۔

پری نے اک نظر اپنی ماں کی جانب دیکھ جو کچھ ہی دنوں میں کافی کمزور دکھائی دے رہی تھیں۔۔

وہ کتنا ڈر گی تھی یہ پری ہی جانتی تھی جب چند دن پہلے اس کی ماما بہوش ہو کر گر گئیں تھیں اور انہیں ہسپتال لے جایا گیا تھا۔ پری کانپ اٹھی تھی۔

مما پ پہلے ہی ٹھیک نہیں ہیں اور میں کچھ سننا نہیں چاہتی۔

اپ بس گھر رہیں آرام کریں باقی میں سب دیکھ لوں گی۔

ارے بیٹا پری میں ٹھیک ہوں اب کیسی ضد ہے یہ۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ضد نہیں ماما یہ میرا فرض ہے اک بیٹی کی محبت ہے اپنی ماں کے لیے۔ اس پوری دنیا میں اپ ہی میرا سب کچھ ہیں ماما۔

اور پری کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ جو وہ اپنی ماں سے چھپانا پائی تھی۔

میں ہوں نا ماما میں سب کچھ بیچ کر لوں گی اپ فکر نہیں کریں یہ سب کاموں میں میری

پڑھائی ڈسٹرب نہیں ہوگی اپ کی پری کا وعدہ ہے۔ اور وہ اپنی بیٹی کو اچھے سے جانتی تھیں۔

کہ ان کی بیٹی بہت قابل ہے۔

اور وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ پری ان کی سننے والی نہیں ہے۔ جو ٹھان لے اک بار وہ کر کے رہتی ہے۔ اور اس میں وہ ان کی بھی اک ناسننے والی تھی۔

لیکن وہ اک ماں بھی تھیں اپنے بچوں کو کہاں گم کی چکی میں چلتا چھوڑ سکتیں تھیں۔ ابھی ان کے پاس کوئی چارہ نا تھا پری کی ضد ماننے کے علاوہ۔

انہوں نے پری کے ماتھے پر بوسہ دیا۔



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لو یو ماما۔

لو یو ٹو بیٹا۔

اوہ ہاں یاد آیا مجھے اج hospital بھی جانا ہے اپ کے ٹیسٹ کی رپورٹ انی تھی اور ڈاکٹر سے بھی ملنا تھا۔

شام میں ڈاکٹر سے ملوں گی پھر گھر لوٹوں گی فکر مت کیجیے گا۔ اوکے بیٹا دھیان رکھنا اپنا۔ جی ماما پ بھی۔ اور وہ ملتی (care taker) کو ماما کی میڈیسن اور کھانے پینے کا دھیان رکھنے کی تنقید کرتے ہوئے گھر سے نکلی تھی۔

پری جیسے ہی یونیورسٹی پہنچی۔ شیطان اس کی راہ میں باہیں کھولے کھڑا تھا۔ اک دم فلمی سٹائل میں۔ اوہ چشم بتور تو چڑیل حاضر ہو رہی ہے۔

اوے گدھے چڑیل حاضر ہو چکی ہے۔ پیچھے سے حرا چہمائی تھی۔

اور دونوں کھل کھلا کر ہنس دیئے تھے۔

یہ شیطان کوئی اور نہیں اس کے بچپن کے دو دوست تھے۔ حرا اور علی۔ حرا اور علی تو اپس میں کزنز بھی تھے۔

پری حرا اور علی یہ تینوں ایک ہی کالونی میں رہتے تھے۔ بچپن بھی اک ساتھ ہی گزرا تھا۔ بڑے بھی فیملی فرینڈز تھے اور اگے بچے بھی اک دوسرے پہ جان۔ چھڑکتے تھے۔

علی جانے مانے بزنس مین سیڈھ کا مران کے اکلوتے فرزند تھے۔ جنہیں اپنے بابا کے بزنس سے کوئی سروکار نہ تھا۔ تو اپنے پیرنٹس کے فورس کرنے پر میڈیکل میں اپلاے کر بیٹھا۔ ناچاہتے ہوئے بھی موصوف کو پڑھنا پڑتا تھا کیونکہ اپنے پاپا سے ڈیمانڈز بھی تو پوری کروانی ہوتی تھی جو اے دن بدلتی رہتی تھیں۔ جناب کو اکیٹنگ کا حد درجہ شوق

تھا۔ اور سنگنگ توجناب ایسی کرتے تھے۔ کہ سننے والے کے کان کے پردے پھٹ جائیں۔ اور علی صاحب چپ ناہوں۔

خیر جناب رولا اور واویلا اٹھا کر بھی فائنل ایر میں پہنچ چکے تھے۔ اور حراد دست کم بہن زیادہ تھی۔ پری کی ہم راز۔

حرا علی کی پھوپھو زاد تھیم ایک ساتھ تینوں نے بچپن سے جوانی تک ک سفر طے کیا تھا۔
تو دونوں نمونے کھا آئے شادی۔

ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
تو اور کیا بھوتنی کھا آئے شادی لیکن تمہاری کمی بہت محسوس ہوئی۔ اب کی بار علی پھر
ایکٹنگ کے جلوے دکھاتا ہوا بولا تھا۔

بس بس زیادہ اور ناہوا ب کی بار پری بولی۔ حرا کی ہنسی چھوٹ گئی۔ واہ پری کیا کہنے اور
حرا پری کے گلے ملی۔ پورے ایک ہفتے کے بعد وہ حرا اور علی سے مل رہی تھی۔ کیونکہ
دونوں ایک فیملی ایونٹ میں دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔

میں نے تم دونوں کو بہت مس کیا یار۔ ہاے صدقے میں نے بھی اپنی بھوتنی کو بہت

یاد کیا۔

پل پل ہر پل۔ چل اوے گدھے تمہیں فرصت ہی کہاں تھی۔

اتی جاتی ہوئی ہر لڑکی پر لائن مارتے ہوے۔

اب کی بار باری پری کی تھی۔ ہاں پھر اس جن کی شکل دیکھ کے ہی سب ڈر مر گئی ہونی۔

اور علی تپ گیا تھا۔

اب کی بار وار اس کے بیوٹی فل فیس اور پریسنیلٹی پر ہوا تھا۔ ہاں ہاں جلو جلو تم لوگ

لاکھوں دیوانے جیسے ہمارے علی کالر جھاڑتے ہوے اترایا۔ ہاں ہاں اہلی دیوانی ہے

لڑکیاں کہ جسے جناب دل دیتے وہ کسی اور کے ساتھ چھو منتر ہو جاتی ہیں۔

ہا ہا ہا اب کی بار حر اور پری ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہوے خوب ہنسی تھیں۔ اور علی اپنا سامنہ

لے کے رہ گیا۔

کیونکہ اب وہ جانتا تھا کہ یہ دونوں مل جائیں تو چکی میں پستہ وہ ہی ہے مفت میں۔

چلو یار کلاس شروع ہونے والی ہے کلاس میں چلتے ہیں۔

پری نے کہا۔

او گاڈیہ دو ایوں کے نام یاد کر کر کے میں اپنا نام بھول گیا ہوں اس سے تو اچھا میں بابا کا
 بزنس سنبھال لیتا۔ علی تپ کر بولا۔ نایٹا تیرا افس میں بھی گزارا مشکل تھا۔ ایویں
 تمہاری حرکتوں کی وجہ سے انکل نے جو تیار لینا تھا۔ اور رج کر شامت بھی انی تھی
 اک دم پنجابی سٹائل میں۔۔

ہاں ہاں بات پتے کی ہے ویسے اور

وہ ہنستے مسکراتے مستی مذاق کرتے ہوئے کلاس کی جانب چل دیئے۔۔

یونی کے آف ہوتے وہ تینوں بیرونی گیٹ کی جانب چل دیئے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

او کے گائز پھر ملتے ہیں۔ ارے ارے کہاں علی نے کہا۔ وہ یار hospital جانا
 ہے۔ کیوں کیا ہوا سب خیر تو ہے دونوں فکر مند ہوئے۔

ہاں یار سب ٹھیک ہے۔ یا شاید کچھ ٹھیک نہیں۔ اب کی بار علی اور حرا بھی کافی پریشان
 ہوئے۔ ہوا کیا ہے پری۔

چلو اس بیچ پر بیٹھ کے بات کرتے ہیں۔ وہ چلتے چلتے بیچ پر بیٹھ گئے۔

ہنسی مذاق ایک طرف لیکن وہ پری کی عادت سے واقف تھے۔ ہر بات پر دل چھوٹا سا کر

بیٹھتی تھی۔

وہ کچھ دن پہلے ماما کی کافی طبیعت خراب ہو گئی۔ جس کی وجہ سے انہیں Hospitalized کرنا پڑا تھا۔ اور وہاں ان کے کچھ ٹیسٹ ہوئے ہیں۔ ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ بہت زیادہ سٹریس کی وجہ سے انکی طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ انہوں نے کچھ ٹیسٹ کیے ہیں ماما کے جن کی رپورٹس آج آئیں گی۔ تب ہی ڈاکٹر ٹریٹمنٹ شروع کریں گے ماما۔ تم دونوں بھی یہاں نانتھے اور نانتی انکل۔ اور صائم بوڈینگ ہوتا۔ اس کے بھی ایگزیم ہو رہے ہیں۔

میں نے بہت مشکل سے ماما کو سنبھالا۔ بہت tuff situation سے گزری ہوں۔

اور پری تم نے ہمیں بتانا بھی گوارا نہ کیا۔

اور ایک طرف ان دونوں کو بہت ندامت ہوئی۔ کہ اس مشکل میں وہ اپنی جان سے عزیز

دوست کے پاس نانتھے۔ پری اتنا کچھ ہو گیا۔ اور تم نے ہمیں بتانا تک مناسب نا

سمجھا۔ علی غصہ ہوا۔ نہیں یار میں تم لوگوں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ بس کرو

پری۔ ان حالات میں ہمیں یہاں ہونا چاہیے تھا نا کہ وہاں فنگشن پہ۔

وہ اپنے دوستوں کے چہرے پڑھ چکی تھی۔ جہاں دکھ شرمندگی اور کہی نا کہی غصہ بھی تھا۔

پری کبھی ناچاہتی تھی کہ اس وجہ سے اس کے دوست خفا ہوں۔

پری تمہیں ہمیں بتانا چاہیے تھا۔

اچھا بابا میری توبہ اب کی بار کچھ نہیں چھپاؤں گی پکا۔

اب مجھے ڈاکٹر کے پاس ڈراپ کر دو کیونکہ میری گاڑی خراب پڑی ہے۔

اوہ کھٹاڑا کو کیا ہوا۔ دفعہ یار اب کی بار حرا بولی تھی۔

علی بس پری کا موڈ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا پری کے دل کو اگر رونے بیٹھے تو اسے

چپ کروانا اسان نا ہوتا تھا۔ وہ پری کے لیے بہت حساس تھا۔

بچپن میں بھی پاپا کے ساتھ شاپنگ کرتے ہوئے پری کی چاکلیٹس لینا نا بھولتا تھا۔ پری

بیمار ہو جاتی تو تیمارداری میں لگ جاتا۔ اور کالج میں کچھ لڑکوں نے جب پری کے ساتھ

بد تمیزی کرنے کی کوشش کی تھی۔ تو کیسے لہو لہان کر دیا تھا۔ ان لڑکوں کو پولیس کیس

تک بن گیا تھا۔ وہ پری کو کسی صورت بھی ادا اس نہی دیکھ سکتا تھا۔ چاہے کچھ بھی ہو پری

کی ڈھال بن جاتا تھا اس کا جان سے عزیز دوست۔

اچھا علی تم پری کو لے کر ہسپتال جاو۔ اور میں کچھ ڈاکو منٹس سبمنٹ کروا کر شام میں تم دونوں سے ملتی ہوں۔

اور ہاں پری پریشان مت ہونا اللہ بہتر کریں گے۔ اور انشا اللہ سب ٹھیک ہوگا۔ اور علی میری دوست کا خیال رکھنا۔ ہاں ہاں اس بھوتنی کو میرے علاوہ کون سنبھالے گا۔ اور تینوں مسکراتے ہوئے پارکنگ کی جانب چل دیئے۔

 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی میں خاموشی تھی۔ اور ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ پری کے ساتھ سفر کر رہا ہو اور اس قدر خاموشی ہو۔

پری۔۔ وہ چونکی تھی علی کی اواز پر۔

ہاں ہوں۔۔

علی نے پری کا ہاتھ تھاما تھا۔ جو برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔ پری تم ٹھیک ہو۔ علی نے سڑک

کے سائیڈ پر گاڑی روکی تھی۔ علی مجھے بہت گبھراہٹ ہو رہی ہے۔ اور پری گاڑی سے اتری تھی۔

پری حوصلہ کرو۔ نہیں علی حوصلہ ہی تو نہیں آ رہا۔

پتا نہیں رپورٹس میں کیا آیا ہوگا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی اور ناہمت ہو رہی ہے۔ کہ ڈاکٹر سے ملوں۔ علی پری کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ تمہیں پتا ہے۔ علی میری زندگی میں اک خلا ہے۔ وہ خلا ج تک پوری نہیں ہوئی۔ ہاں جانتا ہوں۔

ممانے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں اور صائم محرومیوں کا شکار نہ ہوں۔ لیکن باپ کیا ہوتا ہے کیسا ہوتا ہے میں تو کچھ جانتی ہی نہیں۔

مما ہی میری دنیا ہیں علی وہ ہی میری ماما اور بابا ہیں۔ علی ان کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن وہ میرے سامنے واضح نہیں کرتیں ہیں۔ تمہیں نہیں پتا میں ان کو ایسی حالت میں دیکھ کر کتنے حوصلے سے چل رہی ہوں۔ اور وہ آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ اور علی اس کو بچوں کی طرح بہلا رہا تھا۔ نہیں پری ایسے تم دل چھوٹا کرو گی تو تمہیں دیکھ کر انٹی بھی پریشان ہوگی دیکھو رومت پری اور وہ علی کے سینے سے لگے کافی دیر روتی رہی۔ علی کے لاکھ چپ

کروانے پر بھی وہ چپ ناہوی تھی۔

اچھا پری ادھر دیکھو اگر اب بھی چپ ناہوی تو میں اکیلا ڈاکٹر پاس چلا جاؤں گا تمہیں یہی چھوڑ کر۔ نن نن نہیں پری نے اک دم انسوپونچھے میں چلوں کی تمہارے ساتھ۔ یہ ہوئی نا Brave Girl a Good Girl۔ چلو شاباش اچھے بچوں کی طرح منہ صاف کرو اور گاڑی میں بیٹھو۔ اور ہاں پری علی نے پری کے نرم و ملائم ہاتھوں کو پکڑا جو ابھی بھی ٹھنڈے تھے۔ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ زندگی کے ہر موڑ پر تمہاری ہمت بندھاے رکھوں گا۔ کبھی خود کو اکیلا اور بے بس مت سمجھنا۔ تمہارا دوست ہمیشہ تمہارے ساتھ کھڑا ہے۔ اور پھر اللہ پر بھروسہ رکھو سب ٹھیک ہو گا اور رپورٹ بھی بالکل ٹھیک ہوگی۔

انشاء اللہ۔

پری کچھ سنبھلی تھی۔ شاید رو دینے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔ تھینکس علی میری زندگی کے ہر موڑ پر میری طاقت بننے کے لیے۔ میں بہت خوش قسمت ہوں جو تم جیسا دوست ملا۔ جو مجھے سمجھتا ہے۔ اوے کیا ہو گیا بھوتنی بس بس اتنی تعریف مت کرو کے کہ میں صدمے میں چلا جاؤں۔

دونوں گاڑی سے نکلے اور ہسپتال کی جانب چل دیئے۔

ریسپشن پر ڈاکٹر ڈیوڈ لونگ کے ساتھ اپوائنٹمنٹ کا بتایا۔ اور ان کے کمرے کی طرف
چل دیئے۔

اوہ ہیلو مس پریشہ اینڈ۔۔۔

صی از علی مائی فرینڈ اوہ ہیلو سر۔

ہیو انا سیٹ۔ واجبی تعارف کے بعد پری نے اپنی ماما کی رپورٹس کے بارے میں پوچھا۔

Doctor, tell me about my mom's health test.

Its everything is an all right about mine mom
health.

یہ کہتے ہوئے پری کی اواز کانپ رہی تھی۔ اور علی اس کی کیفیت بخوبی سمجھ رہا تھا۔

Ys i will be see your mother reports....

Bt its too much complicated..

Your mother situation is very critical. she
suffering in Brain tumor..

What what are you say doctor..

پری اک دم گھبرائی۔

Doctor don't you worry just relax.

ڈاکٹر پلیز ٹھیک سے بتائیے انٹی کی بیماری کے بارے میں۔

مس رباب (پری کی ماما کا نام تھا) کو برین ٹیومر ہے۔ جو کہ لاسٹ سٹیج پر ہے۔ ان کو
اس بیماری کو جھیلنے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ بہت زیادہ سٹریس اور زہنی انتشار اور خواب
آوردوائیوں کے استعمال کی وجہ سے ان کے برین کی وینز میں خون جم گیا ہے۔ لیکن
افسوس کی بات ہے کہ انکی یہ بیماری کافی بڑھ گئی ہے۔ اسکی وجہ سے ان کا سر درد اس
حد تک بڑھ جاتا کہ وہ کافی ہائی ڈوز میڈیسن کا استعمال کر رہی تھیں۔

پری تو بے سود بیٹھی تھی۔ جیسے اس کے اوپر پہاڑ ٹوٹ گیا ہو اس کا دماغ ماؤف ہو گیا
تھا۔ ناوہ ہل پارہی تھی۔ پری سن ہو چکی تھی۔ پھٹی پھٹی نگاہ سے ڈاکٹر کو تک رہی تھی۔

علی کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ علی نے حوصلہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سے پوچھا۔

ڈاکٹر اس کا کوئی تو ٹریٹمنٹ کوئی علاج تو ہو گا۔

ہمیں بیماری کا بہت دیر سے پتہ چلا ہے۔ برین ٹیومر کا آخری حل آپریشن ہے۔ جس

میں بھی 30% چانسز ہوتے ہیں کہ مریض کو بچایا جاسکتا ہے۔ اور اگر مریض بچ

جائے تو کسی ناکسی جسمانی صلاحیت سے وہ محروم ہو سکتا ہے۔ لیکن کافی مریض مکمل

ریکور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن 20% ہی چانسز باقی بچتے ہیں۔ لیکن مس رباب کی

situation بہت critical ہے۔ لیکن ہم ان کی تھراپی سٹارٹ کر سکتے

ہیں۔ اگر کچھ بہتری نا ہوئی تو لاسٹ چانس آپریشن ہے۔ لیکن ان کے پاس بہت کم

وقت بچا ہے۔

کیا مطلب ہے ڈاکٹر کچھ نہیں ہوا ہے میری ماما کو سمجھے اپ۔

پلیز مس پریشہ ریلیکس۔

اپ خود ایک ڈاکٹر بن رہی ہیں۔ حالات سے ڈر کر بھاگیں نہیں بلکہ حالات کا ڈٹ کر

سامنا کریں۔ اور ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔

مسٹر علی ہمیں مس رباب کی تھراپی شروع کرنی ہوگی۔ پہلے ہی بہت وقت گزر چکا ہے۔ جی ڈاکٹر۔

پر سوں کچھ ڈاکٹر زار ہے ہیں ہمیں مس رباب کا ٹریٹمنٹ سٹارٹ کرنا ہوگا۔ اوکے ڈاکٹر ٹھیک ہے۔ ہم انٹی کو لے آئیں گے۔

اوکے جسٹ ایکسوزاز مجھے راونڈ پر جانا ہے مریضوں کے چیک اپ کے لیے۔ اوکے ڈاکٹر۔ تھیکنس فار پورٹائٹم۔

اور وہ پری کے کندھے کو تھپتھاتے ہوئے۔ بی اے ریو گاڈ بلیس یور مام۔ کہتے ہوئے باہر چل دیئے۔

اور وہ پری کو کیسے سہارا دیتے ہوئے باہر گاڑی تک لایا تھا یہ وہ ہی جانتا تھا۔

پری کو گاڑی میں بٹھا جسے ہی مڑا۔ حرا کی کال ای تھی۔ ہیلو علی پری کال نہیں اٹھا رہی

ہے۔ کہاں ہو تم لوگ، ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ سب ٹھیک ہے نانی کی

رپورٹس۔ حرا ایک ہی بار میں اتنے سوال اس نے ڈانٹتے ہوئے بولا۔ اوہ سوری علی۔

میں پری کی طرف اناگی تھی۔ تو انٹی فکر مند ہو رہی ہیں کہ پری گھر نہیں آئی ابھی۔

ہاں پری میرے ساتھ ہے۔ انٹی کو بتادو۔ ہم کچھ دیر میں پہنچتے ہیں۔ اور فٹ سے کال بند کیے علی کار کی جانب لپکا۔

حرا کی بات ادھوری رہ گئی اور کال کاٹ دی تھی علی نے ایسا پہلی بار ہوا تھا۔

علی نے کار میں بیٹھنے کے لیے دروازہ کھولا تو پری نہیں تھی وہاں۔ مارے گھبراہٹ کے علی ہکا بکا پری کو متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا دیوانہ وار بھاگ رہا تھا۔ پری یار کدھر ہو۔ پری تب ہی علی کی نظری پری پر پری جو اپنی ہی دھن میں مین روڈ کے درمیان چل رہی تھی۔ گاڑیوں کے ہارن بھی اسے سنای نادے رہے تھے۔ اور تب ہی بائیں جانب سے اتنی ہوی تیز سپیڈ گاڑی پری رکوا اور علی نے کس قدر تیزی سے پری کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تھا۔

کہ کار کی بریک کی آواز چڑچڑ کرتی ہوئی سنائی دی تھی۔ پری کو بچاتے ہوئے دونوں سڑک کے بیرونی سمت گرے تھے۔ ارد گرد لوگ بھی جمع ہو رہے تھے۔ علی خو پر قابو پاتے ہوئے فوراً اٹھا۔ اور پری کو سہارا دے کر اٹھایا۔ پری تم ٹھیک ہونا کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔ پری بولو بھی۔

چھوڑو مجھے چھوڑو جانے دو اور وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح چیخنی تھی۔ بلک کے رو رہی

تھی۔ کچھ نہیں ہو امیری ماما کو وہ ڈاکٹر جھوٹا ہے۔ وہ رپورٹس بھی جھوٹی ہیں۔ اور
پری بیہوش ہو کر اس کی باہوں میں جھول گی تھی۔

پری ہوش میں اویار علی کی آنکھوں میں پانی تھا۔

ڈاکٹر پری کو انجیکشن لگا کر جاچکے تھے۔ کہ کچھ ہی دیر میں وہ ہوش میں آجائیں گی۔

پری اٹھو بھی۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں اندھیرا تھا جب پری نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ ماما۔

اس کی اواز کپکپائی۔ وہ بیڈ سے اترنے لگی کے چکر اکر گرنے لگی تھی کہ علی نے اسے

تھام لیا تھا۔

میں کہاں ہوں۔

ہاسپٹل میں ہو۔ کیا میں یہاں کیوں مجھے اس وقت ماما کے پاس ہونا چاہیے تھا۔ فکر مت

کرو حراھے انٹی کے پاس۔

مجھے گھر جانا ہے علی۔

کافی ٹائم ہو گیا ہے مما فکر کر رہیں ہو گی۔ میں نے حرا کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ ہمیں بابا کے کچھ بزنس کلائنٹس سے ملنے جانا ہے اسلیے لیٹ ہو جائیں گے ہم۔

شکر ہے ورنہ مما خواہ مخواہ فکر کرتیں جو میں نہیں چاہتی۔ اور پری کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔

پری کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں پریشان دیکھ کر انٹی بھی ٹینشن لیں۔ تم سے مجھے اس قسم کے بچکانہ حرکت کی امید نا تھی۔ کیسی بیچ سڑک میں ہوش سے بیگانہ ہو کر چل رہی تھی۔ خدا نا کرے اگر کچھ ہو جاتا تو۔ علی مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا کچھ بھی۔

اک ماماھی تو میرا کل سرمایہ ہے۔ اور وہ ڈاکٹر کیسے کہہ رہا تھا کہ لاسٹ سیٹج پر مام کا کینسر۔ اور وہ پھر سے رودی تھی۔

پری ادھر دیکھو میری طرف۔ خود کو سنبھالو پری تم مضبوط نہیں ہو گی تو کیسے چلے گا سب۔ انٹی کو کون سنبھالے گا۔ ان کی دیکھ بھال کون کرے گا۔ صائم اس کے بارے میں بھی تو سوچو۔ جو بوڈنگ سکول میں اپنی پڑھائی مکمل کر رہا ہے کس قدر تنہا ہو گا وہ

اس ٹائم۔ اگر تم ہمت نہیں کرو گی تو کیسے حالات کا سامنا کرو گی۔

پری اللہ پر بھروسہ رکھو انٹی کو کچھ نہیں ہوگا۔ اور ڈاکٹر نے بھی تو کہا ہے کہ علاج ممکن ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں اہر انٹی کے ٹریٹمنٹ کے لیے ہمیں کہیں اود کسی بھی اچھے سے اچھے ڈاکٹر کے پاس جانا پڑا تو ہم جائیں گے۔ میں ہوں نا اپنی پری کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا انٹی کو۔

انشاء اللہ۔۔۔۔

اور سب کمزور نہیں پڑنا پری ورنہ انٹی کو کون سنبھالے گا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہوں علی ماما کو یا صائم کو ماما کی بیماری کے بارے میں کچھ بھی پتہ نالگے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ دونوں سٹریس لیں۔
ڈونٹ وری کسی کو نہیں پتہ چلے گا۔
لیکن یو وعدہ کرو پہلے۔

کونسا وعدہ کہ کبھی بھی کمزور نہیں پڑو گی ہمت اور حوصلہ رکھو گی۔ اور اپنا بھی دھیان رکھو گی۔

ہوں کوشش کروں گی۔

یہی امید بھی ہے۔

علی مجھے گھر جانا ہے ماما کے پاس۔ ہاں ٹھیک ہے چلتے ہیں۔

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو حرا کو اپنا منتظر پایا۔

کہاں رہ گئے تھے تم لوگ۔ سب خیر تو ہے نا۔

ہاں سب ٹھیک ہے علی نے کہا تھا۔

حرا ماما کدھر ہیں، وہ کافی دیر تک تم دونوں کا انتظار کرتی رہیں۔ لیکن میں نے انہیں

زبردستی کھانا کھلا کر اور میڈیسن دے کے سلا یا ہے۔

اچھا تم لوگ بیٹھو میں کھانا لگاتی ہوں۔ نہیں حرا مجھے بھوک نہیں ہے علی اور تم کھا لو۔

کیا کیا۔۔۔ حرا کھانا لگا اور تم چلو میرے ساتھ بیٹھو کھانا کھاے بغیر ہلوگی بھی

نہیں۔ اور علی نے حرا کو کھانا گرم کر کے لانے کے لیے اشارہ کیا تھا۔

بضد پری نے کچھ نوالے ہی لیے تھے۔ اس کے حلق سے کچھ بھی نیچے نہی اتر رہا

تھا۔ حرا الگ پریشان ہو رہی تھی دونوں کی طرف دیکھ کر۔

حرا تم اج پری کی طرف رک جاو اسے تمہاری ضرورت ہے۔ اور پری میری بات یاد

رکھنا۔ پلیز پریشان مت ہونا۔

چلو میں چلتا ہوں صبح اوں گا۔

او کے او میں ڈور بند کر دوں حرا علی کے ساتھ باہر تک آئی۔ علی آخر کیا ہوا ہے تم دونوں

اتنے پریشان کیوں ہو۔ مجھے فکر ہو رہی ہے یار۔

بات ہی کچھ ایسی ہے یار اور علی نے ڈاکٹر سے ہوئی ملاقات کے بارے میں سب کچھ

حرا کو بتایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حرا کو بھی اک جھٹکے سا لگا تھا۔ یہ کیا بول رہے ہو علی۔ سنبھالو خود کو اور ہاں پری کا بھی

دھیان رکھنا وہ بھی کافی شاکڈ میں ہے۔ ہاں تم فکر نہی کرو میں سنبھال لوں گی۔ اور ہاں

اگر کوئی بھی پریشانی ہو مجھے کال کر دینا حرا۔ او کے ڈونٹ یووری۔

وہ سب ایک دوسرے کو حوصلہ دے رہت تھے۔ لیکن حقیقت میں سب ہی اندر سے

ڈرے ہوئے تھے۔

پری ہولے ہولے قدم اٹھاتی اپنی ماما کے کمرے میں آئی۔ جہاں اس کی ماما دوائیوں

کے نشے میں بے سدھ سوئی ہوئیں تھیں۔ وہ اپنی ماما کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئی۔ آج اس کی ماما بہت لاغر اور کمزور دکھائی دے رہیں تھیں۔ پری نے اپنی آنکھوں میں اے انسو پونچھے اور ماں کے ماتھے کو چوما۔

حرا نے پری کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور اسے کمرے سے باہر لے آئی۔ اس وقت اسے اپنی دوست کو دلاسا دینا تھا۔ اور وہ کبھی کیا سکتی تھی۔

حرا وہ ماما۔۔۔۔ اور پری نا جانے کتنی دیر حرا کے کندھے سے لگے انسو بہاتی رہی تھی۔ اور اپنی دوست کی یہ کیفیت دیکھ کر حرا بھی رو دی تھی۔۔۔

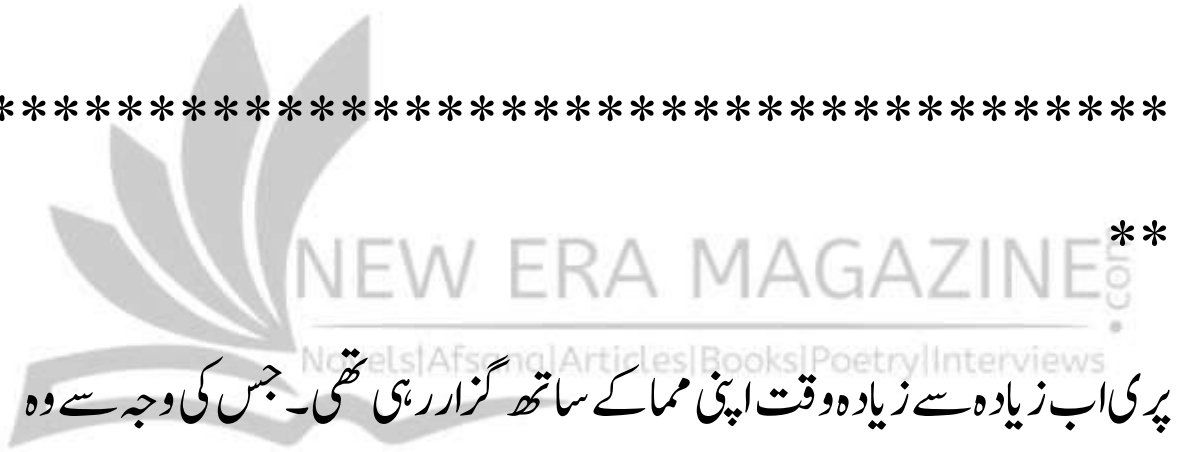
علی جیسے ہی گھر داخل ہوا۔ اپنے پاپا کو منتظر پایا۔ کیوں بر خور دار کہاں سے ارہے ہو تم اس وقت ادارہ گردیاں کرتے ہوے۔ اور وہ خاموش تھا۔

کیا ہوا ہے یار بابا بیٹے کا مذاق تو بنتا ہی ہے۔ وہ بابا پ سے کچھ بات کرنی تھی۔

سب ٹھیک تو ہے علی۔ جی بابا اور علی نے ساری بات اپنے بابا کے اغوش اتاری تھی۔ بابا اپ کے توجانے والے ہو گئیں کوئی سپیشلسٹ ڈاکٹر ز بابا پ ان سے انٹی کی کنڈیشن کے بارے میں بات کریں بابا مجھ سے پری کی یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔

بات تو بہت پریشانی کی ہے۔ بھا بھی نے ساری عمر دکھوں میں گزاری ہے اب اک نیا
صدمہ۔

تم فکر نہیں کرو۔ میں کچھ ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں۔ انشاء اللہ کچھ بہتر ہوگا۔ فکر نہیں
کرو۔



پری اب زیادہ سے زیادہ وقت اپنی ماما کے ساتھ گزار رہی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ
یونیورسٹی بھی نہیں جا رہی تھی۔ ڈاکٹرز نے بھی انکی تھراپی سٹارٹ کر دی تھی۔

ماما نے کتنا پوچھا تھس کہ ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے رپورٹس میں کیا آیا ہے۔ تو علی نے بات
پر قابو پایا تھا۔ کہ انٹی اب اپ کی عمر ہوگی ہے۔ یونو اپ بوڈھی ہوگی نہیں old
Girl تو ڈاکٹرز نے weakness بتائی ہے۔ اسلیئے اپ کو پھر سے strong
بنانے کے لیے ٹریٹمنٹ کرایا جا رہا ہے۔ وہ علی کی بست سے ہلکا سا مسکرا دیں تھیں۔

افف ہو ماما کیا باتیں لیے بیٹھی ہیں۔ چھوڑیں یہ سب باتیں۔ اور صائم سے بات کریں۔

صائم کا فون آیا ہے لاؤ ادھر۔

ہیلو ماما سلام علیکم۔۔

و علیکم السلام بیٹا۔

کیسے ہو بیٹا۔

مما میں ٹھیک ہوں ل۔ بس اپ کی بہت یاد رہی تھی سو چاکال کر کے پوچھ لوں۔

میرا بچہ پیارا بچہ۔ اجاوا اپنی ماں سے اکر مل جاو دل بہت ہی اداس ہے۔ ان کی آنکھوں

میں انسو اگئے تھے۔ وہ اپنے بچوں کے سہارے ہی توجی رہی تھیں۔ اپنے بچوں کی

خوشیوں کے لیے۔

مما اپ روئیں تو مت میں بہت جلد ملنے اوں گا۔ لیکن اپ وعدہ کریں روئیں گے

نہیں۔ او کے بیٹا خوش رہو۔

او کے ماما خیال رکھیے گا پھر بات کروں گا۔ خدا حافظ۔

اللہ حافظ بیٹا۔

لیس جی بیٹے کی یاد میں انسو۔ پری ماں کے گلے سے جا لگی تھی۔

اسلام علیکم گائز۔ اک بلند آواز میں سلام یہ لاوڈ سپیکر حرا ہی تھی۔ جب کوئی لیٹسٹ

نیوز ہوتی آواز بھی تیز ہو جاتی۔

تو سب ادھر ہیں۔ ہیلوانٹی کیسی ہے اپ میں ٹھیک ہوں بیٹا۔

وہ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔ کہ فائنلز کا ٹیسٹ شیڈول آگیا ہے۔ علی جو جو س پی رہا

تھا۔ اک دم سے اچھلا کہ جو س حلق میں ہی پھنس گیا۔ اوہ بیٹا دھیان سے ٹھیک

ہونا۔ جی انٹی۔

کیا کیا اتنی جلدی ایگزامز اور ہر بار کی طرح یہ کوئی انوکھی بات نا تھی ان سب کے

لیے۔ علی کو پڑھائی سے موت پڑتی تھی۔ اور وہ دونوں زبردستی اسے پڑھنے کے لئے

بیٹھاتی تھیں۔ اور وہ کچھ ٹائم تک کر پڑھ لیتا تھا کیونکہ موبائل جو ان دونوں کے پاس

ہوتا تھا اسکا۔ اور موبائل کے بغیر علی کی زندگی ادھوری ہی تھی۔ اور مجبوراً اسے دل

لگا کر محنت کرنی پڑتی تھی۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے جو سپر شروع ہو رہے ہیں۔ اللہ کامیاب کریں میرے بچوں کو۔ جیتے جی تم سب کو ڈاکٹر بننا دیکھ لوں۔ تو موت سے بھی ڈر نہیں لگے گا۔

حد سے ممانہ کیا بات کہی ہے آپ نے اسندہ کبھی یہ الفاظ مت دوہرائے گا سمجھی آپ۔ اور وہ روٹھے آنداز سے اٹھ کر کمرے میں آگے تھی۔

اسے کیا ہو گیا ایسا بھی کیا بول دیا میں نے۔ اک ناک دن سب کو بھی جانا ہے۔ بس ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بچے اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں۔

انٹی میں دیکھتا ہوں پری کو آپ فکرنا کریں۔ پتہ تو ہے پاگل ہے پری۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں بیٹا جاو دیکھو اسے۔۔

حرا تم انٹی کو روم میں لے کے جاو میں اتنا ہو بھوتنی کو لے کے۔ اور وہ مسکرا دیں تھیں۔

اور وہ کمرے کی بالکونی میں کھڑی انسو بہا رہی تھی۔

جاننا تھا میں منع کیا تھا کہ رونا نہیں ہے۔

تو کیا کروں نہیں دیکھا جاتا ماما کو اس حال میں۔ کتنی بار مجھ سے وہ پوچھ چکی ہیں۔ کہ

آخر بار بار ڈاکٹر سے چیک آپ کیوں۔

اتنی میڈیسن مجھے کیوں دے رہے ہیں۔ کبھی کبھی تو وہ بچوں جیسے ضد کرتیں
 ہے۔ کہ نہی کھانی یہ دوائی مجھ سے نہی کھائی جاتی۔ اور کل تو مجھے پاس بٹھا کر
 بولیں۔ پری بیٹا کیا چھپا رہی ہو مجھ سے۔

نہیں ممامیں کیا چھپاؤں گی آپ سے۔ اور وہ سٹڈی کا بہانا بنا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔
 مجھ سے نہی سہا جا رہا ہے علی۔

اور وہ رودی تھی۔ جو کے علی کی برداشت سے باہر تھا۔ پری کیا تم چاہتی ہو کہ انٹی
 تمہیں دیکھ کر فکر مند ہوں۔ اور انہیں بھی شک ہو کہ تم کچھ چھپا رہی ہو ان سے۔ نہی نا
 تو پلینز انہیں خوش رکھو۔ اور خو بھی ہمت کرو۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔ اور تمہیں

انٹی کے دل کا ارمان پورا کرنا ہے اک قابل ڈاکٹر بن کر۔ ان کا نام روشن کرنا
 ہے۔ اب یہ سب تم پر ہے کہ تم ان کی خواہش کا مان رکھو گی۔ یا کمزور پڑ جاو گی۔ انہوں
 نے اس ماڈرن دور میں بھی ماں اور باپ دونوں بن کو تمہاری اور صائم کی پرورش کی
 ہے۔ ان کے ارمان صرف تمہیں اور صائم کو اپنے پیروں پر کھڑے ہوتا ہوا دیکھنے کے
 ہیں۔ ان کی خواہش پوری کرو۔ اور پری نے علی کی جانب دیکھا وہ نہی جانتی تھی کہ
 اس کا یہ دوست اتنا سمجھدار بھی ہے۔ اور ہر موڑ پر اسے سمجھاتا ہے اتنی فکر کرتا

ھے۔ وہ اپنے نادان دوست کا یہ روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اج ان سب کا آخری پیر تھا۔ اللہ اللہ کر کے ایگزیمز دیئے تھے۔ پری کی تیاری ناہونے کے برابر تھی۔ ماما کی ٹینشن میں وہ پڑھائی پر توجہ نادے پائی تھی۔ لیکن اسے کوئی افسوس نا تھا کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنی ماما کی خدمت میں گزار رہی تھی۔

جس کی اسے کوئی ملامت نا تھی کہ وہ امتحان میں کیسے نمبر لاتی۔ اسے بس اپنی ماں کو جلد

صحتیاب ہوتے ہوئے دیکھنا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری پاپا کے کچھ جاننے والے ڈاکٹرز ہیں۔ پاپا نے ان کے ساتھ آنٹی کے ٹریٹمنٹ کی رپورٹس سنیر کی ہیں۔ اور نیکسٹ ویک ہمیں انٹی کو لے کر ان کے پاس جانا ہے چیک اپ کے لیے۔

کیا سچ میں علی۔ میری ماما کو وہ ٹھیک کر دیں گے نا۔

وہ بچوں کی طرح کھلکھلا اٹھی تھی۔

پری صحت اور زندگی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے بندہ تو بس زریعہ بنتا ہے۔ تم حوصلہ

کرویا راسب ٹھیک ہو گا انٹی ضرور ٹھیک ہو جائیں گی انشاء اللہ۔

حرا تمہیں پتا ہے۔ مہ روز سوالیہ نظروں سے مجھ سے پوچھتی ہیں کہ پری کیا بات ہے
کیا چھپا رہی ہو مجھ سے لیکن میں خود پر کیسے ضبط کر پاتی ہوں یہ میں جانتی ہوں یا میرا
رب جانتا ہے۔

لیکن میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی ماما کے سامنے۔

بے بسی کی انتہا پر ہوں میں۔ نو مہینے اک ماں اپنی اولاد کو اپنے پیٹ میں رکھتی ہے ہر درد
تکلیف برداشت کرتی ہے۔ اور اولاد بھی تو اس وجود کا حصہ ہے نا۔ جب اک ماں اپنی
اولاد پر آنچ نہیں آنے دے سکتی۔ تو اولاد کیسے اپنی ماں کو دکھ میں مبتلا دیکھ سکتی ہے۔

میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ میں کیسے دورا ہے پرا کر کھڑی ہوگی ہوں۔

مجھے میری ماں کے لیے اپنی جان کی بازی بھی لگانی پر جاے تو میں پیچھے نہیں
ہٹوں۔ لیکن یہاں اکراتنی لاچار ہوں اور بے بس ہوں۔ کہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر
سکتی۔

نامید نہیں ہوتے۔ اس اوپر بیٹھی ہوئی زات سے۔ وہ خالق بڑا مہربان اور رحم کرنے

والا ہے۔

بیشک اب یہ انسو کرو جلدی سے صاف اور حرانے پری کی آنکھوں میں اے پانی کو
صاف کیا۔ یہ پری بہت انمول ہے ہمارے لیے ای سمجھ۔

اور وہ پھیکسی سی ہنسی لبوں پر سجائے تھی۔

اگر تم دونوں ناہوتے تو

میں اکیلی مر جاتی۔۔۔

اللہ نا کرے یہ کیا بکواس ہے پری۔ دونوں کے منہ سے اک ساتھ یہ الفاظ نکلے تھے۔

خدا کا واسطہ ہے پری کچھ ہم سب کا ہی خیال کر لو جو تمہارے لیے جیتے ہیں۔ اوکے
بابا خفا تو مت ہو۔ تو تم ایسی باتیں سوچ سمجھ کر بولا کرو۔

اچھا چلو بھی مجھے گھر جانا ہے۔

جیسے ہی پری نے بیل دی۔

دروازہ فٹ سے کھلا تھا۔

اوہاے باجاوہ سوری میرا مطلب بجو۔

اور وہ صائم کو دیکھ کر کھلکھلا اٹھی تھی۔

ہاے میرا چلغوزہ اسے زور سے گلے لگایا تھا۔ تو ناچاہتے ہوئے بھی وہ رودی تھی۔

صائم چونکا پری تم رو رہی ہو اوہ نہیں یارا تنے عرصے بعد مل رہی ہوں اوکے اوکے یو

میںز ساس بہو ڈرامہ والے انسو مطلب خوشی کے انسو۔

دفعہ۔ اور دونوں اندر چل دیئے تھے۔ پری نے ماما کو سلام کیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
خوش رہو بیٹا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کب اے صائم۔ بس کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں۔ اور یہ کیا حالت کر دی ہے میری ماما

کی خیال نہیں رکھتی کیا یہ اپکا ماما۔ نائیٹا بڑی بہن کو ایسے نہیں بولتے۔ اپ کی اپنی تو بہت

دھیان رکھتی ہیں میرا۔ میں تھوڑا بیمار کیا ہوئی ہوں ابستر سے اٹھنے نہیں دیتی۔ اور بوتیک

پر بھی جانے نہیں دیتی۔ اوہ ماما اب اپکی بیٹی بڑی ہوگی ہے۔ ساری ذمہ داری

میری۔ اپ بے فکر ہو جائیں۔

نابا جے مطلب بجو تم کب اتنی سمجھدار ہوگی۔ ماما ضرور دال میں گڑ بڑھے۔

عقل کے کیڑے جب محاورے نہیں اتے تو کیوں انکو بول بول کے دکھ دیتے رہتے
ہو۔

ہاں تو تمہیں بڑی ہمدردی ہے محاوروں سے۔ اور رباب بیگم اپنے کو بچوں کو مسکراتا ہوا
دیکھ کر خوشی سے پھولے ناسمار ہی تھیں۔ دل ہی دل میں اللہ پاک سے اپنے بچوں کی
خوشیوں کی ڈھیروں دعائیں مانگ رہی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Fictions | Articles | Books | Poetry | Interviews

آج کافی دنوں کے بعد وہ بوتیک میں امی تھی۔ ایگزام کی تیاری اور دوسرا ماما کی پریشانی
کے باعث وہ ٹائم نادے پائی تھی بوتیک کو۔ اور اوپر سے جو بھی سیونگ تھی وہ ماما کے
علاج میں خرچ ہو گئے تھے۔ اور اب اسے بینک سے لئیے لون کی ادائیگی بھی کرنی
تھی۔ وہ بوتیک کو بند ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ بہت محنت سے اس کی ممانے
اوپن کی تھی۔ جس کے لیے ممانے بہت Struggling life گزاری تھی۔ اس
کے دماغ میں اک دم خیال آیا کہ کیوں نا وہ کوئی جاب ڈھونڈ لے تاکہ وہ لون کے ڈیوڈ
ادا کر پائے۔

رات 8 بجے کے قریب وہ شاپ بند کیے باہر نکلی تھی کہ اس کا فون بج اٹھا۔

حرا کی کال تھی۔ ہیلو۔۔

ہاے یار وہ مری سی اواز میں بولی کیونکہ آج وہ بہت تھک گئی تھی۔ ٹھیک ہو تم اور کہاں ہو اس وقت۔ ہاں بوتیک سے نکلی ہوں ابھی میں کیوں سب خیر تو ہے۔

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے۔ چلو چلو ٹھیک ہے۔ تم دھیان سے گھر جاؤ۔ پھر بات ہوگی باے۔ اور الفاظ پری کے منہ میں ہی تھے کہ فٹ سے فون بند۔

اور پری حیران تھی کہ اسے کیا ہو گیا۔ خیر اس نے گھر کی راہ لی۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پچھلے پانچ منٹ سے وہ ڈور ریل بجا رہی تھی۔ اور گھر کی چابی بھی وہ صبح ساتھ لانا بھول گئی تھی۔ اس نے غصے سے دروازے کو ہاتھ مارا تو ڈور اوپن ہو گیا۔ وہ حیران تھی کہ دروازہ اس وقت کیسے کھلا ہوا ہے وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی۔ گھپ اندھیرا تھا۔

مما صائم کہاں ہیں اپ ممما۔

اور اک دم سے سرپرائز کی آواز آئی تھی۔ اور کچھ غبارے پھوڑنے کی۔ اور ساتھ ہی لائٹس بھی اوپن ہو گئی تھی۔ وہ تو حیران تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

تبھی، پیپی بڑتھ ڈے ٹویو پیپی بڑتھ ڈے ڈیئر پری کی اواز سے وہ کھلکھلاسی گی تھی۔

یہ سب کیا۔۔

ارے ارے کیسا لگا ہمارا سر پرانز

جناب حرا خوشی سے بولی۔

پری کو تو یاد بھی نا تھا کہ اج اس کی برتھ ڈے ہے۔ وہ ماما کی وجہ سے پریشان تھی کہ

ڈیٹ تک یاد نا رہی تھی کہ اج 2 جنوری اس کی برتھ ڈے کی تاریخ ہے۔

چلو چلو اب جلدی سے چلو کیک کٹ کرتے ہیں۔

پری کے چہرے پر اک مسکراہٹ تھی۔ اپنے برتھ ڈے سر پرانز کو دیکھ کر جو کے اس

کے دوستوں نے پلین کیا تھا۔۔۔

وہ ماما کے گلے سے لگی تھی۔ جیتی رہو بیٹا خوش رہو۔

اور لاونج میں تبھی تالیوں کی آواز گونجی تھی جب پری نے کیک کٹ کیا تھا۔

ماما نے اس کو کیک کھلایا تھا۔ اور پری نے سب کو کیک کھلایا تھا اپنے ہاتھوں سے۔ لیکن

صائم نے پری کے فیس پر کیک لگایا تو وہ چلا اٹھی صائم کے بچے میں چھوڑوں گی نہیں

تمہیں اور پری بھی کیک کا پیس اٹھائے صائم کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ تب ہی صائم نے علی کو پری کی طرف گھمایا جو کے کسی سے کال پر بات کر رہا تھا۔ پری نے بے دھیانی میں نشانہ صائم کی فیس پر لگایا تھا پری صائم نے پھر تیلے انداز میں علی کو پری کے سامنے کر دیا تھا۔

پھر کیا صائم سمیت سب ہی علی کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ جو کہ جو کر لگ رہا تھا خود اس ٹائم۔ علی کی یہ حالت دیکھ کر پری کی بھی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔ ویٹ ویٹ علی بھائی سائل اور صائم نے اک تصویر بھی اپنے موبائل میں سیو کر لی تھی۔ اور علی ہکا بکا کھڑا دیکھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ آخر ہوا کیا ہے۔ اک دم سے علی چلایا۔ پری کی پچی اب بچ تو مجھ سے اور پری سٹپٹا کر بھاگی تھی روم کی جانب۔

اور باقی سب لوگوں کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔

اجا و صائم کھانا لگاتے ہیں تب تک یہ دونوں بھی واپس آجائیں گے لڑتے ہوئے۔ نانا سوئیٹ ہارٹ

جن اور بھوت بن کر ہی آئیں گے علی بھائی سے بچنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

کیوں وہ ڈانھے اور دونوں ہنس دیئے تھے۔ اچھا زرا علی کی پک سینڈ کرنا سٹیٹس لگائیں گے۔ اور دونوں ہنس دیئے تھے۔ واہ سوئیٹ ہارٹ کیا زبردست خیال ہے۔۔۔ یہ تم کو میں نے کتنی بار بولا ہے کہ مجھے اپنی بولا کرو بڑی ہوں تم سے۔

کیوں کیوں یو تو میرا پہلا کرش میری پہلی سی محبت ہو۔ چل اوے یہ دوں گی اک تھپڑ۔ اوہ نو نو مائی فیس بیوٹی گم ہو جائے گی۔ اور دل بیچارہ دل بنجارہ بن جائے گا۔ چلو کوئی نی ڈاکٹر بنھی گی ہو سوئیٹ درد دل کا علاج بھی کر دینا۔ کیوں پٹنے کا ارادہ ہے بیٹا مجھ سے۔

اور حراجانتی تھی کی صائم کی مزاحیہ عادت جس کی وجہ سے بنتی بھی تھی بہت صائم کے ساتھ۔ اور وہ بھی دل سے عزت کرتا تھا حرا کو اور تنگ کرتا رہتا تھا۔

ویسے چلو ناسا منے اپ کے مام ڈیڈ بیٹھے بولو تو ہاتھ مانگ لوں۔

افف تم دفعہ ہوتے ہو یادوں اک تھپڑ اور صائم وہاں سے ہنستے ہوے بھاگا تھا۔

پری اپنے کمرے کی طرف ای افف بس بس میں تھک گئی یار۔ لگانا تو کیک صائم کے

منہ پہ تھا پر تم سامنے آگئے۔ ہا ہا ہا اور وہ کھل کھلا کر ہنس دی تھی۔ اور علی اس کو خوش

دیکھ کر دل میں شکر ادا کر رہا تھا۔ اج پری نا جانے کتنے دنوں کے بعد مسکرائی تھی۔

ہمیشہ ایسے ہی مسکراتی رہو۔ امین۔

اور پری نے نظریں جھکائی تھیں۔ پری نے ٹاول علی کی جانب کیا کہ منہ صاف کر لو

بلکل بھوت لگ رہے ہو اور علی ٹاول پکڑتے ہوئے شیشے کی طرف مڑا تھا۔

نا جانے ایسا کیا تھا علی کی آنکھوں میں کہ وہ جب بھی اس کی نگاہیں علی سے ٹکراتیں تو وہ

آنکھیں جھکا دیتی تھی۔ اور علی مسکرا دیتا تھا۔

علی پری کی جانب مڑا جو بالکونی میں کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی۔ چاند تو زمین پر ہے تو تم

آسمان میں کیا دیکھ رہی ہو اف تمہارے فلمی ڈائلاگز علی۔

اچھا جی تو کچھ ڈائلاگز سچ بھی ہوتے ہیں۔

کیا میں سمجھی نہیں۔

کچھ نہیں خیر چھوڑو اور یہ دیکھو۔ علی نے پاکٹ سے اک ڈبی نکالی تھی جس میں بہت

ھی پیاری بریسلیٹ تھی۔ واو علی کتنی پیاری بریسلیٹ ہے۔

یہ جناب آپ کے لیے برتھ ڈے گفٹ۔

علی its too expensive میں یہ نہیں لے سکتی۔ چپ یہ قیمتی نہیں۔ بلکہ تم سے بڑھ کر کچھ قیمتی نہیں ہے۔ اور اس نے وہ بریسلٹ پری کی کلائی میں پہنائی تھی۔ پہلے اس بریسلٹ میں جڑے ہیرے پتھر کی مانند پھینکے تھے۔ لیکن جب سے یہ تمہاری کلائی پر پڑے ہیں۔ یہ بے مول ہیروں کی روشنی بھی بڑھ گئی ہے۔ تو جادو تو ان کلائیوں کا ہے کہ یہ ڈائمنڈ بھی جگمگاٹھے۔ اور ان کی ویلیو بھی بڑھ گئی۔

اور پری تو حیران تھی کہ علی کبھی کبھی اتنے دل سے اور اتنی خوبصورتی سے کیسے الفاظ ادا کر دیتا۔

سب سے قیمتی ڈائمنڈ پریشہ ہے۔ اور میں بہت لکی ہوں کہ یہ انمول ہیرا میرے پاس محفوظ ہے۔

اور پری چونکی تھی۔ چاند کی مانند روشن چہرہ۔

نیچے اجا و سب انتظار کر رہے ہونے۔ اور مجھے بہت بھوک لگی ہے۔

اور وہ علی کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔ اور اک نظر اپنی کلائی پر ڈالی تھی۔ جہاں اک خوبصورت طرز کی ڈائمنڈ بریسلٹ اس کی کلائی میں جگمگا رہی تھی۔

وہ نیچے ای تو علی کے بابا اور ماما سے ملی جو کچھ دیر پہلے ہی اے تھے۔ بیپی بر تھ ڈے بیٹا۔

تھینکس انکل انٹی۔

سوری بیٹا ہمیں انے میں دیر ہوگی لیکن اک میٹنگ کے سلسلے میں جانا پڑا تھا۔ کوئی بات نہی انکل آنٹی اپ اب اگتے یہ ہی بہت ہے میرے لیے۔ اور انٹی نے کچھ شاپنگ بیگز پری کی جانب بڑھائے۔ اور یہ گفٹس ہماری پری بیٹی کے لیے انٹی نے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا پری کو۔

اینڈ ڈونٹ وری بیٹا میں بھی اپ کے بابا جیسا ہوں کوئی بھی پرا بلیم ہو شیر کرنی ہے میری بیٹی نے مجھ سے اور بھا بھی بلکل ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہی کرنی۔ اور انہوں نے پری کو گلے سے لگایا تھا۔ کیونکہ آخر کو وہ انکے دوست کی بیٹی تھی۔ تھینکس انکل۔۔

اگتے تم دونوں ہاں کیا ہوا حرا

علی نے پوچھا وہ دیکھو سامنے۔

اور صائم سامنے حرا کے ماما پاپا کو کھانا سرو کر رہا تھا اور ہنسی مزاق کے ساتھ ساتھ

نہایت شریفانہ انداز سے پیش ارہا تھا۔ یار سے کی ہو گیا پری بولی۔ بر خور دار مجھے پٹاتے تھے اب دال نہیں گلی تو مہما پاپا کی نظروں میں نمبر بنا رہا ہے۔

اور علی پانی پیتے اچھلا تھا۔ اور پری کی ہنسی نہی رک رہی تھی۔ اور علی کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ وہ جانتے تھے چراچرے گی اور صائم اور چراچرے گا۔ اور اب علی کی باری تھی چرا کو چرانے کی ولہ کیا جوڑی ہے۔ اوپر والے تیری شان۔ طوطا مینا ہی لگو گے قسمے۔ اور وہ دونوں ہنس دیئے تھے۔ اور حرانے گھوڑتے ہوئے دیکھا دونوں کو۔ بکو مت دونوں فضول میں۔

ہاے بن جا تو میری بھا بھی
تینوں عیش کرواوں گی۔

سارے گھر کے برتن تم سے دھلو اوں گی۔ لالالا

پری کے سروں نے محفل میں چار چاندھی لگا دیے علی بولا تھا۔ اور چراغے میں چلاتی ہوئی منہ بنائے چلی گی تھی۔ مرو تم لوگ کرو بکو اس۔

اور پری اور علی ہاتھ سے تالی مارتے ہنس رہے تھے۔ کیوں کہ صائم جب ہی اتا کوئی نا

کوئی نوٹسکی ضرور کرتا تھا اور یہ دونوں صائم کا ساتھ دیتے ہوئے حرا کو اور تنگ کرتے تھے۔

پری حرا کی طرف لپکی تھی۔

ارے ارے جاننا دیکھو صائم پٹوگے میرے ہاتھوں سے تم اور وہ دونوں تمہارے چچے بھی۔

ارے اتنا غصہ چھوٹی سی ناک پر۔ دیکھو تو کتنی لال ہو گئی ہے۔ کیا سچی لال ہو گی میری ناک ہاں ناک دم لال۔ اور وہ ہنس دیا سی۔

اور حرا کو اور غصہ دلایا۔ اچھا بابا خفا نہیں ہو۔

سوری یار مذاق کر رہا ہوں۔

میری اک عد gf ہے جو بہت ہی پیاری ہے۔ اور حرا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

چلغوزے یہ تمہاری عمر ہے یہ سب کرنے کی تمہیں ہم نے وہاں پڑھنے بھیجا ہے یا gf بنانے۔ ابھی بتاتی ہوں ماما کو ان کے لاڈلے کی حرکتیں۔ اوے بچو میں وہ مذاق کر رہا تھا۔ ماما سے مت کچھ کہنا یار پلیز۔ نہی انٹی کو میں بتاؤں گی کہ جناب کوئی انگریزی بہو

لانے والے ہیں۔

ہاے شدتے جاوں یہ جلن۔

کیا جل رہا ہے علی بھی پہنچ چکا تھا ان تینوں کے پاس۔

کوئی جل رہا ہے علی بھائی۔

ویسے بھی میری gf تو اتنی کیوٹ ہے اور اہا کتنی پیاری ہے وہ علی نے بھی انکھ سے اشارہ

کیا۔ کیا نام ہے یارا جینفر نام ہے بھائی۔ بہت ہی پیاری ہے۔ ہاے اک ادھ لڑکی کی

سیٹنگ اپنے بھائی سے بھی کروادے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوے اوے تم دونوں کو شرم نہی اتی اور تم صائم شرم کرو بہنوں کے سامنے ایسی باتیں

کرتا کوئی۔ بتاؤں ماما کو سب۔ بتانا ہی پڑے گا پری اب تو حرا بھی بولی تھی۔ توبہ اتنی

جلن

اس کو جی کامنہ نا توڑوں اور ساتھ میں تمہارا بھی مجھے کیوں جلن ہونی۔۔ ایوں بس کچھ

بھی۔

ہاے علی بھائی دیکھو تو دونوں کو انٹیاں لگتی ہیں اور ہم جیسے ہینڈ سم لوگوں کی خوشیوں

سے جلتی ہیں۔

ہم جلتے ہیں ہم اور یہ انٹیاں کسے بولا تم نے۔

ویسے بولا تو اب دونوں کو بھی اب جو جیسا ہو گا ویسے ہی کہیں گے بلکل ٹھیک بولا صائم

بیٹا۔

سمجھدار ہو گیا ہے توں تو یار۔

تم دونوں کی اب خیر نہیں دیکھنا اب بچو سب کو جا کر بتاتے ہیں۔ کہ ان کے لخت جگر

گرل فرینڈز بنا رہے ہے۔ وہ جوتے پھریں گے ہوش ٹھکانے اجانے۔ اور وہ دونوں

ہال کی جانب چل دی جہاں سب بڑے پرانی یادیں تازہ کر رہے تھے۔

ارے رکو رکو کو ہم مذاق کر رہے تھے۔

رات کافی ہو گی تھی۔ سب مہمان بھی جا چکے تھے۔ صائم بھی روم میں سونے جا چکا

تھا۔ اور پری ماما کو دوای دے رہی تھی۔ ممانے پری کی کلائی کی جانب دیکھا بہت پیارا

بریسلیٹ ہے بیٹا لیکن میری بیٹی کی کلائی کی وجہ سے چمک بھی رہا۔ اوہ ماما علی نے بھی

کچھ ایسے ہی بولا تھا اور اپ نے بھی۔ اوہ تو میری بیٹی کو یہ علی کی جانب سے تحفہ ملا ہے

اوہ جی ماما۔ مجھے دکھانے کا یاد ہی نہیں رہا۔ کوئی بات نہیں بیٹا۔ اور وہ ماما کے پاس بیٹھ
گی۔ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں ماما۔۔

میری بچی بڑی ہو گئی ہے۔ ابھی کل کی ہی بات تھی چھوٹی سی گڑیا پکڑے میں اور
تمہارے بابا تمہیں گھر لائے تھے۔ ہماری تو رونق تھی تم۔ تمہارے بابا نے ہی تمہارا
نام پریشہ رکھا تھا اور مجھے پری نام پسند تھا۔ تو انہوں نے پریشہ رکھا تھا تمہارا نام۔۔

پری حیران تھی۔ کہ آج تک اپنے بابا کے ذکر پر اس نے اپنی ماں کو غصہ کرتے ہوئے
پایا تھا۔ اور آج وہ پایا کا ذکر کیوں کر رہی ہیں۔

میرا بیٹی اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اپنی ماں سے ہی چھپاتی رہی۔ پری چونکی تھی۔

کیا ماما۔۔ میں کیا چھپا رہی۔۔

اس دن جب تم علی سے میری رپورٹس کو لیے بات کر رہی تھی تو میں سب سن چکی تھی
بیٹا۔

کہ مجھے برین ٹیومر ہے۔ اور میری بیٹی اس راز کو دل میں بسائے کس قدر حوصلے سے
اپنی ذمہ داری سنبھالتی رہی۔ دیکھ کر دکھ تو ہوا لیکن مطمئن بھی ہو گئی ہوں کہ میری بیٹی

مجھ پر گئی ہے۔ بہادر ہے میری بچی بلکل میری طرح۔ اور پری تو ہر بڑا اٹھی تھی۔ ماما
 نہیں ہے اپ کی بیٹی بہادر نہیں بلکل نہیں۔ اور وہ اپنے ماں کے سامنے رونا نہیں چاہتی
 تھی۔ لیکن وہ بچوں کی طرح رودی تھی۔

نہی بیٹا چپ بلکل چپ رونا نہیں ہے میری پری تو بہت بہادر ہے۔

ادھر دیکھو بیٹا پری بیٹا چپ اب نہیں رونا میری طرف دیکھو۔۔

اپ تو میرا پیارا بچہ ہو۔ اپ نے کبھی کمزور نہیں ہونا۔ میں رہوں یا نار ہوں خود کو کبھی
 اکیلے نہیں سمجھنا میں ہمیشہ اپ کے ساتھ ہوں ہریل۔ اور صائم بہت چھوٹا ہے
 بیٹا۔ مجھے اب تسلی ہے میری بیٹی سب کچھ سنبھال لے گی۔

بس کر دیں ماما مجھ سے نہی برداشت ہو را۔ اور وہ رور ہی تھی۔

پری اپنے پاپا کے لیے کبھی کوئی برا خیال دل میں نہی لانا بیٹا۔ مجھے اس شخص کے بارے
 میں کوئی بات نہی کرنی جس کو سوچ کر اپ کو دکھ ہو۔ وہ برے نہی تھے پری۔

ماما پلیز بس کر دیں س کچھ نہی ہو گا اپکو۔ اپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ علی نے کچھ
 ڈاکٹرز سے بھی ڈسکس کی اپ کی رپورٹس ماما پ جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔ اپ فکر نہی

کریں۔

پیٹا فکر تو تم دونوں کی ہر پل کھاے جاتی۔ لیکن اب کچھ حوصلہ ہے میری بیٹی سب
سنجھال سکتی ہے پلیز ماما ایسے نہیں کہیں۔

اج تو میری بیٹی کی سا لگرہ ہے نا کیا تحفہ چاہئے میری بچی کو۔

مجھے صرف اپ چاہیے ہیں۔ وہ کسی بچے کی طرح فریاد کر رہی تھی۔ رباب بیگم اپنی
بچی کی خواہش کو دیکھ کر تڑپ اٹھی تھیں۔ ان کے بس کی بات نا تھی اگر ان کے اختیار
میں ہوتا تو وہ اپنے بچوں سے کبھی دور نا جاتیں۔ لیکن یہ سب تو اوپر والی ذات کے نظام
تھے۔

انہوں نے اپنے گلے سے اک چین اتاری جس میں سونے کی اک تتلی بنی ہوئی
تھی۔ انہوں نے وہ چین پری کے گلے میں پہنائی تھی۔ اور پری کو اپنے حصار میں لیا
تھا۔ نابس میری بچی اب نہی رونا۔۔ میں نہیں چاہتی کہ میری بچی دل چھوٹا کرے۔
مما پ سب کچھ جانتی تھیں۔ اور پھر بھی اتنا حوصلہ کہاں سے لائیں۔

پیٹا اک عورت میں صبر ہمت اور حوصلہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے۔ مجھے پتہ ہے

آسان نہیں ہوتا سب لیکن اولاد ہی ماں کا حوصلہ ہوتی ہے۔ اور میرے بچے میرا غرور
ہیں۔

میں نے اپنے بچوں کو سراٹھا کر فخر سے جینا سکھایا۔ مجھے پوری امید ہے میری بچی اپنی
ماں کی تربیت کا ہمیشہ مان رکھے گی۔

ماما پ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ

اللہ نے چاہا اور میرے بچوں کی دعائیں ہیں ساتھ میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔

پری میری جان کبھی کمزور نہیں پڑنا۔ یہ معاشرہ کمزور عورت کو جینے نہیں دیتا۔

میری باتیں سمجھ میں آرہی ہیں یا نہیں۔ میرے جانے کے بعد اپنے بھائی کو میری کمی
محسوس مت ہونے دینا۔

بس کریں ممانیسی باتیں مت کریں۔ میرا کلیجہ چھلانی ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نے سوچا ہے
کون ہے آخر ہمارا آپ کے سوا۔ دوبارہ ایسی بات مت کیجیے گا۔ اب آپ کی بیٹی ڈاکٹر بن
رہی ہے۔ میں خود سے آپ کا ٹریٹمنٹ کر کے ٹھیک کر دوں گی ای آپ کو سمجھ۔

اور باب بیگم اپنی بچی کی معصومیت پر صدقے واری جا رہی تھیں۔

ہاں میری پیاری بیٹی ڈاکٹر پریشہ۔

تمہارے بابا چاہتے تھے کہ تم۔ ڈاکٹر بنو۔ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس ماما مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا کوئی بات نہی کرنی۔ چھوڑیں یہ سب۔۔

اچھا میرا بیٹا وہ الماری میں اک باکس پڑا ہے لکڑی کا اس اٹھا کر لاو۔ وہ اٹھی اور الماری

سے اک باکس نکال کے لی۔ یہ لیں ماما۔

بیٹا یہ رکھ لو اپنے پاس۔ لیکن کیا ہے اس میں ماما۔

وہ مسکرائیں۔ کچھ یادیں ہیں سمیٹ کر رکھی ہیں۔ اب اسے تم سنبھال کے رکھ لو۔

پری برے اشتیاق سے باکس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہو اپری۔۔۔

کس سوچ میں پڑ گئی۔

نہیں کچھ نہی ماما۔

زیادہ نہیں سوچتے بیٹا۔ چلو شہا باش سائل کرو۔ اس نے پھیکی سی سائل کی اور ماما کے

گلے سے لگ گئی تھی۔ مہما میں آج آپ کے ساتھ سو جاؤں۔

ہاں بیٹا دھر آؤ۔ پری نے ماں کی گود میں سر رکھا اور آنکھیں موند لیں تھیں۔ اسے
اک سکون سا ملا تھا ماں کی گود میں وہ کب نیند کی آغوش میں گئی اسے پتہ ہی نا

چلا۔۔۔۔۔

رباب بیگم کی آنکھوں میں بے بسی سے انسو اگتے تھے۔ وہ چاہ کے بھی اپنے بچوں کے
لیے کچھ نا کر پائیں تھیں۔ وہ ڈر گئی تھیں۔ کہ کیسے ان کے بچے اکیلے زندگی گزاریں
گے۔

اے میرے مولا میں تو ساری زندگی دکھوں میں تنہا گزار لی۔ لیکن میرے بچوں کی
زندگی میں کبھی اندھیرا مت آنے دینا۔ میرے بچوں کی حفاظت فرمانا میرے رب میں
آج تک اپنی زبان پر کوئی شکوہ نالائی کسی سے کوئی شکایت نا کی اے میرے مولا میرے
جانے کے بعد میرے بچوں کی حفاظت فرمانا انہیں دنیا جہان کی خوشیاں دینا۔ میں تیری
رضا میں خوش ہوں آج نا کل سب کو تیری طرف لوٹ کے انا ہے۔ رتو تو بڑا مہربان
ھے اک ماں کے دل کے حال سے واقف ہے۔ میرے بچوں پر کبھی کوئی آنچ نا اے
میرے مولا وہ بہت نادان ہے نا سمجھ ہیں۔

اور وہ گر گراتے ہوئے

سجدے میں جھک گئی تھیں۔۔

اج صبح سے ہی پری کادل بو جھل بو جھل ساتھ۔ وہ انٹرویو دیے کر افس سے نکلی تھی
تھی۔ کہ صائم کی کال آگئی۔

ہیلو پری ہیلو وہ ماما کے ناک سے خون نہیں رک رہا ہے۔ پری میں اور علی بھائی ماما کو
ہسپتال لے جا رہے ہیں جلدی پہنچو۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور پری کو ایسے لگا کہ اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی ہو۔

وہ بھاگتی ہوئی کار کی جانب لپکی۔

نہی ماما کو کچھ نہیں ہو سکتا۔

اور وہ پاگل ہو رہی تھی رو رہی تھی۔ ایکسٹینٹ ہوتے ہوئے بچا تھا۔ جیسے تیسے ہاسپٹل
پہنچی تھی۔

ریسیپشن سے پوچھتے ہوئے وہ ایمر جنسی وارڈ میں پہنچی صائم اس کی جانب بڑھا تو ان

ودنوں کو چپ کر وانا بہت مشکل تھا۔ پری ممان کے ناک سے خون نہی رک رہا تھا
پری۔

علی اگے بڑھا اور صائم کو دلا سہ دیا تاہا۔ کچھ نہی ہو گا انٹی کو ٹینشن نہی لو۔

انٹی انکل بھی پہنچ گے تھے ہاسپٹل بیٹا کیا بولا ہے ڈاکٹر زنی۔

پاپا ڈاکٹر چیک اپ کر رہے ہیں انٹی کا۔ علی نے بولا۔

کچھ نہیں ہو گا پری بیٹا بھابھی کو اور وہ ان کے گلے سے جا لگی تھی۔ علی سے پری کی یہ
حالت نہی دیکھی جا رہی تھی۔

تب ہی ڈاکٹر روم سے نکلے تھے۔

ڈاکٹر میری ماما۔

ڈاکٹر انٹی کیسی ہیں۔

دیکھیں ان کی حالت بہت critical ہے۔ ہمیں امیجیٹلی اپریٹ کرنا ہو گا۔

لیکن ان کے ریکور ہونے کے چانسز بہت کم ہیں ان کے دماغ کی وینز میں خون جم چکا

ہے۔ اور کچھ بھی کہنا possible نہیں ہے۔

کچھ بھی نہی کہہ سکتے۔ اور پری کا سر چکرا گیا تھا۔ وہ گرنے کو تھی کہ حرانے اسے سہارا دیا۔

صبح تک اگر ان کی طبیعت سنبھلتی ہے تو ہم اپریٹ کر پائیں گے ورنہ۔

ورنہ کیا ڈاکٹر کچھ نہی ہو گا میری ماما کو سمجھے اپ اور پری چلائی تھی۔

پری سنبھالو خود کو ماما کو کچھ نہی ہو گا۔

مجھے ماما سے ملنا ہے۔ وہ اٹھی تھی۔ دیکھیے ابھی وہ میڈیسن کی وجہ سے ہوش میں نہیں ہیں اپ کچھ دیر بعد ان سے مل سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پیشینٹ کو ہوش آگیا ہے اپ ان سے مل سکتے ہیں۔

اور وہ اپنی ماں کے پیروں میں بیٹھی تھی۔

پری انہوں نے اکھڑتی سانسوں سے پری کو پکارا تھا۔ ادھر او۔ میرے پاس۔ انکھوں

سے اشارہ کیا تھا انہوں نے۔۔

وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ماما کو دیکھ رہی تھی۔ صائم ماں کے سینے سے لگا ہوا تھا۔

مما پ بلکل ٹھیک ہو جائیں گی۔

کچھ نہیں ہو گا اپکو۔۔

وہ اکیسجن پمپ ہاتھ سے اتارتی ہوئی بولیں۔

بیٹا وقت قریب آگیا۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں ماما صائم اور پری تڑپ اٹھے تھے۔

پری کبھی کمزور نہیں پڑنا اور میرے بعد اپنا اور صائم کا خیال رکھنا۔ صائم بڑی بہن کو تنگ

نہی کرنا۔ ماما پ ایسے کیوں بول رہی ہیں۔ اپنے بابا کے لیے دل میں کوئی غلط فہمی

مت پالنا بیٹا۔ کمزور نہیں پڑنا پری کبھی نہیں۔

بس کریں پلینز ماما کچھ بھی نہیں ہو گا اپکو۔ اپ کی طبیعت نہیں ٹھیک ہے اپ بس زیادہ

مت سوچیں۔ آرام کریں۔ اور انہوں نے دونوں کو گلے سے لگایا تھا۔

دروازے پر کھڑے حرا اور علی کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر

سکتے تھے۔ ماما کی چیخ کی آواز آئی تو وہ دونوں اندر کی جانب بھاگے۔

مما ماما کچھ بول کیوں نہیں رہی۔ صائم ڈاکٹر کو بلاو علی ڈاکٹر کو بلانے بھاگا تھا۔

ای ایم سوری

She is no more..

نہی میری ماما ڈاکٹر وہ ابھی بات کر رہی تھیں ابھی اٹھیں گی ڈاکٹر علی ماما کو کچھ نہیں

ہوا۔ حرا دیکھو ماما ماما بول نہیں رہی اٹھیں ماما۔ وہ چلائی تھی

پری ہوش کھو بیٹھی تھی۔ صائم کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔

ماں کی تدفین ہو چکی تھی۔ سب اسے دلا سے دے رہے تھے۔ صائم نے اسے گلے سے

لگایا تھا۔ اس کے رونے کی آواز نے ہر آنکھ نم کر دی تھی۔

زیادہ سٹریس لینے کی وجہ سے ڈاکٹر نے پری کو سکون کا انجیکشن دیا تھا۔

علی کیسی ہے پری۔ حرا نے پوچھا تھا۔ ہوں ڈاکٹر نے انجیکشن دیا ہے سورہی ہے۔

اچھا صائم کہاں ہے اس نے کچھ کھایا۔ نہیں کچھ نہیں کھایا پری نے اور ناصائم نے میں

صائم پاس جا رہی تھی وہ شاید روم میں ہو۔

ہاں یار اسے بہلا کے کچھ کھلاو میں اتا ہوں۔

اور حرانے کمرے کا رخ کیا جہاں صائمہ بالکونی میں کھڑا تھا۔ حرانے کھانا ٹیبل پر رکھا۔ اور صائمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا صائمہ۔ وہ مڑا تھا۔ آنکھوں میں آنسو پونچھتے ہوئے۔

نہیں صائمہ ان آنسوؤں کو بہہ لینے دو دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔

حرانے کی کنڈیشن کا مجھے پتہ ہوتا تو میں کچھ کر پاتا ان کے لیے۔

تمہیں کیا لگتا ہے صائمہ جب سے پری کو پتہ لگا ہمیں پتا چلا انٹی کی بیماری کا تو ہم نے ان کے علاج کے لیے کچھ ناکیا ہو گا۔ اک ملامت سی رہ گئی ہے حرانے میں ماما کے بغیر دنیا ویران سی ہو گئی ہے۔ جیسے سب کچھ ختم ہو گیا ہے سب۔

نہی صائمہ نہی ایسے مایوس نہیں ہوتے۔ زندگی موت کا اختیار ہمیں حاصل تو نہی یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور اک دن سب کو اس دنیا سے جانا ہے۔ پر تمہیں ہمت کتنی ہوگی اپنے لیے پری کے لیے۔ تم روگے تو انٹی کی روح بھی کو بھی تکلیف ہوگی۔ چلو ادھر اور پری اسے کھینچتے ہوئے بیڈ پر لی تھی۔ اور اک نوالہ بنا کر صائمہ کی جانب کیا۔ نہی بھوک نہی حرانے۔

ایسے کیسے بھوک نہیں ہے۔ تھوڑا سا کھالو چلو شام منہ کھولو۔ اور حرا کسی بچے کی طرح صائم کو بہلا رہی تھی۔

علی کو بھی کہاں سکوں تھا وہ بار بار پری کے روم میں جاتا اور دیکھ کے باہر آ جاتا پری سوئی ہوئی تھی۔ لیکن اس کی فکر کھائے جا رہی تھی۔

وہ لاونج میں صوفہ پر بیٹھا تھا

جب حرا بھی پاس آ کر بیٹھی۔

صائم نے کچھ کھایا۔ ہاں بڑی مشکل سے کھلایا اور سلایا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی تم نے بھی تو کچھ نہیں کھایا میں کچھ لاتی ہوں کھانے کے لیے۔ نہیں حرا بھوک نہیں دل بھی نہیں چاہ رہا۔ اس کی خود کی کیفیت بھی ایسی ہی تھی سب کو دلا سے دیتی وہ بھی رو دی تھی۔ علی جانتا تھا وہ بظاہر مضبوط نظر آنے والی حرا اندر سے ہد درجہ موم تھی۔

بس بس حرا ایسے دل چھوٹا نہیں کرتے۔ اللہ کے کاموں میں بندے بے بس ہوتے ہیں۔ اور وہ حرا کو دلا سے دے رہا تھا۔ اندر سے دل رو رہا تھا مگر اسے اس وقت کمزور

نہیں پڑنا تھا۔۔۔

اک ہفتہ ہو چکا تھا باب بیگم کو دنیا سے گئے ہوئے۔ پری تب سے حرا کے گھر رہ رہی تھی وہ اکثر رات کو گبھرا کے چلا اٹھتی تھی۔ صائم کبھی گھر چلا جاتا اور کبھی علی کے ساتھ افس کیونکہ دو تین دن تک وہ بوڈنگ واپس جا رہا تھا۔

حرا علی اور صائم نے ہر ممکن کوشش کی تھی پری کا دل بہلانے کی۔ حرا کی ممانے بھی ممتا کا منہ بولتا ثبوت دیا تھا پری کے اس کڑے وقت میں۔

اج وہ انٹی کے ساتھ بیٹھی لاونج میں سبزی کاٹ رہی تھی کہ حرا علی اور صائم آتے ہوئے دکھائی دے تھے۔

اسلام علیکم ایوری ون علی نے پر جوش انداز میں کہا۔ وعلیکم اسلام بیٹا یہ ہاتھ میں کیا ہے۔

مما یہ کیک ہے۔ لیکن کیک کس خوشی میں۔

انٹی یہ ہماری فیملی کے تین نمونے ڈاکٹر ز۔۔۔۔۔ یہ ان کے فرسٹ گریڈز سے پاس ہونے کی خوشی میں۔ پری کی چھری ہاتھ سے چھوٹی تھی۔ کیا واقعی میں۔

کب ایاز لٹ۔ صائم چہچہایا۔ اوہ ماے ڈیر بن گی ڈاکٹر۔ اور صائم نے پری کو گلے لگایا۔ انٹی بھی بچوں کے واری جارہی تھیں۔ اوے پیچے ہٹ نمونے مجھے میری دوست کے گلے ملنے دے۔ اور حرا پری کے گلے لگی تھی۔

Congratulations Dr Pareshay....

پریشے مسکرائی تھی۔...congrat dr Hira and Ali

اور آنکھوں میں آنسو تھے جو سب سے چھپا رہی تھی لیکن وہ ناکام رہی تھی۔ نہی پری خوشی کے موقع پر میری بچی آنسو نہیں۔ انٹی اگر آج مہا یہاں ہوتیں تو کتنا خوش ہوتیں مجھے ڈاکٹر کے روپ میں دیکھ کر۔

نا بیٹا رونا نہیں۔ رباب آج جہاں بھی ہوگی بہت خوش ہوگی اپنی بیٹی کی اتنی بڑی کامیابی کو دیکھ کر نارونا نہیں اور پری انٹی کے گلے سے جا لگی۔۔۔۔۔

اچھا اچھا بس اب رونا نہیں ہم سب لنچ باہر کریں گے۔ علی نے کہا تھا۔ اور ہاں میں نا

نہیں سنوں گا۔ دو تین دنوں میں صائم بھی واپس بوڈنگ چلا جائے گا۔
تو منع مت کرنا۔ اور وہ اس لیے کہہ رہا تھا کہ پری نے پچھلے کچھ دنوں سے خود کو کمرے
میں بند کیا ہوا تھا۔ اسی بہانے وہ باہر نکلے گی اور اسکا دل تھوڑا سا بہل جائے گا۔
پری۔ ہوں۔

علی نے پری کی جانب دیکھا جو صائم اور حرا کورائیڈ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ رہی
تھی۔

پری آخر کب تک۔ کب تک خود کو کمرے کی چار دیواری میں قید رکھو گی کب
تک۔ دیکھو تو خود کو کیا حالت کر لی ہے خود کی۔ جیسے جینے کی امید ہی چھوڑ دی ہو۔

وہ خلا میں ناجانے کیا دھونڈ رہی تھی۔ پھٹی پھٹی نگاہوں سے آسمان کی جانب دیکھے
جار ہی تھی۔ پری اس نے پری کو جھنجھوڑا تھا۔

کیا اک بار بھی صائم کی جانب دیکھا۔ تمہیں کوئی دکھ نا ہو وہ ناجانے کتنے دکھ سینے میں
چھپائے ہوئے ہے۔

اک بار صائم کی جانب دیکھو پری۔ مردنا کبھی کمزور نہیں ہونے دیتا خود کو۔ مرد بہت

مضبوط ہوتا ہے۔ لیکن مرد بھی بے بس ہو جاتا مضبوط تو وہ بظاہر نظر آتا تاکہ اس کی فیملی اس کو دیکھ کر ہمت ناہار بیٹھے۔ یہاں صائم بھی نا جانے کتنی ہمت اور حوصلے سے چل پھر رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ بھی اتنے بڑے درد سے ٹوٹ چکا لیکن وہ کبھی ظاہر نہیں کرے گا کہ وہ کمزور ہے۔ کہ کہیں تم اور ناٹوٹ جاؤ۔

پری تم تو بڑی ہو بڑی بہن ہو صائم کی اور وہ بچوں کی طرح تمہیں سنبھال رہا ہے کہ تم اس زندگی کی ڈگر پر پھر سے چلو۔

اور پری کی آنکھوں میں پانی بھر آیا۔ ناپری رونا نہیں ہے۔ پری کو کمزور نہیں مضبوط ہونا ہے۔ اپنے لیے ناسہی اپنے چھوٹے بھائی کے لیے۔ یہ انسوپری کو کمزور بنا رہے ہیں اور میری پری کو کمزور نہیں مضبوط بننا ہے۔ انٹی کے خواب پورے کرنے ہیں۔

کیا سمجھائی اور پری علی کے سینے سے جا لگی تھی۔ رو دو واج دل کا بوجھ ہلکا کر لو۔ لیکن اب یہ انسوپری کو کمزور بنا کریں۔ اور علی نے پری کے انسوپہنچے تھے۔ جو دنیا سے چلا جاتا ہے وہ واپس تو نہیں اسکتا لیکن ہم ان کی یادوں کو ہمیشہ اپنے دل میں تازہ رکھ سکتے

ہیں۔ وقت بہت ظالم ہے۔ پری یہ کسی کے لیے نہیں رکتا گے بڑھتا جاتا ہے۔ اور عفت کے ساتھ صبر بھی آجاتا یہ فطری عمل ہے۔ لیکن انسان جینے کی امید ہی چھوڑ

بیٹھے اور قدرت کے فیصلے سے اختلاف کرے یہ ہمارے بس میں تو نہیں ہے نا۔ ماں سے جڑا رشتہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور ماں کی جگہ بھی کوئی نہیں لے سکتا۔ لیکن یہ بھی کبھی مت بھولو اک ماں سے ستر گنا زیادہ محبت کرنے والی ذات نے بہتر فیصلہ کیا ہو گا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور ہاں پری بڑی بہن بھی ماں جیسی ہی ہوتی ہے۔ صائم کو تمہاری ضرورت ہے اور تمہیں اب خود کو مضبوط کرنا ہو گا۔ ایسے زندگی نہیں چلے گی۔ امی سمجھ۔ اور ہاں پری زندگی کے ہر موڑ پر تم مجھے اپنے ساتھ پاؤ گی۔ اور پری سر ہلا پائی تھی۔ علی جانتا تھا پری کا درد بہت بڑا ہے لیکن اسے اس وقت اپنی پری کو نارمل لائف کی طرف واپس لانا تھا۔ یہ تھوڑا مشکل تھا اسان نا تھا۔ کہ پری کا صدمہ ہی بہت بڑا تھا۔ لیکن پری کو اگے بڑھنا تھا اپنے لیے اور سب سے بڑھ کر صائم کے لیے۔

اسے ماما سے کیے وعدے پورے کرنے تھے۔ صائم کا دھیان رکھنا اس کی ذمہ داری تھا۔

حرا اور صائم ہمیشہ کی طرح لڑتے ہوئے ان کی جانب آئے۔ میڈم نے چلا چلا کر میرے کان کے پردے پھاڑ دیے ہیں۔

ہاے صائم میں گی۔ میں گرگی۔ ہاے۔

افس تو تمہیں کس نے بولا تھا حرا اتنی اونچی اونچی رائیڈ میں بیٹھنے کو پری بولی تھی۔ وہ سب جانتے تھے کہ حرا کو ہائیڈ سے ڈر لگتا ہے۔ محترمہ کو ہیر و سن بننے کا شوق تھا۔ اور وہ صائم کی بات پر ہنس دیتے تھے۔ پری کی ہلکی سی مسکراہٹ دیکھ کر علی نے دل میں شکر ادا کیا تھا۔ اور کچھ مطمئن ہوا تھا۔

گاڑی حرا کے گھر کے باہر روکی تھی۔

حراج میں اپنے گھر جاؤ گی۔ واٹ پری یہ بھی تو تمہارا اپنا گھر ہے۔ چلو اترو کار سے
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview
 شاباش۔

کوئی بات نہی حرا میں ہوں پری کے ساتھ جب ہاسٹل جاؤں گا تو پری کو تمہارے گھر ہی چھوڑ کے جاؤں گا کیلے تو کبھی نہیں۔ ہاں یہ ٹھیک ہے حرا۔ اوکے یار۔ موسٹ ویلکم۔
 بس اپنا خیال رکھنا۔

اوکے باے گاڑ۔۔۔

باے۔

اور علی نے گاڑی کو بریک لگایا۔ صائم باے باس بولتا ڈوراوپن کرنے لگا۔

پری۔۔ جی

ای ہوپ تم میری بات سمجھ گی ہوگی۔

پریشان مت ہونا میں ہوں تمہارے ساتھ۔ علی نے پری کا ہاتھ تھاما۔

پری چونکی۔ جانتی ہوں علی اپ سب لوگوں کے پیار اور ساتھ نے میرے اکیلے پن میں کمی کی ہے۔ فکر مت کرو میں خود کو سنبھال لوں گی۔ یہی امید ہے ڈاکٹر پریشہ۔ جو

کبھی ہمت نہی ہارے گی۔ انشاء اللہ۔ اور ہاں کوئی بھی کام ہو کال کرنا اوکے ٹینشن نہیں لینا۔ بس دھیان رکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا آہستہ آہستہ۔

ہاں۔ باے۔

خیال رکھنا۔ تم بھی۔

اور علی پری کو جاتا دیکھتا رہا جب تک وہ گھر کے اندر داخل نہ ہوگی۔

پری جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی سب کچھ ویسے ہی تھا۔ بس ویلکم کرنے کے لیے اس کی ماما موجود نا تھے۔ اس کا دل اک دم مٹھی میں اگیا۔ لاونج پہ پڑے صوفہ پر وہ اپنی ماں

کی گود میں سر رکھے ڈھیروں باتیں کیا کرتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں انسو روا تھے۔ جن پر پری کا کوئی اختیار نا تھا۔ صائم نے پری کو تھاما تھا۔ نہی پری رونا نہی ہے۔ اور وہ پری کو دلا سے دیے خود بھی رو دیا تھا۔ دونوں اک دوسرے کو دلا سے دے رہے تھے۔ ماں جیسی ہستی کھو بیٹھے تھے دونوں۔ پری کسی چھوٹے بچے کی طرح صائم کو دلا سے دیتی کمرے تک لائی۔ اور بیڈ پر لٹایا تھا نہیں صائم رونا نہیں ہے ماما کی روح کو تکلیف ہوگی نہیں بس چپ اور وہ صائم کو بہلا رہی تھی اسکے انسو پونچھ رہی تھی۔ ادھا گھنٹے تک وہ صائم کے سر کو دباتی رہی کے وہ پر سکوں ہو کر سو جائے۔

صائم کے سونے کے بعد وہ کمرے سے نکلی۔ اور ماما کے کمرے کی جانب بڑھی۔ دروازہ کھولتے ہی لائٹس ان کی۔ کمرے کی ہر چیز ویسے ہی ترتیب سے پڑی تھی جیسے اس کی ماما کھتیں تھیں۔ بیڈ کھالی پڑا تھا اس کی ممانا تھیں وہاں۔ بیڈ پر تکیہ ٹھیک کرتے ہوئے وہ مڑی سامنے صوفہ پر ماما کی شال پڑی تھی۔ وہ شال سینے سے لگائے نا جانے کتنی دیر تک بے آواز انسو بہاتی رہی۔ پھر خود ہی ہمت کرتے چادر تہہ کرتے الماری کی جانب بڑھی۔ الماری میں چادر رکھتے ہوئے اس کی نظر اس لکڑی کے باکس پر پڑی۔ جو اس کی ممانے اسکی بڑتھ ڈے پر اسے دیا تھا۔ جو وہ شاید ماما کے کمرے

میں ہی بھول گئی تھی اور کھول کر بھی نادیکھا تھا۔ وہ باکس الماری سے نکال کر بیڈ کی جانب آئی۔

وہ لکڑی کا خوبصورت سا باکس تھا۔ پری نے باکس کھولا۔ تو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ جس میں کچھ لال رنگ کی چوڑیاں تھیں اس نے باکس سے باہر نکال کر چوڑیوں کو دیکھا جو کانچ کی لال رنگی چوڑیاں تھیں اس کی ماما کی نشانی۔

اس نے جی بھر کر ان چوڑیوں کو دیکھا۔ باکس میں کچھ سوکھے ہوئے گلاب تھے جسے دیکھ کر پری کو تھوڑی حیرت ہوئی۔ اسے اک پائل بھی ملی باکس میں اچھی طرح دیکھا لیکن ایک ہی پائل ملی۔

اک کالے رنگ کی ڈائری پر پری کی نظر گئی۔ پری نے وہ ڈائری نکالی۔ وہ اس بات سے انجان تھی کہ اس کی ماما ڈائری لکھتی ہوں گی اور یہ انکی ڈائری ہوگی۔

پری نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ڈائری کھولی۔

پہلے صفحے پر باب اور اک دل بنا کر اس میں دلاور شاہ لکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اور چند شعر لکھے ہوئے تھے۔۔۔

جیسے غریبوں کے پلے نہیں پڑتیں یہ باتیں۔ اففف اپا تو بات کہاں کی کہاں لے گی۔۔

میں تو سرسری بات کی تھی۔

اچھا بس بس ابا کے انے کا وقت ہو رہا ہے۔ جلدی کتابیں سمیٹ کے کچن میں انا۔ تھوڑا

ہاتھ بٹادے میرا۔

اور باب منہ بنا کے رہ گیا تھی۔

مجھ سے گھر کے کام نہیں ہوتے اپا۔

میں کچھ ناسنوں جلدی نیچے او۔

اور وہ پیر پٹھکتے نیچے ای تھی۔۔

جیسے ہی دروازہ بجنے کی آواز سنائی دی رباب باہر کی جانب بھاگی۔ ابا گئے۔۔

اسلام علیکم ابا۔ وعلیکم اسلام پتر۔

ابا نے اپنی سائیکل اندر کی اور رباب دروازے کو کنڈی لگا کر مڑی۔ وہ کچھ متلاشی

نگاہوں سے تلاش رہی تھی۔ ابا رباب کی کیفیت بھانپ گئے تھے

انہوں نے سائیکل پر سے شاہ پر اتارے۔

اور رباب کی جانب کر دیے لے پتر

لے آیا اپنی دھی کی من پسند جلیبیاں اور سمو سے۔ اور وہ کسی بچے کی خوشی سے ابا کے سینے سے جا لگی تھی۔

عابدہ پتر اک ٹھنڈا پانی داگلاس تے پلا پتر۔۔

جی ابا اور عابدہ کچن سے پانی کاگلاس لاتی ہوئی دکھائی دی۔

لیجیے ابا پانی۔ ہاں پتر رکھ دے ادھر۔

اور عابدہ نے اک نظر رباب کی جانب دورائی جو بچوں کی طرح جلیبیوں سے لطف اٹھا رہی تھی۔ وہ رباب کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

ابا بھی رباب کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے تھے پوری جھلی انا میری دھی۔

جی ابا پ منہ ہاتھ دھولیں میں کھانا لگاتی ہوں۔ ہاں پتر۔۔۔

اور وہ پھر سے رباب کی جانب دیکھنے لگے۔ رباب پتر جی ابا۔

ادھر او بیٹا۔ اور وہ ان کے پاس آکر بیٹھ گی۔ پتر پڑھائی کیسی جارہی ہے۔ جی ابا اچھی جارہی ہے۔ بیٹا کوئی مشکل تو نہیں ہے انے جانے میں نہیں ابا جی بس ٹائم پہ آجاتی۔ اچھا دھیسی۔ اور انہوں نے کچھ پیسے رباب کو دیے کہ سو قسم کی ضرورت ہوتی ہے رکھ لو پاس۔ رباب کی خوشی کا ٹھکانہ نا تھا۔ تھینکو ابا جی۔ بیٹا ضرورت ہو تو مانگ لیا کرو۔ جی ابا جی۔

اچھا ابا جی اپ اپ جلدی سے ہاتھ منہ دھولیں پھر ملکر کھانا کھاتے۔

اچھا دھیسی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور رباب نے چکن کار کھ کیا۔

رہنے دینا تھا۔ ملکہ عالیہ میں خود کر لوں گی کام۔ ارے ابا کیا ہو گیا۔ لاؤ مجھے دسترخوان بچھا دوں۔

آخر کل کو سب مجھے ہی تو دیکھنا ہے۔ اور کچھ دن ہی ہیں تم نے تو پیادیس چلی جانا۔

اور اپنے اک لگائی تھی رباب کے کان پر چپ بہت ٹر زبان چلتی ہے۔ ابا سن لیتے تو۔

لو جی تو ابا کی مرضی سے ہی رشتہ ہوا گبھرا تو ایسے رہی جیسے پتہ نہی کیا ہو۔

اچھا چپ چپ بس کر کچھ شرم لحاظ بھی ہوتا ہے۔ سمجھی جھلیھی رہی ساری عمر اور اپا
شرما کر باہر کی جانب چلی گی۔

رات کو وہ ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ کر کمرے میں گی تو اپا کو بہت پریشان سا پایا۔ وہ کچھ دنوں
سے دیکھ رہی تھی کہ اپا کچھ فکر مند رہتی ہیں۔

اپا پاپا۔۔۔ رباب نے اپا کا ہاتھ ہلایا۔

ہوں ہاں کیا ہوا۔

اپا یہی میں پوچھ رہی ہوں کہ کیا ہوا ہے کس سوچ میں پڑ گی ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں رباب۔

نہیں اپا ایسے کیسے۔۔۔

جب سے اپ کی شادی کی تاریخ پکی ہوئی ہے۔ اس دن سے میں دیکھ رہی ہوں۔ کہ

اپ کچھ پریشان ہیں سب خیر تو ہے نا۔

کاشف بھائی کی جانب سے کوئی مسئلہ ہے۔

ارے نہیں پاگل ان کی طرف سے کیا مسئلہ ہونا۔ تو پھر پھوپھو نے کچھ بولا۔ نہیں

انہوں نے کیا۔ بولنا مجھے۔

اوہ اچھا مجھے لگا پھوپھو ساس والے روپ میں ناگی ہوں۔

نہی تو۔

اپا تو رو رہی ہے۔

نہی تو۔

جھوٹ نہی بول اپا کیا بات ہے دیکھ سچ سچ بتا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Ghalib | Urdu | English | Poetry | Drama | Screenplay | Music | Art | Photography | Video | Audio | E-books | Comics | Games | Merchandise | Subscriptions | Contact Us

رباب میری شادی کے بعد تیرا اور ابا کا کیا ہوگا۔

کیسے چلے گا سب۔۔

ابا کا اور تیرا دھیان کون رکھے گا۔

کیا ہو گیا ہے ابا۔ اللہ مالک ہے میں ہوں نا ابا کے پاس۔

اماں کے دنیا سے جانے کے بعد ابا نے ہم دونوں کی اچھی تربیت کیلئے ہمارے سر پر

سو تیلی ماں کا سایہ تک نا ڈالا۔ خود ہی ماں اور باپ بن کر ہماری پرورش کی۔ تجھے یاد ہے

پھوپھو نے کتنا زور لگایا تھا کہ ابان کی نند سے بیاہ کر لیں۔ لیکن ابان نے کہا تھا کہ میری دو بیٹیاں ہیں۔ میرے پاس جینے کا ذریعہ ہے میں خود پرورش کر لوں گا خود تربیت کروں گا اپنی بچیوں کی۔ اک سوتیلی ماں کے سارے تلے پچیوں کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ اور ابان نے اتنے اکیلے ہوتے ہوئے ہماری تربیت میں کوئی کمی نہ کی۔ اور میں کیسے ابا کو اور تمہیں اکیلا چھوڑ کر اپنا گھر بسالوں۔

اپا کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو۔

نیا پتر ایسی گلاں نہی کری دیاں۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اباجی دونوں نے دوپٹے درست کیے۔

ہاں پتر دنیا کا دستور ہے۔ اک ناک دن تو تم دونوں کو جانا ہی ہے بیٹا۔

پر اباجی اپ کا خیال کون رکھے گا۔ لے پتر باب بیٹی ہے نامیرے پاس تو کیوں سوچ رہی ہو ایسے۔

بس اک بار تم دونوں کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں۔ پھر سکون سے مر پاؤں گا۔

اللہ ناکرے اباجی۔ دونوں نے بیک وقت بولا تھا۔

ہاں پتر اک باپ ہونے کے ناطے بڑی خواہش ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے مضبوط ہاتھوں میں دے دوں۔ تو فرض پورا ہو جائے۔

ابا کیا ہم بوجھ ہیں اپ پر رباب بولی تھی۔

ناپتر نایسٹیاں بوجھ نہیں رحمت ہوتی ہیں اور تم دونوں میرے گھر کی رحمت ہو۔ بس تم دونوں کو خوش دیکھنا ہے۔ اللہ تم دونوں کی خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائے آمین۔

تم دونوں تو میری روح کا سکون ہو بیٹا اور انہوں نے دونوں کو گلے سے لگایا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رباب اٹھ جا صبح ہو گی ہے۔ یونیورسٹی سے دیر ہو جائے گی پھر۔

اف اپا سونے دو۔

اور اپا نے پاس پڑ اپا پی کا گلاس اٹھا کے رباب کے منہ پر ڈال دیا تھا۔

اففف کیا مصیبت ہے اپا۔ اور رباب چلا کر اٹھ بیٹھی تھی۔

ہاھاھاھاھاھاٹھ جا بہن اور کوئی طریقہ بھی تو نہیں جو تمہیں اٹھاپائیں۔

حد ہوتی ہے اور وہ کپڑے اٹھائے واشر روم میں گھس گئی۔

اگی میڈم وہ کلاس میں داخل ہوئی ہی تھی۔

کہ دلاور شاہ سیدھے رباب کی راہ میں باہیں پھیلانے رو میوکی طرح کھڑے ہو گئے۔

دیکھو سائینڈ ہو جاؤ۔ مجھے کلاس میں جانے دو۔ نانا

اتنی اسانی سے نہی۔ پہلے یہ تو بتائیں۔ کل اپ کیوں نہیں آئیں تھیں۔

میری مرضی۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Puff|Blurb

اپکو بتانا میں ضروری نہی سمجھتی۔

اف یہ اداہائے میں مر گیا۔

اللہ نا کرے۔ رباب فکر مندانه انداز میں بولی۔

اور دلاور شاہ اک نظر رباب کو پیار سے دیکھتے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

یہ تھے دلاور شاہ جانے مانے ارب پتی خاندان سے تعلق رکھنے والے نواب۔

یونیورسٹی کی ہر لڑکی ان کی خوبصورتی پر مرتی تھی۔ لیکن وہ تو پہلی ہی نظر میں دل ہار

بیٹھے تھے۔

جب یونیورسٹی کے پہلے ہی دن ان کی نظر چپ سی پیاری سی بڑے سے دوپٹے میں چھپی موم سی گڑیا نما خوبصورت لڑکی پر پڑی تھی۔ تب سے ہی وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہ گئے تھے۔

پھر کیا تھا۔ لڑکیاں ان کی وجیہہ شخصیت کی دیوانی خون سے خط لکھتی تھیں۔ جان دینے کی قسمیں کھاتی تھیں۔ پراک وہ تھے۔

کہ معصوم اور خوبصورت سی تتلی نما لڑکی پر وہ اپنا دل ہار بیٹھے تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیوانہ ور رباب کے اگے پیچھے گھومتے۔

مگر وہ رباب ہی کیا جو انکھ اٹھا کر بھی دیکھ لے کسی مرد کو۔

اور معمول کا دن تھا یونیورسٹی سے واپسی پر بس سٹینڈ پر کھڑے بس کا انتظار کرتے وہ مکمل بھیگ ہی چکی تھیں۔ لیکن دلاور شاہ اپنی محبت کو یوں بارش میں کھڑا کیسے دیکھ سکتے تھے۔

خود بھی گاڑی سے نکل کر ساتھ جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔

رباب نے اشتیاق سے نظریں اٹھا کر دیکھا اور وہ نظریں جھکا گئیں تھیں۔

اپ کب تک بس کے انتظار میں بھیگتی رہیں گی بیمار ہو جائیں گی آپ۔ اگر آپ برانا مانیں تو میں آپ کو اچھے گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ سامنے کار کھڑی ہے میری چلیں میرے ساتھ۔ دیکھیے میں مرتی مروں لیکن آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ چلے جائیں آپ یہاں سے۔

لوگ دیکھ رہے ہیں آپ جائیے پلیز۔

میں مرتا مروں پر اس موسم میں کبھی آپ کو اکیلا چھوڑ کر نا جاؤں۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

وہ بھی دلاور شاہ تھے ٹس سے مس نا ہوئے۔

دور سے بس اتنی ہوی دکھائی دی تو رباب جلدی سے بس کی جانب لپکی۔

اسے لوگوں سے زیادہ دلاور شاہ سے ڈر لگ رہا تھا۔ اور دلاور شاہ نے بھی اسکے گھر تک تعاقب کیا تھا۔ وہ عشق کے ہاتھوں مجبور تھے۔

رفتہ رفتہ وقت گزر تا جا رہا تھا۔ اور محبت کا نشہ بھی سر چڑھ کر بول رہا تھا۔

پھر کیا تھا دلاور شاہ نے اپنی محبت کا اظہار کر ہی دیا تھا تو وہ حیران پریشان ہی رہ گئی تھی۔

ر باب میں جانتا ہوں کہ اس وقت مجھے اپ سے یہ سب نہیں کہنا چاہیے۔ اپ نا جانے میرے بارے میں کیا سوچتی ہوں گی۔ کہ کتنا اوارہ لڑکا ہے جو ہر وقت میرے اگے پیچھے منڈلاتا رہتا ہے۔ مگر یہی سچ ہے کہ میں یونیورسٹی کے پہلے دن سے اپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ اور اپ سے شادی کا خواہشمند ہوں۔

مجھے غلط مت سمجھئے گا۔ بس اب اور ہمت نہیں کہ دل میں سنجنال کر رکھوں اس بات کو۔ مگر میرا تو دل کرتا ہے چلا چلا کر ساری دنیا سے کہہ دوں۔ کہ رباب ای لو یو



مجھے بہت محبت ہے آپسے۔۔۔
 پر اپکی ذات پر کوئی حرف نا لے۔ اس وجہ سے ڈرتا ہوں۔ میں اپ کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔

اور وہ نا جانے کیا کیا کہہ رہے تھے۔ رباب تو بس منہ کھولے بنا پلکیں جھپکائے اس انسان کو تک رہی تھی۔ جس نے اج نہایت خوبصورت انداز سے اس سے محبت کا اعتراف کر رہا تھا۔ اج وہ خود کو آسمان میں اڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی بنا ڈر و خوف سے۔۔۔

اور وہ اک دم ہوش میں امی جب پوری کلاس کے سامنے وہ گھٹنوں پر بیٹھے پھول نکالے رباب کو پرپوز کر رہے تھے۔ اور ساری کلاس میں دونوں کے نام کی آوازیں گونج رہیں تھیں۔

رباب کا خود کے دل پر کوئی اختیار نہ رہا تھا۔ اتنے دنوں میں اس شخص نے اپنی محبت کو پانے کیلئے اڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ پر وہ رباب ہی تھی جو دیکھ کر بھی انجان بنی رہی۔ لیکن کچھ تو تھا اس کی شخصیت میں جو انہیوں نے آگے بڑھ کر پھول تھام لیا تھا۔ اور ہر طرف تالیوں کی آواز تھی۔ دلاور شاہ تو جیسے ہوش میں ہی نہ رہے تھے۔

اک عجیب خوبصورت احساس ہے یہ محبت بھی۔ نا انسان ہوش میں رہتا اور نا سے کسی کا ہوش رہتا۔

اب تو معمول بن گیا تھا یونیورسٹی میں دونوں کی محبت کو واہ واہی دی جاتی تھی۔ دونوں کا اک دوسرے کو دیکھے بغیر دن نا گزرتا تھا۔

اج بھی وہ گراؤنڈ میں بیٹھے تھے دلاور اپ مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔ پگلی یہ کیسا سوال ہوا نہیں بولو کتنی محبت کرتے ہو۔

اتنی کہ جان بھی قربان کر دوں اپنی محبت پہ۔

اللہ نا کرے یہ کیسا جواب ہو جائیں میں نہیں بولتی آپ سے۔ اور وہ خفا ہوئی تھی۔ دلاور شاہ کیسے ناراض دیکھ سکتے تھے اپنی محبت کو اچھا باساوری معاف کر دو دیکھو ناراض تو مت ہو۔ تو پھر یہ جان دینے والی بات کیوں کی آپ نے۔ آپ نہیں جانتے ہیں کہ جان بستی ہے آپ میں میری اور رباب کی آنکھوں میں انسو اگتے تھے۔ شاہ تڑپ کر رہ گیا تھا۔ نہیں یار تو موت میں بس مذاق کر رہا تھا۔

آپ کا مذاق جان لے لے گا کسی دن میری دیکھو اب تم تو ایسے نہیں بولو۔۔ شاہ کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

ہاں جی تو اور کیا بولوں۔

کچھ بھی۔۔

دلاور۔۔

ہاں۔ ہم شادی کب کر رہے ہیں۔

بہت جلد انشاء اللہ۔

بہت جلد کب۔۔ شاہ اگلے ہفتے اپاکی شادی ہو رہی ہے۔

واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اوں گا اپنی تتلی کو دیکھنے رنگے برنگے کپڑوں میں تیار ہوے۔

اف ہو شاہ۔ مذاق نہیں میں سچ کہہ رہی ہو۔ اپاکی شادی کے بعد میرا نمبر ہے۔ اور ابا میرے لیے بھی بہت جلد بازی کریں گے۔ کیونکہ وہ ہم دونوں بہنوں کے فرائض سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ تم فکر مت کرو رباب۔ میں اگلے ہفتے گھر جا رہا ہوں۔ اماں ابا سے بات کروں گا اور انہیں ساتھ ہی لے اوں گا رشتے کی بات کرنے کیلئے۔

کیا سچ میں وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی تھی۔ ہاں میری جان سچ۔

اچھا یہ دیکھو میں کیا لایا اپنی پری کے لیے۔

کیا لائے رباب متلاشی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

انہوں نے جیب سے اک سرخ رنگ ک باکس نکالا۔

اور کھول کر پری کی جانب بڑھایا۔ واہ اٹس بیوٹیفل۔۔

ڈبی میں چھن چھن کرتی چاندی کی پائل تھی۔ جو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے رباب

کے پاؤں میں پہنائی تھیں۔

بہت خوبصورت تحفہ ہے شاہ۔ بہت قیمتی۔

نہیں رباب یہ تم سے زیادہ خوبصورت اور قیمتی نہیں ہے۔۔ اور دونوں ہنستے مسکراتے
کار کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

اک ہفتہ کیسے گزرا پتہ ہی ناچلا۔ اپا کی رخصتی کا دن آگیا تھا۔ اور وہ بہت روئی تھی اپا کی
رخصتی کے بعد ابا کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔ لیکن کہیں نا کہیں ان کے چہرے پر
سکون بھی تھا۔ کہ اللہ کے حکم سے سب کام خیر و عافیت سے ہو گیا تھا۔

اپا کے سسرال جانے کے بعد اسے تھوڑی مشکل تو ہوئی تھی روز مرہ کے کاموں سے
پر رباب نے گھر کی تمام ذمہ داری سنبھال لی تھی۔

اج کافی دنوں بعد وہ یونیورسٹی گئی تھی۔ متلاشی نگاہیں اک انسان کی تلاش میں ادھر
ادھر بھٹک رہی تھیں۔ مگر اس کے دل کا سکون اسے کہی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔

رباب کلاس میں داخل ہوئی لیکن شاہ اسے کہیں دکھائی نا دیا۔ شاہ کے ایک دوست سے

شاہ کے بارے میں پوچھا تو اس سے پتا لگا کہ وہ گھر گنیا ہے ابھی واپس نہیں آیا۔
 رباب کو یہ جان کر بہت مایوسی ہوئی۔ قریباً اک ہفتے سے زیادہ ہو گیا تھا دلا اور شاہ کو دیکھے
 ہوئے۔ رباب کو کسی پل بھی چین نا رہا تھا۔ عجیب قسم کی اداسی چھائی ہوئی تھی۔۔

اماں اپ با با سرکار سے بات کریں نا۔

پتر میں کیسے بات کر لوں ان سے۔ تو اچھے سے جانتا ہے کہ شبانہ تیری بچپن کی منگ
 ہے۔ تیرے ابا کے مرحوم بھائی کی بیٹی۔ وہ کسی صورت ناما نہیں گے۔ اماں میں شبانہ
 سے شادی نا کروں گا چاہے جو بھی ہو جائے۔

میں کل واپس جا رہا ہوں بتا دیجیے گا ابا کو میرا یہ فیصلہ۔

اور وہ اپنے بیٹے کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کی ضد سے اچھی طرح واقف
 تھیں۔ اور وہ اپنے شوہر چوہدری ولی شاہ کے غصے سے بھی بخوبی واقف تھیں۔ ان کے
 اگے تو کوئی آف بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اب تو ان کا بیٹا ان کے سامنے سینہ تانے کھڑا

ہو گیا تھا۔

وہ تو سر تھام کے رہ گئیں تھیں۔

دینوارے اودینو۔۔

کہاں مر گئے۔ جی بڑے صاحب حکم بڑے صاحب۔

چھوٹے شاہ کتھے اے۔

جی صاحب جی تو اپنے کمرے میں ہو گئیں۔ اچھا جابلا کے لا۔ دلا اور پتر کو۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Inter۔ سلام اباجی۔

وسلام پتر۔

انا بیٹھ اپنے باپ کے پاس۔

انا میرا شیر پتر۔

کب تک ختم ہونی ہے تیری یہ پڑھائی۔

ابھی اک سال ہے اباجی۔

ارے پتر میں تو کہتا ہوں۔ چھڈ اس پڑھائی نوں اپنا کام ہے اپنے بھائی ساتھ اپنی ذمہ
 داریاں پوری کر۔ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا اب سب کچھ۔ ان بوڑھے کندھوں میں اب
 جان نہیں۔

جی اباجی۔

کی ہو اپتر کوئی پریشانی ہے۔

وہ اباجی مجھے کچھ بات کرنی ہے اپ سے۔

ہاں پتر بول۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اباجی مجھے شہر میں اک لڑکی پسند ہے۔ اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اور چاہتا
 ہوں کہ اپ میرے ساتھ اس کے گھر رشتہ لے کے چلیں۔

یہ کہنا تھا کہ ولی شاہ کی گرجدار آواز گونجی تھی۔ کہ چوہدرائے دوڑتی ہوئی بیٹھک میں
 پہنچی تھیں۔ سن رہی ہو تم اپنے صاحبزادے کی عشق مشعوقی کی کہانی۔ اب تک ہماری
 حکم عدولی نہیں کی گی۔ اور نواب صاحب ہمیں حکم سنار ہے ہیں۔

پر اباجی رباب اک بہت اچھی اور پڑھی لکھی لڑکی ہے۔

بس پتر بس یہ مت بھول کے تیری بچپن کی منگ تیرے نام کی انگوٹھی پہننے تیرے
انتظار میں بیٹھی ہے۔ اور میں اسی انتظار میں ہوں کہ جب تو اپنی تعلیم مکمل کرے
اور کب میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔

نہیں اباجی میں شبانہ سے کسی صورت بھی شادی نہیں کر سکتا۔ اپ اس کے لیے کوئی
اور لڑکا ڈھونڈ لیں۔

اک تھپڑ کی زوردار آواز کمرے میں گونجی تھی۔ پہلی بار چوہدری ولی شاہ نے اپنے
لاڈلے سپوت پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ کمرے میں کھڑا ہر فرد کانپ کر رہ گیا تھا۔ کیا بولا گھر کی
دھی کو اپنے بھائی کی نشانی کو کسی اور کے حوالے کر دوں۔
ارے تجھے یہ کہتے ہوئے غیرت نائی۔

اک بات کان کھول کے سن لے۔ میں نے اپنے مرتے ہوئے بھائی سے وعدہ کیا
تھا۔ کہ شبانہ بیٹی کو اپنی بہو بناؤں گا۔ اور اگر تو نے میرے فیصلہ نامانا تو میں یہ بھول
جاؤں گا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ چوہدری ولی شاہ غصے سے باہر نکل گئے تھے۔
تجھے کہا تھا ناپتر کہ تیرا باپ جو کہہ دے وہ پتھر پر لکیر ہو جاتا۔

جاننا ہوں اماں لیکن میں بھی انہی کا بیٹا ہوں اپنی بات کا پکا۔ اور وہ یہ کہہ کر ر کے نا
تھے۔

دروازے پر کھڑی شبواپنے انسونا روک پائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

ر باب یونیورسٹی سے گھر پہنچی تو دروازے پر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ بھاگتے
قدموں سے گھر کی جانب بڑھی تو سامنے چار پائی پر اپنے بابا کو بے سود لیٹا ہوا پایا۔ پاس
بیٹھی پھوپھو کے بین اور اپا کی چلاتی ہوئی آواز ر باب اپنے ہو اس کھو چکی تھی۔ اس کی
دنیا ہی ویران ہو گی تھی۔ ابا سے تن تہا چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے۔ وہ اپا
کے گلے لگے نا جانے کتنی دیر بلکتی رہی تھی۔

ابا کی وفات کے قریباً پندرہ دن بعد وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر نیچے لاونج میں ای
تھی۔ کہ پھوپھو کی آواز کانوں میں گونجی۔

پھوپھو کے کہنے پر وہ اپا کے گھر شفٹ ہو گی تھی۔ کہ اک اکیلی عورت ذات اکیلے گھر

میں کیسے رہ سکتی۔

ر باب اتنی صبح تیار ہوئے کہاں جا رہی ہے۔ جی پھوپھو

کافی دن ہو گئے یونیورسٹی گئے ہوئے۔ تو سوچا یونیورسٹی چلی جاؤں پیپرز بھی شروع ہونے والے ہیں۔

ارے چھوڑ یونیورسٹی کو جب تک بھائی زندہ تھے اٹھالیے یہ چونچلے انہوں نے تیری ضد کے اگئے۔ اب چھوڑ یہ پڑھائی وائی اور گھر گرہستی سیکھ۔ وہ ہی لڑکیوں کے کم اتی۔
پر پھوپھو میرے ایگزامز ہونے والے ہیں میری پورے سال کی محنت ہے۔

ارے اماں کیا ہو گیا ہے۔ پڑھنے دو بچی کو ارے عابدہ رباب کے لیے بھی ناشتہ لاؤ بچی کو دیر ہو رہی ہے۔ کاشف بھائی نے رباب کی سائیڈ لی تھی۔ لوجی پہلے۔ بھائی جان نے میری ناسنی کہ پورے خاندان میں کوئی لڑکی اتنا نا پڑھی ہے نا بھیجو بڑے تعلیمی اداروں میں اوپر سے میرا بیٹا بھی اسی راہ پہ چل رہا ہے۔ تو اماں اس میں کیا برائی ہے۔ آج کے دور میں بچیاں تعلیم یافتہ ہیں۔ تب ہی تو وہ گھر داری بھی نبھاتی ہیں۔
لیس بھائی جی اتنا پڑھ کے کہاں جانا سنبھالنا تو چولہہ چونکا ہی ہے۔ اور رباب نے اک

نظر پھوپھو کے چھوٹے بیٹے کامران کی طرف دیکھا جو خود تو میسٹرک فیل تھا۔ اور سوچ بھی گری ہوئی ہی رکھتا تھا۔ کھانا پینا اور اوراہ گردی کرنا اس کا پیشہ تھا۔ رباب کو وہ اک انکھ نا بھاتا تھا۔

تم تو چپ ہی رہو۔ خود تو پڑھنا سکے اور اے بڑے تنقید کرنے والے۔ کاشف بھائی نے بھی اپنی بھڑاس نکالی۔ اماں اسے وقت پر دکان پر بھیجا کر۔ ورنہ یہ تیرا خوب نام روشن کرے گا۔ پھوپھو کاشف بھائی کی بات پر طلما کر رہ گئیں تھیں۔

اجا اور رباب ناشتہ کرو نہی اپنا پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔ میں یونی میں کچھ کھا لوں گی۔ اچھا چلو ٹھیک ہے پر یاد سے کھا لینا۔ جی ابا اللہ حافظ۔

وہ تیز قدم اٹھاتی گھر سے باہر نکلی تھی۔ سب کی جلی کرڑی باتوں سن کے وہ انسو بہاتی چل رہی تھی۔

ابا کیوں چلے گئے مجھے چھوڑ کے کیوں۔ وہ اسی دھن میں کب یونی پہنچی خیال ہی نارہا۔ رباب رباب وہ چونکی تھی۔ رباب تم ٹھیک ہونا یہ شاہ تھا جسے آج وہ نا جانے کتنے دنوں بعد دیکھ رہی تھی۔ اور اپنے ضبط پر قابو نارکھ پائی تھی۔ اور کیسے شاہ اسے سنبھالتا گراؤنڈ

تک لایا تھا۔

رباب یہ لو پانی پیو۔ دیکھو رومت۔ تمہیں پتا ہے میں تمہاری آنکھوں میں پانی نہیں
دیکھ سکتی۔

شاہ بابا مجھے تنہا چھوڑ گئے۔ جانتا ہوں رباب میں گھر سے واپس آیا تو پتا چلا انکل کی ڈیٹھ
کا۔ میں یہ سن کے تمہارے گھر بھی گیا۔ لیکن گھر ہر تالا تھا۔ پوچھنے پر محلے والوں سے پتا
لگا کہ تم اپنی بہن کہ ساتھ چلی گی ہو۔ یقین مانو سکون و قرار نا تھا۔ تمہیں پتا ہے شاہ میں
بہت اکیلی ہو گی ہوں۔ ایسے مت بولو پگلی میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ وعدہ کرو شاہ تم
مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔ ورنہ میں مر جاؤں گی۔ چپ خبر دار جو دو بارہ ایسے
بولا۔ اور وہ نا جانے کون سے وعدے اور قسمیں نبھارے تھے۔ کہ شاید انے والے
وقت اور حالات سے انجان تھے۔۔۔

اپا یہ جوڑا رباب حیرت سے اپنی بہن کی جانب دیکھ رہی تھی۔ پھپھولائیں ہیں تیرے
لیے۔ لیکن یہ عنایت کیوں۔۔۔

وہ پھپھو اپا اتنا بول کے خاموش ہو گئیں۔ کیا اپا بول بھی میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔

پھپھو اس جمعہ تیر اور کامران کا نکاح پڑھوانا چاہتی تھیں۔ وہ دعویٰ کر رہی تھیں کہ بابا

نے تیرے اور کامران کے رشتے کی ہامی بھری تھی۔ اور باب کے سر پر جیسے کوئی

بمب پھوڑا گیا تھا اپاہ جھوٹ ہے تو جانتی ہے وہ کامران غنڈا موالی ہے اب اس کے لیے

کبھی ہامی نہیں بھر سکتے اپا کہہ دے یہ جھوٹ ہے۔ کاش کے یہ جھوٹ ہو کاش میری

بہن میں سب کچھ جانتے ہوئے تجھے اس دوزخ میں نا جھونکوں۔ اپا میں مر جاؤں گی

لیکن اس شخص سے کبھی شادی نہیں کروں گی کبھی نہیں۔ اور دونوں بہنیں اپنی بے بسی

پر انسو بہا رہی تھیں۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اج وہ شاہ سے ملی تھی اور اسے ساری روداد کہہ ڈالی تھی۔

دلاور شاہ اگر لال جوڑا تمہارے نام کا ناپہنا تو یہ رباب تیرے عشق میں دیوانی کسی اور

کی سیج بھی ناسجاے گی۔ اور سرخ جوڑے میں ڈولی نہیں جنازہ اٹھے گا۔

اللہ نا کرے۔ تم میری ہو رباب تم پہ تو میں کسی کی نظر تک برداشت نہیں کر سکتا۔ میں

اج ہی تمہیں اپنا نام دوں گا۔ پھر کوئی چاہ کر بھی تمہیں مجھ سے نہیں چھین سکتا۔

اور کب چند دوستوں کی گواہی میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر مولوی صاحب نے دونوں کا نکاح پڑھوایا تھا۔ یہ سب اتنا چانک ہوا تھا کہ وہ دونوں خود حیران تھے لیکن ان دونوں کے پاس اور کوئی راستہ بھی ناپا تھا۔ اور نکاح میں تو ویسے ہی بہت طاقت ہوتی ہے۔

اب میں جمعہ کے دن ہی اوں گا اپنی دلہن کو لینے۔ اور رباب خوشی سے پھولے ناسما رہی تھی۔ اک دم سے وہ مسز دلاور شاہ بن گئی تھی۔ اب وہ بہت مطمئن سی ہو گئی تھی۔

اپا کو بھی اس نے کچھ نابتایا تھا۔ راز سینے میں ہی دفن رکھا تھا۔ کہ اپا کے سسرال والوں میں سے کوئی یہ راز جان نا جائے۔ لیکن آخر کو وہ دن بھی ان پہنچا تھا جب سب لوگوں کے سامنے دلاور شاہ نے یہ انکشاف کیا تھا کہ رباب اس کے نکاح میں ہے۔ اور نکاح پہ نکاح تو جائز نہیں کیوں مولوی صاحب۔ اور سب لوگ تو جیسے سکتے میں اگئے تھے پھپھو نے واویلا اٹھالیا تھا۔ کامران جو مردانگی کے رعب میں شاہ کی طرف بڑھا تھا۔ دلاور کے دوستوں نے اس کا حال و بے حال کر دیا تھا۔ پھپھو سر پکڑے نا جانے کیا بد دعائیں دے رہی تھیں۔ لیکن اب رباب کو کس کی پرواہ نا تھی۔ اس کا مجازی خدا اس کی ڈھال بنے کھڑا تھا۔

اپارباب کے پاس آئیں تھی۔ رباب میری بہن میرے پاس تو تجھے دینے کے لیے بھی کچھ نہیں ہے۔ کہ بس تجھے ڈھیروں دعاؤں میں رخصت کروں گی۔ اج اگر بازندہ ہوتے تو اس کا مران کے لیے کبھی نامانتے اور تجھے مجبوراً یہ قدم ناٹھانا پڑتا۔ لیکن میں خوش ہوں اپنی بہن کے لیے کہ یہ شخص تجھے ہمیشہ خوش رکھے گا جس نے تجھے اپنی عزت اپنا مان بنایا ہے۔ اور اپنے دباب کا ہاتھ شاہ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ بھائی میں اپ کو نہیں جانتی لیکن بس اتنی گزارش ہے کہ میری بہن کا خیال رکھیے گا۔ اس کی آنکھ میں اک انسو تک ناانے دیجیے گا۔ اور شاہ نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔

تب ہی کاشف بھائی اگے بڑھے تھے۔ اور رباب کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ اپنی ماں کے ہاتھوں مجبور تھے۔ ورنہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ انکا بھائی بری صحبت کا شکار ہے رباب کو کبھی اس دوزخ میں نا جھونکتے۔ پر ماں کے ہاتھوں مجبور تھے۔ رباب اپا کے گلے لگ کے خوب روئی تھی۔ اور ان کی دعائیں لیے گھر سے رخصت ہوئی تھی۔۔۔۔

پورا کمر اگلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف گلاب کی مہک تھی۔ رباب کے چہرے پر سکون ہی سکون تھا۔ تب ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور دلاور شاہ کمرے میں

ائے۔ رباب تو سمٹ کر رہ گئی۔ جب شاہ نے اس کے ململی ہاتھوں کو چھوا تھا۔ مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ تم میری ہو گی ہو رباب۔ اور رباب شرمائی تھی۔ تمہاری اسی ادا نے مجھے تمہارا غلام بنا دیا۔

کیسی باتیں کر رہے شاہ اپ۔

اج تو مجھے اپنے دل کی بات بولنے دو تتلی اور انہوں نے اپنی جیب سے اک ڈبی نکالی اور اس میں سے اک سونے کا نیکلس نکالا جس پر اک تتلی بنی ہوئی تھی۔ واو شاہ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔

ہاں خوبصورت تو ہے پر میری تتلی سے نہیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے وہ نیکلس رباب کے گلے میں پہنایا تھا۔

کاش کہ یہ پل یہیں رک جائیں۔ کاش کہ یہ پل یہی تھم جائیں۔ پر رات جو اپنے جو بن پر تھی۔ چاند کی روشنی میں چار سو بکھر گئی تھی۔ دو پریموں کے ملن کی رات تھی۔ ہر سمت فضا میں شور و غل کی فضا میں گونج رہی

تھیں۔ ہر سمت خوشیوں کے شادیاں نے بج رہے تھے۔۔۔۔۔

اج وہ اپنی بیوی کو لیے اس کے سسرال لایا تھا۔ جہاں گھر میں کھڑے ہر فرد کے چہرے پر حیرت اور سکتے کے ملے جلے تاثرات تھے۔

رباب خود نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ اماں تو سر تھام کر رہ گئیں تھیں۔ ابھی ابا کا سامنا کرنا باقی تھا ورنہ گھر کا ہر فرد ان کے استقبال میں سوالیہ نظریں بچھائے کھڑا تھا۔

بس اب ابا کی عدالت میں وہ دونوں سر جھکائے کھڑے تھے جیسے ناجانے کون سا گناہ سرزد کر کے ائے ہوں۔

میں تو سوچا تھا کہ چار دن یہ عشق کا بخار چڑھا ہے۔ اتر جائے گا۔ پر نہیں تو نے تو انج میرا سر جھکا کے رکھ دیتا پتر۔ نہیں اباجی۔ ایسی بات نہیں۔

بس بس خبردار جو تو نے اپنی زبان سے مجھے بلایا۔ اج سے توں میرے لیے مر گیا میں تیرے لیے مر گیا۔ چلا جا اس گھر سے۔ اج سے اس گھر کے دروازے تیرے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گئے ہیں۔ میں سمجھوں گا کہ میرا اکھی بیٹا ہے تو مر گیا

میرے لیے۔ اور وہ کہہ کر ر کے نہیں۔ ہر انکھ اشکبار تھی۔ وہ لاڈلہ فرزند تھا۔ بھائی
 بھابھی کا چہیتا تھا۔ پر اج سب بے بس کھڑے تھے۔ وہ اماں کے قدموں میں گر گیا
 تھا۔ جاپتر چلا جا۔ باپ کا مان نہیں رکھ پایا توں پر میری بہو کا مان بن کے دکھائی کہ
 تیری پرورش میں کی ہے۔ اور انہوں نے اٹھ کر باب کو بانہوں میں لیا تھا۔ اور
 دعائیں دیتی باہر چلی گئیں تھیں۔

بڑے بھائی نے سینے سے لگایا تھا پر وہ بے بس تھے۔ شبونے اپنی کلائی سے سرخ
 چوڑیاں اتار کر باب کو پہنائی تھیں۔ ناہمارے خاندان کی بہو کی کلائیاں سونی اچھی
 نہیں لگتیں۔ دلاور جی کا خیال رکھنا بہت لاڈلے ہیں وہ ہم سب کے۔ اور باب کیسے
 انہیں گھر سے باہر لائی تھی بس وہ ہی جانتی تھی۔۔۔

پری جیسے جیسے ڈائری کے صفحے الٹی جا رہی تھی۔ انسواس کی آنکھوں سے بہتے ڈائری
 کے صفحوں پر گرتے جا رہے تھے۔ دلاور شاہ نے دل گرفتہ ہو کر ملک چھوڑنے کا فیصلہ
 کیا تھا۔ ہم دونوں ہی ماضی کی تلخ یادوں سے نکلنا چاہتے تھے۔ اس لیے ہم پاکستان سے
 بہت دور لندن میں شفٹ ہو گئے تھے۔

کہیں نا کہیں اک دکھ ہوتا تھا کہ شاہ کی بچپن کی منگ کے ساتھ میں نا انصافی کر بیٹھی

تھی۔ شاہ کہتے تھے کہ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔

اور پھر اک دن ہماری دنیا ہی بدل گئی ہماری فیملی مکمل ہو گئی۔ اور اک پھول سی بیٹی نے ہمارے گھر انکھ کھولی تھی۔ شاہ کتنا خوش تھے۔ رباب پریشے نام رکھوں گا میں اپنی بیٹی کا اور تمہیں پتا ڈاکٹر بنے گی میری بیٹی۔ آج بھی یاد ہے جب پری نے بولنا سیکھا تو اپنی تو تلی زبان سے سب سے پہلے بابا کہنا سیکھا تھا۔ کتنا خوش ہوئے تھے شاہ۔ ان کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نا تھا۔

یوں لندن انا کے ہم نے اپنی چھوٹی سی دنیا بسالی تھی۔
 تین سال کیسے گزر گئے پتا ہی نا چلا شاہ کی محبت میں دن رات کیسے گزر جاتے پتہ ہی نا لگا۔

اپا تو فون پر بات کیسے دکھ سکھ بانٹ لیتی تھیں۔ اپا نے بتایا تھا۔ کامران کسی مار کٹائی کے کیس میں گرفتار ہوا تھا۔ پھپھو اسکے غم میں چل بسی تھیں۔ وہ بہت کہتی کہ مل جاو لیکن شاہ تو پاکستان کا نام بھی نا سننا چاہتے تھے۔

ہماری شادی کی تیسری سالگرہ تھی۔ ڈاکٹر نے مجھے خوشخبری بتائی تھی۔ لیکن وہ میں

سر پرانزدینا چاہتی تھی شاہ کو۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ ہماری فیملی میں اک اور فردانے والا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اپنی خوشی دھڑی کی دھڑی رہ جاتی ہے۔۔۔

شام میں کینڈل لائٹ ڈنر کی تیاری میں مصروف تھی۔ جب شاہ جلد بازی میں گھبرائے تھے۔

کیا ہوا شاہ اج اب افس سے جلدی گھرا گئے۔ سب ٹھیک تو ہے سب اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پاکستان سے بھائی کی کال امی اماں کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے ان کی طبیعت بہت خراب

ہے۔ بھائی بتا رہے تھے کہ اماں نیم بیہوشی کی حالت میں بھی میرا نام پکار رہی

ہیں۔ اور شاہ رو دیئے تھے۔ مجھے کچھ سمجھ نہی آرہی میں کیا کرو۔ اک طرف ماں کا

چہرہ اور دوسری طرف باپ کی سرد مہری۔

اماں کیلئے اب کو پاکستان جانا چاہیے شاہ۔ آخر کو وہ اپنی ماں ہیں۔ اور اپکا فرض ہے کہ

اس وقت اپ اپنی امی کے ساتھ ہوں۔ انہیں اپ کی ضرورت ہے شاہ اپکو جانا چاہیے

پاکستان۔ اس وقت رباب ان کی ڈھال بنی تھی۔ اور انہیں واقعی ہی کسی کے ساتھ کی ضرورت تھی۔ اور رباب بھی چاہتی تھی کہ شاہ کے دل میں کوئی ملامت نہ رہے۔ اور وہ جانتی تھیں۔ کہ ان کے دل میں ان کی ماں کا مقام کتنا افضل ہے۔

اپنا اور پری کا خیال رکھنا رباب میں جلد واپس آوے گا۔ اور وہ پری کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے چلے گئے تھے۔ اور رباب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ دل میں اک وہم سا بھی تھا۔ کہ وہ کب لوٹ کے آئیں گے۔ اور کب وہ انہیں دوبارہ باپ بننے کی نوید سنائیں گی۔ اور انتیظار انتظار ہی رہا۔ وہ شاید لوٹ کے انا بھول گئے تھے۔

زندگی کے بیس سال میں اک پل بھی ایسا نہ تھا جب ان کے لوٹ آنے کا خیال زہن سے نکلا ہوا۔ وہ تو یہ بھی نا جانتے تھے کہ وہ اک بیٹے کے بھی باپ بنیں ہیں۔ صائم میری دنیا میں آیا۔ پھر کیا تھا۔ اک عورت اولاد کے سہارے اپنی دنیا بسا لی تھی۔ میں نے ہمت نہا رہی تھی۔ اک آس تھی کہ وہ لوٹ آئیں گے۔ پر بھول گئی تھی۔ جو اک بار چلا جائے وہ واپس لوٹ کر نہیں آتا۔ مجھے تو جینا تھا اپنے بچوں کے لیے۔ اک عورت کی زندگی تب بدل جاتی ہے۔ جب اک عورت ماں بنتی ہے۔ اور بس اک کسک آج بھی دل میں ہے کہ میری محبت میری وفا میں کس چیز کی کمی رہے گی جو شاہ و فانا کر

پائے۔ لیکن مجھے ان سے کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں۔ وہ ضرور مجبور ہو گئیں جو لوٹ کر نائے۔ وہ برے نہیں تھے بس وقت اور حالات بے بے بس کر دیا تھا شاید۔

میں چاہتی ہوں میرے بچے اک بار اپنے باپ سے ملیں انہیں دیکھیں۔ میرے بچے اپنے باپ سے مل سکیں۔ میرے جیتے جی ناسہی میرے مرنے کے بعد ہی سہی۔ ہاں اک شکوہ میرے مرنے کے بعد بھی رہے گا۔ کہ میری وفامیں کیا کمی رہی تھی جو شاہ بیوفائی کر بیٹھے۔

میں نے اپنی محبت کو ہمیشہ معتبر رکھا ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں نا تقدیر کا لکھا کبھی نہیں مرے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور شاید میری قسمت میں یہ ہی لکھا تھا۔ جو مجھے ملا۔

شاہ کے ساتھ گزارا ہر پل بہت خوبصورت تھا۔ لیکن شاہ کے بغیر گزارا ہر پل اذیت امیز۔

میں جانتی ہوں میری بیٹی جب اپنی ماں باپ کی حقیقت جانے گی تو اپنے باپ کو قصور وار جانے گی۔ لیکن میں نہیں چاہتی کہ میرے بچے اپنے باپ کیلئے اپنے دل میں

نفرت پیدا کریں۔ وہ بہت معتبر شخص تھے۔ جنہوں نے میرے مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا تھا۔ مجھے اپنا نام دیا تھا۔ میری وصیت ہے کہ میرے بچے اپنے باپ سے ملیں۔ اور کہہ سکیں کہ ہماری ماں کی محبت سچی تھی جو مرتے دم تک قائم رہی۔۔۔۔۔

کیونکہ میں جانتی ہوں کہ اس خاندان نے مجھے اپنی بہو کے روپ میں نہیں اپنایا۔ لیکن وہ اپنے خون کو ضرور اپنائیں گے۔ اور مجھے بھی اس دن سکون اجائے گا جب میرے بچے محفوظ ہاتھوں میں ہوں گے۔ پری نے جیسے ہی اگلا صفحہ پلٹا۔ تو چند تصاویر پڑی تھیں۔ جنہیں وہ اک اک کر کے دیکھ رہی تھی۔ تو یہ ہے وہ شخص جس نے میری ماں کو اکیلے اس دنیا میں لاوارثوں کی طرح چھوڑ دیا۔ میری ماں آپ کو معاف کر سکتی ہے دلاور شاہ۔ لیکن میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی نہیں یہ پریشہ رباب کا وعدہ ہے خود سے۔۔۔ اور پری نے اپنی آنکھوں میں اے انسو غصے سے صاف کیے تھے۔۔۔۔۔

صائم واپس بوڈنگ چلا گیا تھا۔ پری بھی حرا کی طرف شفٹ ہو گئی تھی۔ زندگی پھر سے

اپنی ڈگر پر چل پڑی تھی۔

اج وہ حرا اور علی کے ساتھ ڈنر پر ائی تھی۔

پری کہاں کھوی ہوئی ہو یا۔ حرا نے کہا تھا۔

وہ مجھے تم دونوں سے بات کرنی ہے۔

ہاں بولو پری۔۔

میں نیکسٹ ویک پاکستان جا رہی ہوں۔ اور علی کے ہاتھ سے چمچ چھوٹا تھا۔ کیا کیا کہا پری۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو تم نے سنا علی۔

Im going to Pakistan..

پر کیوں پری یوں اچانک پاکستان جانے کا خیال کیسے آگیا۔۔ حرا بولی تھی۔

بس یا رکھو ادھورے کام سلجھانے ہیں۔ کچھ سوالوں کے جواب جاننے ہیں۔

What are you mean by that. parii..

اوہ یار ایسے ہی دل کیا کہ اپنے ملک ہو کر اوں۔

بات مت گھماویار۔ اگر تم پاکستان جانے کا پلین کر رہی تھی تو ہم دونوں کو بھی تو بتا سکتی

تھی۔ ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ جا سکتے تھے۔ اور حرا خفا ہوئی تھی۔ اوہ یار حرا

ناراض تو مت ہو میں تم دونوں کو بتانے والی ہی تھی۔

لیکن تم نے مناسب نہیں سمجھا بتانا۔ علی نے ناراضگی کا اظہار کیا۔۔۔

کم اوں گا تم لوگ جانتے ہو تم دونوں کو بتائے بنا میں اک قدم بھی نہیں اٹھاؤں گی۔

NEW ERA MAGAZINE
تو پھر پری کیوں جانا ہے پاکستان۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری نے سرداہ بھری تھی۔

دلاور شاہ سے چند سوالات کرنے جانا ہے۔

کون دلاور شاہ دونوں نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔

میرے بابا دلاور شاہ۔۔۔۔

بابا تمہارے بابا لیکن پری اج تک تم نے کبھی ہم دونوں سے اپنے بابا کا ذکر نہیں کیا۔

ہاہاہا۔ پری نے جھوٹی مسکراہٹ ہوں ٹوں پہ سجائے قہقہہ لگایا تھا۔

حرا اور علی نے پری بکجانب دیکھا۔

جسے خود ان زندگی کے بائیس سالوں کے بعد چند دن پہلے اپنے باپ کے بارے میں پتہ لگا ہو وہ کیا بتائے گی اپنے باپ کے بارے میں کسی کو جو خود اپنی زندگی میں رو نما ہونے والے حالات سے ناواقف رہی ہے۔

اور پری اک دم غمگین ہوئی۔

وی ارسوری پری۔ ڈونٹ بی اپیسٹ۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہی گائزای ایم او کے۔

ہم دونوں تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اگر پاکستان جانا اتنا ہی اہم ہے تو ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ چل رہے ہیں۔

نہیں علی یہ جنگ میری اکیلی کی ہے اور اسے مجھے خود لڑنا ہے۔

نہیں پری تم اکیلے تو کبھی اک انجان ملک میں اجنبی لوگوں کے درمیان نہیں جاسکتی اس کی اجازت میں کبھی نہیں دوں گا۔ اور وہ علی کو جانتی تھی۔ جس نے ہر قدم اور

زندگی کے ہر موڑ پر پری کا ساتھ دیا تھا۔ وہ اسے اکیلے تو کبھی نہیں جانے دے گا۔
لیکن یہ پری کی جنگ تھی۔ اور وہ کبھی نہیں چاہے گی کہ اس کے دوست اس کی وجہ
سے مشکل میں پڑیں۔

بس کرو یا را۔

ہاں پری ہم دونوں بھی تمہارے ساتھ چل رہے ہیں اور تمہاری کوئی بات نہیں سن
رہے ہم۔

اور پری کی ہر ممکن کوشش بھی ناکام ہو گی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے دوستوں کی ضد سے
بخوبی واقف تھی۔۔۔۔

پری اپنا سر پیٹ کے رہ گئی تھی۔

تینوں کی ہاؤس جا ب سٹارٹ ہو گی تھی لیکن پری کا دھیان کام کی بجائے کہیں اور صہی
تھا۔ اب اس سے رہا نہیں جا رہا تھا۔ کہ کب وہ اس شخص کے روبرو ہو اور ان سے پوچھ

سکے کے کیا کمی تھی میری ماں کی محبت میں جو انہیں اس بھری دنیا میں اکیلے چھوڑ
گئے۔۔۔

پری۔۔۔

ہوں علی پری کے پاس آیا تھا۔ کوئی ٹینشن ہے پری۔ نہیں علی بس ایسے ہی۔

اب مجھ سے بھی چھپاؤ گی تم۔

نہیں یار۔ بس ایسے ہی سوچ رہی تھی۔



کیا سوچ رہی تھی۔۔۔

اگر کوئی شخص پیار کرتا ہے تو کیا اس کا دل بھی بھر جاتا ہے محبت سے

کیا کچھ پل ہی اسکی محبت زندہ رہ پاتی ہے۔ باقی سب وعدے قسمیں وفائیں صرف وقتی

ہوتی ہیں۔۔۔

اور علی پری کی بات پر مسکرا دیا تھا۔

پری کیا کبھی محبت ہوئی کسی سے تمہیں اور پری نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

پری محبت میں غلط صبح کا تعین نہیں ہوتا۔ محبت تو بس اک خوبصورت احساس کا نام ہے۔ جو اک انجانے شخص سے ہو جاتا ہے۔ اور زندگی بھر اس ہی سے رہتی ہے۔ محبت تو بہت پاکیزہ رشتہ ہے۔ اور اگر زندگی میں کسی سے بھی سچی محبت ہو۔ تو دل میں کوئی اور بس نہیں سکتا۔

جھوٹ علی یہ پیار محبت سب جھوٹے رشتے ہیں۔

اگر محبت اتنا ہی پاکیزہ رشتہ ہے

تو میرے باپ نے میری ماں کے ساتھ وفا کیوں نہ کی۔ محبت کا پہلا اصول ہی وفاداری ہے۔ وہ کسی معصوم بچے کی طرح سوال کر رہی تھی۔

بلکل محبت میں وفا ضروری ہے پراگروفا کرنے والا مجبور ہو کر وفا پر قائم نارہ پایا ہو تو اس سے لاچار عاشق بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔

پتا نہیں علی مجھے زہر لگتا یہ پیار و یار۔۔

اے اس کا مطلب ہم جیسے آپ سے پیار کرنے والے بھی آپ کو زہر لگتے ہیں کیا؟

اف ہو علی یار تم تو میرے سب سے اچھے دوست ہو۔ اس دل میں جو مقام تمہارے

لیے ہے وہ کسی اور کو نہیں دے سکتی۔

اچھا کیا وہ مقام جان سکتا ہوں۔ کہا جو ہے بہت اعلیٰ مقام دوستی کا۔ اور علی ہوں کر کے رہ گیا تھا۔ اچھا میں زرہ اک راونڈ لگا کر اتنی ہوں۔

اور وہ پری کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ وہ مسٹر کسے دیکھ رہے ہو۔ مجھے تو سامنے کچھ نظر نہی ارہا۔۔ حرا ہنسی تھی۔

حرا۔۔۔



کیا ہوا علی۔۔۔

میں چاہ کر بھی پری سے نہی کہہ پایا۔۔

کیا نہیں کہہ پائے علی۔۔

یہی کہ بہت محبت کرتا ہوں میں اس پاگل سے۔ اور اتنی محبت کرتا ہوں کہ مڑ کے بھی کبھی بے وفائی نہ کروں گا۔

پر وہ نا جانے کیوں نہیں پڑھ پاتی میرے دل کی کیفیت۔

اور آج پہلی بار علی نے حرا کے سامنے پوری بات کھل کے بتائی تھی۔ حرا کو اک جھٹکا سا

لگا تھا علی کی بات سن کر۔ وہ تو سمجھتی تھی کہ علی پری کیلئے دوستی کی حد تک۔۔۔ مگر علی تو پری سے محبت کرتا ہے۔

حراجو بچپن سے علی کی محبت میں گرفتار تھی جو کبھی اپنی فیلنگز علی کو نابتاپائی تھی۔ اور اج علی کے دل میں پری کی محبت دیکھ کر شدید دھچکا لگا تھا۔

تمہیں پتا ہے حرامیرا بس چلے تو پری کی ہر تکلیف میں خود پر لے لوں میرے بس میں ہو تو اس کا ہر دکھ اپنے ہاتھوں سے چن لوں لیکن کبھی اس کی آنکھ میں اک انسو بھی نا آنے دوں۔ پر میں اسے چاہ کر بھی اپنی محبت کا اظہار نہی کر پاتا۔ وہ تو ابھی تک مجھے اک اچھے دوست سے بڑھ کر کسی اور رشتے کی نظر نہیں کرتی۔ بہت بے بس سا ہو گیا ہوں۔ اب تو اسے نا جانے کیوں محبت کے لفظ سے بھی چڑھو گی ہے۔

نہیں علی تھوڑا سا وقت دو پری کو۔ اک کے بعد اک صدمہ اسے دماغی لحاظ سے بہت پریشانی میں مبتلا کر چکا ہے۔ صبح وقت کا انتظار کرو علی۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ تمہاری محبت کو کبھی نہیں ٹھکراے گی۔ وہ تمہاری محبت کی قدر ضرور کرے گی۔ اور ویسے بھی تم جیسا عجبہ اسے کہیں نہیں ملنا اور وہ ہنس دیا تھا۔ اور حرا کے گلے سے لگ گیا تھا۔ تھینکس یارا مجھے حوصلہ دینے کے لیے۔

اچھا جی۔۔

ہاں جی۔ چلو چلتے ہیں اف ٹائم ہو گیا۔ ہاں تم پری کو دیکھو میں امی۔ اوکے ڈیر۔

اور حرانے ضبط کیے انسوؤں کو بہنے دیا تھا۔ لیکن دل سے پری اور حرانے کی خوشیوں کی دعا

بھی کی تھی۔ بیشک وہ علی سے بہت ٹوٹکر محبت کرتی تھی۔ لیکن علی کے دل میں پری

کے لیے والہانہ محبت دیکھ کر اسے اپنی محبت بہت پھینکی لگی تھی۔ پر وہ اپنے دوستوں پہ

جان بھی واردے تو دونوں کو اک کرنے کے لیے بھی ہر ممکن کوشش کرے گی۔ وہ

خود کو سنبھال کر باہر نکلی تھی۔ بہت بڑا حوصلہ کرنا تھا اسے اپنے دوستوں کے

لیے۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر ڈیڈ اپ اپنے کو نٹیکٹس والوں سے رابطہ کریں یہ پاکستان کا ویزا ناملنا یہ کب سے اتنا

مشکل ہو گیا ہے۔ اور کون سے ڈاکو منٹس نہیں پورے ہو رہے میرے وہ غصہ سے بولا

نہیں چلایا تھا۔ برخوردار حوصلہ رکھو اک دو منتھ لگیں گے۔ کچھ ایشو ہو جانے solve

صبر رکھو۔ لیکن حرانے کو وی ایشو نہیں ہو اویزے میں۔ وہ اس لیے کہ لاسٹ ایئر گی

تھی میں پاکستان ممالکی کزن کی بیٹی کی شادی پر۔ اور پری کی ممانے صائم اور پری کے
ڈاکو منٹس کافی عرصہ پہلے تیار کروائے تھے تو رینیو کرتے زیادہ ایشو نہیں آئے۔ حرابولی
تھی۔ اور پری نے اگے بڑھ کر علی کی جانب پانی کا گلاس بڑھایا تھا۔ سب بڑے تو بچوں
کی شکلوں اور حرکتوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

پانی پیو علی۔ کیا ہو گیا یا رانکل کہہ تو رہے ہیں اک منتھ تک سب ڈاکو منٹس کمپیٹ
ہو جائیں گے۔ اب منہ ٹھیک کرو۔ نہیں تم دونوں اکیلے پاکستان نہیں جاو گی۔ کیوں ہم
بچے ہیں جو گم جائیں گے۔ حرابولی تھی تو سب ہنس دیئے تھے۔

علی اپنا سامنہ لیے بیٹھا تھا۔ اوہ علی بیٹا بچیاں اکیلی کہاں ہوں گی۔ لاہور میں اپنا گھر
ھے۔ اور کیا بیٹا فکر نہیں کرو ہماری بچیاں بہت سمجھدار ہیں۔ جی انکل بلکل۔ اور
میری خالہ سے بھی بات ہوئی تھی۔ ممالکی ڈیٹھ کے بعد ان کی کال آئی تھی۔ تو میں نے
انہیں اپنے انے کا بھی بتایا تھا۔ تو کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

یہ تو اچھی بات ھے بیٹا۔ حرا کی ممانے کہا تھا۔

پری بیٹا جی انکل۔

دلاور شاہ کے ساتھ میراجتنا بھی وقت گزرا بہت اچھا گزرا تھا۔ لیکن وہ پاکستان گیا تو لوٹ کے نایا تھا۔ میں نے بھا بھی کے کہنے پر بہت کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن سب بے سود۔

کوئی بات نہیں انکل وہ جہاں کہیں بھی ہو گئیں ہم انہیں ڈھونڈ لیں گے۔

اور خالہ کو تو کچھ پتا ہی ہو گا ان کے بارے میں۔ ٹھیک ہے بیٹا۔

فکر نہیں کرنی کوئی بھی مسئلہ ہو بلا جھجک کال کر کے بتا دیجیے گا۔ جی انکل۔

اور تم علی کل خود دونوں کو ایئر پورٹ چھوڑ کر انا۔ اور دل نہی چھوٹا کر و کچھ کرو اتا ہوں بند و بست تاکہ تم بھی جلد پاکستان جاسکو۔

میں کیوں چھوڑنے جاؤں انہیں یہ کونسا چھوٹی بچیاں ہیں جو گم جائیں گی۔ اور سب

ہنس دیئے تھے۔ علی اٹھ کر کمرے میں چلا گیا تھا۔

انکل میں دیکھتی اسے اور پری علی کے پیچھے کمرے تک گی تھی۔ تو جناب کو غصہ بھی اتا

ھے۔ پلیز پری میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ جانتی ہوں علی۔ لیکن مجھے جلد سے

جلد پاکستان جا کر اس شخص سے ملنا ہے۔ تب تک میری زندگی کا اک اک دن کس

انزیت سے گزر رہا یہ تم نہیں جان سکتے۔ جانتا ہو پری سب جانتا ہوں۔ لیکن یار ناجانے وہ کیسے لوگ ہو گئیں کیسی سوچ ہو گی ان کی کیسے بھیج دوں تمہیں ان لوگوں کے درمیان اکیلا۔

کیسے بھی لوگ ہوں مجھے کوئی ڈر کوئی خوف نہیں مار نہیں دیں گے۔ آخر کو میری رگوں میں بھی اس ہی خاندان کا خون بہہ رہا ہے۔ اللہ نا کرے کہ کوئی تمہاری جانب آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ تم پر آنے پر ہر مشکل کو میرا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور میں ہر موڑ پر اپنی پری کے ساتھ ہوں۔ اود علی کی آنکھوں میں اک الگ سی چمک تھی۔ جسے دیکھ کر پری نظریں جھکا گی تھی۔ اور ہمیشہ ایسا ہی تو ہوتا تھا۔ وہ کبھی علی کی آنکھوں میں دیکھ نہی پاتی تھی۔

پری اس نے پری کے ہاتھوں کو پکڑا تھا۔ ہوں پری چونکی تھی۔ کیا ہوا علی۔ پری کی کلائی پر علی کی دی ہوئی بریسلٹ چمک رہی تھی۔ کچھ نہیں۔ بس اپنا بہت خیال رکھنا۔ اپنا بہت دھیان رکھنا اور پیل پیل کی خبر مجھے دیتی رہنا۔ وہ کسی بچے کی طرح فکر مند ہو رہا تھا۔ اوہ علی تمہارے پری کمزور نہیں ہے میں اپنا خیال رکھوں گی۔ بھروسہ ہے نا اپنی پری پر۔ خود سے زیادہ بھروسہ ہے۔ علی نے جس دل سے کہا تھا وہی جانتا تھا۔ اچھا

میں چلوں اب پیکنگ کرنی ہے۔

اور وہ یہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔ کیونکہ پری علی اور خود کی کیفیت سے بھی
انجان تھی۔

علی چاہ کر بھی پری کو اپنے دل کی بات نہیں کہہ پایا تھا۔ کیونکہ وہ پری کو کسی اور کشمکش
میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

پری نے پیکنگ کرتے ہوئے وہ لکڑی کا باکس اپنے سیک میں رکھا تھا۔ جو اس کی ماں
نے اسے دیا تھا۔

پری اس باکس میں کیا ہے۔ حرانے اشتیاق سے پوچھا۔ میری ماں کی کچھ تلخ یادیں۔ جو
وہ ہمیشہ سنبھالیں آئیں تھیں۔ اب انہیں اس شخص کو لوٹانے کا وقت آ گیا ہے۔ کچھ درد
کے حقدار تو وہ بھی ہوئے۔ اور حرانے پری کے گال کو تھپتھایا تھا۔

اف علی جلدی کرو پلین نکل جانا ہمارا۔ ہاں تو نکل جائے۔ پھر میں تم لوگوں کو اپنی
فراری پر پاکستان پہنچاؤں گا بلکل فری۔

واہ واہ علی جی کیا کہنے آپ کے۔ امیوزمنٹ پارک تک تو فراری پہنچتی نہیں تمہاری اور

پاکستان کی بات کر رہے۔ ہاہا ہا بلکل پری بھی سب سے ملتی کار تک امی تھی۔

جیسے ہی وہ ایئر پورٹ پہنچے فلائٹ کا ٹائم ہو رہا تھا۔ شکر ہے پہنچ گئے ورنہ لگتا تھا کل تک پہنچائیں گے یہ نواب۔ اور وہ ایئر پورٹ کی جانب بڑھے تھے۔ علی اپنا خیال رکھنا تم دونوں بھی اپنا دھیان رکھنا۔ اور علی میں نے صائم کو پاکستان جانے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا پلیز سب سنبھال لینا۔ اور صائم کا بھی دھیان رکھنا پلیز۔ اوکے پری ڈونٹ یو وری میں سنبھال لوں گا سب۔ اور بہت جلد اوں گا تم دونوں کے پیچھے پاکستان۔ ہاہا بلکل جناب۔ اب چلیں یا یہی رہنا ہے۔ اور وہ دونوں علی کو بائے بولتی پلٹیں تھی۔ تینوں ہی کافی ادا دس ہو گئے تھے کیونکہ ایسے پہلی بار ہوا تھا کہ وہ کہیں بھی اک ساتھ نا گئے ہوں۔

وہ جیسے ہی ایئر پورٹ سے باہر نکلیں اک گرم ہوانے ان کا ویلکم کیا تھا۔ حرا تو پہلے بھی پاکستان اچکی تھی لیکن پری پہلی بار پاکستان امی تھی اک الگ سی خوشی ہو رہی تھی وہ اپنی ماں کے شہر میں امی تھی۔

جہاں اسکی ماں کا بچپن گزرا ہوگا۔

خالہ نے بولا تھا کہ وہ احمد بھائی کو لینے بھیجیں گے۔ پری نے حراسے کہا۔ وہ تو ٹھیک ہے یار! لیکن یہ احمد بھائی کو ہم کیسے پہچانیں گے اوہ یار! میں نے ان کی شادی کی تصاویر دیکھیں ہیں جو خالہ نے ماما کو بھیجی تھیں تو پھر ٹھیک ہے۔ اچھا یار! کو میں ذرا واٹر بوتل لے کے آئی بہت گرمی محسوس ہو رہی ہے اوکے یار۔ اور پری جیسے ہی باہری دروازے کی جانب بڑھی۔ تو وہ اک تیز چلتے ہوئے شخص سے ٹکرائی۔

اونچے واٹر بیش پری گرتے گرتے بچی تھی۔ دکھائی نہیں دیتا کیا۔ اور اس شخص نے فون کان سے ہٹایا تھا۔

دیکھیے میڈم سوری سر کا دھیان نہیں گیا۔ اوہ ہیلو مسٹر غلطی تمہارے پاس سے ہوئی ایکسیوز بھی وہ کرے۔

یوں کوئی موبائل میں اتنا نوالو ہو جاتا ہے کیا کہ سامنے چلتا انسان بھی نادکھے۔

کہانا غلطی سے ہوا اتنا پینک کیوں ہو رہی ہیں۔ وہ شخص آنکھوں سے گلا سز اتارتے ہوئے سامنے آیا تھا۔ حرا پری کو چلاتا دیکھے پری کے پاس آئی تھی۔ کیا ہوا یار۔

دیکھیے محترمہ اپنی سرپھری دوست کو سنبھالیے۔ اور وہ یہ کہتا ہوا اگے بڑھا تھا۔ واٹ
 واٹ دا ہیل اف دس۔ اور پری چلائی تھی۔
 اف پری ہوا کیا ہے۔ کچھ نہی ہوا چلو یہاں سے۔

Stupid---

پری منہ میں بربرائی تھی۔

اور وہ اک پل کے لیے رکا اور مڑ کر پری کو جاتا ہوا دیکھا۔

Non Sense....

NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ غصے سے کہتا ہوا بڑھا تھا۔

اف ہو پری غصہ تو ختم کرو یا یہ پاکستان ہے۔ اور ایسے چھوٹے سے incidents
 ہوتے رہتے

....Just relax

اپ پریشہ ہیں اک شخص ان کی جانب بڑھا۔ جی۔۔۔

احمد بھائی۔ اپ احمد بھائی ہیں عابدہ خالہ کے بیٹے جی جی میں احمد ہوں۔

اسلام علیکم بھائی دونوں نے سلام کیا تھا۔

وعلیکم السلام انہوں نے دونوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تھا۔

سوری بچے آنے میں دیری ہوگی ٹریفک کی وجہ سے۔ اور انہوں نے سامان اٹھا کر گاڑی

میں رکھا تھا۔ کوئی بات نہیں بھائی۔ خالہ کیسی ہیں۔

بس جب سے انہیں پتا لگا ہے کہ تم لوگوں نے انا ہے۔ اک پل سکون سے نہیں بیٹھیں

ہے۔ بس آنکھیں دروازے سے نکالیں ہیں کہ کب تم سے ملیں۔ اور وہ خود بہت بے

چین تھی۔ اس نے سر نہا تھا کہ ماسی بھی ماں جیسی ہوتی ہے۔

ویسے پری احمد بھائی تو کافی ڈیسنٹ پر یسینیلٹی لگ رہے ہیں۔ حرانے پری کے کان میں

سرگوشی کی۔ تو پھر

تو پھر کیا ویسے ہی کہہ رہی۔ اچھا۔۔

اور باقی کا سفر خاموشی سے گزرا تھا۔ پری پہلی بار پاکستان ای تھی۔ تو سارا دھیان لاہور

شہر کو تکتے ہوئے لگایا تھا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی خالہ کافی دیر اسے گلے سے لگائے روتی رہی تھیں۔ بہن کی وفات پر بھی نا پہنچ سکی میں اتنی دور وہ ناجانے کتنی دیر انسو بہاتی رہیں کہ گھر کے ہر فرد کی آنکھوں میں انسو آگئے۔ پھر وہ احمد بھائی کی وائف سے ملیں بچوں کو پیار کرتی لاونج کی طرف بڑھی تھیں۔

خالہ تو بچوں کی طرح اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلا رہی تھیں۔ بس خالہ پیٹ بھر گیا ہے۔

لے دسو کنی ماڑی ہوگی انا میری بیٹی۔۔۔ کچھ کھایا دیا کرو۔ جی ان ٹی وہ بس فٹنس بھی ضروری ہے۔ اب کی بار حرا بولی۔ لے دسو کی یہ کیا فٹنس ہوئی کہ بندہ ڈانگ سوٹی بن جائے اور وہاں بیٹھے سب لوگ ہنس دیے تھے۔۔۔۔

اپ دونوں کا سامان کمرے میں رکھوا دیا ہے اپ آرام کر لیں سفر سے سسٹیں ہیں تھک گی ہوں گی۔ اور ہاں کچھں ہی چاہیے ہو کسی بھی چہرہ کی ضرورت ہو او ا زدے دیجیے گا۔ جی بھا بھی دونوں نے بولا تھا۔ سب لوگوں کا اخلاق دیکھ کر وہ دونوں کافی گھل مل گئیں تھیں سب کے ساتھ۔۔۔

خالہ جان میں اندر آ جاؤں پری دروازے کو کھٹکھٹاتی اندر کی طرف بڑھی۔ اجاویٹا
اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ نہیں وہ بس پری جھجھکی۔۔۔

پتر تمہارا اپنا گھر ہے جیسے مرضی گھومو پھر وکھاویو بیٹا۔

جی خالہ امی۔۔۔ ماں کی کمی تو کوئی پوری نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن ناجانے کیوں خالہ کی
شخصیت اور شفقت بھرے انداز نے پری کو بہت متاثر کیا تھا۔۔۔

تو اس نے خالہ کے ساتھ امی کا لفظ جوڑ دیا تھا۔

رباب میری بہن بہت ناز سے پالا تھا ہم نے اسکو گھر بھر کی لاڈ لی تھی۔ ہمیں نہیں پتا
تھا کہ اندر بھی اندر غم سے لے ڈوبے گا۔ ترس گی میری نگاہیں اسے دیکھے

ہوئے۔ جب کی اس گھر سے رخصت ہوئی واپس نالوٹی۔ ہائے عمر تو میری جانے کی
تھی اور میری بہن چلی گی میں آخری وقت میں اپنی بہن کا دیدار بھی نا کر پائی۔ اور وہ رو
دی تھیں۔

البتہ اندر نے خالہ امی کو کچھ ہو اور انہوں نے پری کو گلے لگایا تھا۔ میری بچی بلکل
رباب کی جھلک نظر آتی مجھے تم میں۔۔۔

اس شخص نے میری بہن کو دکھوں کی بھینٹ چڑھا دیا۔ جو سب کے سامنے رباب کا مجاز بن کر گیا تھا۔

ہائے مجھے کیا پتا تھا کہ وہ مڑ کر ہی نادیکھے گا کوئی خیر خبر ہی نارکھے گا میری بہن کی۔ اور خالہ ناجانے کتنے سالوں کا دکھ بول رہی تھیں جو ان کے دل میں تھا۔

خالہ امی۔۔

بولو بیٹا۔۔

مجھے اس شخص کی تلاش ہے۔ اور وہ چونکی تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کس شخص کی بیٹا۔۔

وہی شخص جو بھری جوانی میں میری ماں کو تنہا چھوڑ گیا۔

نہس پتر ہمیں نہیں ڈھونڈنا اس شخص کو نابیٹا نا وہ بہت بڑے لوگ ہیں۔ پہلے میری بہن کی خوشیوں کو کھا گئے اور اب تم اس شخص سے ملو گی نہیں بیٹا میں رباب کو تو کھو چکی لیکن اب تم پہ اس خاندان کا سایہ بھی نہیں ڈال سکتی۔

میں جانتی ہوں خالہ امی اپنی دل کی کیفیت۔ اپ نے اک بہن کو کھویا ہے۔ میں نے تو

اپنی ماں کھودی اس شخص کی وجہ سے۔ بس اس شخص سے کچھ سوال کرنے ہیں۔ مجھے ان کے جواب مل جائیں بس ایک بار پھر واپس چلی جاؤں گی۔ کیونکہ میں اس شخص سے نفرت کرتی ہوں بیشک میرا رشتہ اس شخص سے باپ بیٹی کا ہے۔ اور یہ رشتہ ہوتا بہت ہی پاکیزہ ہے اک بیٹی کے لیے۔۔ پر میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔۔

اپ فکر مت کریں خالہ امی وہ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ آخر کو میری رگوں میں بھی اسی خاندان کا خون دوڑ رہا ہے۔

اور خالہ امی پری کی جانب دیکھ رہی تھیں جہاں بغاوت سرچڑھ کر بول رہی تھی۔

بیٹا چاہے کچھ بھی ہوئے تو وہ تمہارا باپ اتنی نفرت نہیں کرتے۔

نہیں خالہ باپ کا لفظ اک بیٹی کے لیے بادشاہ کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن بس باپ کا لقب پا کر اور اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ کر۔ انہوں نے کون سے فرائض سرانجام دے دیے۔

جہاں زندگی کے اتنے سال ان کے سایے اور شفقت سے محروم ہو کر گزار لیے۔ اب جو بچی ہوئی زندگی ہے وہ بھی ان کے نام کے بغیر گزر جائے گی۔

نا بیٹا نا ایسے نہیں بولتے السلامیری بیٹی کو میری زندگی بھی لگا دے۔ اور انہوں نے پری
کو دلا سہ دیا تھا کہ وہ احمد سے کہہ کر دلا اور شاہ کے بارے میں پتا کروائیں گی۔

انہیں اے ہوئے انج تیسرا دن تھا۔ اور پری نے علی سے انج فون پر بات کی اور وہ خوب
خفا بھی ہوا تھا وہ پری سے کہ پاکستان جا کر وہ اسے بھول گئی ہے۔ اور پری اپنی

لاپرواہی پر بہت شرمندہ ہوئی تھی۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور بہت مشکل سے منایا تھا علی کو اسنے۔

اور ہوگی علی سے بات حرا کی اواز پری کے کان کئے پاس سے گزری۔ اف حرا کی بچی
میرے کان کے پاس اتنا چیخنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پری نے تکیہ اٹھا کر حرا کی
جانب پھینکا۔ لیکن اک دم بھا بھی کمرے میں داخل ہوئی تو تکیہ ان کے پیروں میں گر
گیا۔

کیا ہو گیا لڑکیو۔۔۔

اوہ بھابھی سوری۔۔ دونوں اپنی نادانی پر شرمندہ ہوئیں۔

ہاہاہا کوئی بات نہیں دوستوں کے درمیان مستی مذاق چلتا رہتا ہے۔ اوہ ہاں میں تو پری کو بلانے آئی تھی۔ پری امی جان نے تمہیں بلایا ہے۔

جی بھابھی میں ابھی آتی ہوں۔ ٹھیک ہے پری۔ اور حرا تم مجھے بتا رہی تھی ناکہ یوٹیوب پر اپنا کوکنگ چینل بھی بنا لیتے ہیں۔ تو مجھے بنا کر دو گی۔ ہاہاہا میں ابھی بنا دیتی ہوں افسر ال اتنا ہی کھانا بناتی ہیں ہماری بھابھی۔ اور تینوں ہنسی مذاق کرتے ہوئے باہر نکلی تھیں۔۔

خالہ امی اپ نے بلایا تھا مجھے۔ پری کمرے میں داخل ہوئی۔

جہاں احمد بھائی بھی موجود تھے۔ اوپری بیٹھو کچھ بات کرنی ہے۔

جی بھائی اور وہ وہی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

پری بیٹا امی نے مجھے اک کام سونپا تھا۔ چوہدری دلاور شاہ کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کا۔

جی بھائی میں نے ہی خالہ امی سے کہا تھا۔ کیا کچھ پتالگان کے بارے میں۔

ہاں کچھ واقف کار لوگوں سے زیادہ تو نہیں بس اتنا ہی پتا چلا ہے۔

کہ چوہدری ولی شاہ اپنے خاندان سمیت اپنے آبائی گھر میں ہی رہتے ہیں۔ شہر میں انکا اچھا خاصہ نام ہے۔ لاہور میں ان کا بزنس ان کا پوتا چلا رہا ہے۔ جس کا شمار کافی جانے مانے شخصیت میں ہوتا ہے۔

چوہدری غازیان شاہ جو کہ ولی شاہ کا اکلوتا پوتا ہے وہ اپنے باپ دادا کے بزنس کو چلا رہا ہے۔ لیکن کہیں پر بھی دلاور شاہ کا نام سننے میں نہیں آیا ہے۔

ان کے آبائی گھر جہاں پر وہ رہتے ہیں یہ رہا ان کے گھر کا ایڈریس۔

اوہ بہت بہت شکر یہ بھائی۔ اپ نے میری اتنی مدد کی۔ میں اپکا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔ اس میں احسان کی کیا بات ہے بیٹا۔ لیکن وہ بہت ہی پرانی سوچ کے حامل لوگ ہیں۔ چوہدری ولی شاہ کی دہشت سے لوگ آج بھی کانپتے ہیں۔ بڑی بڑی سیاسی پارٹیوں سے بھی سلام دعا ہے انکی۔ تو میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی تمہیں وہاں بھیجنا نہیں چاہتا۔

کہ ان لوگوں کی سوچ اور نظریات ان گزرے ہوئے سالوں میں کچھ بدلے بھی ہوں

گئیں یا نہیں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

بھائی میں جانتی ہوں اپکو میری فکر ہے۔ لیکن بھائی مجھے تب تک سکون نہیں ائے گا جب تک میں اس شخص کے روبرو نا جاؤں۔ میرا ہرپل ہر دن گن گن کے کٹ رہا ہے۔ بھائی مجھے وہاں اس گھر میں جانا ہی ہو گا جہاں میری ماں کو دھکے دیکر نکالا گیا تھا۔ پری کی انکھیں نم ہو گئیں تھیں۔ احمد بیٹا پری کو جانے دو مت روکو۔ امی یہ اپ کہہ رہی ہیں۔ سب جانتے ہوئے بھی کہ کیسے اسے وہاں جانے دوں۔

کچھ نہیں ہو گا بیٹا۔ پری کو وہ کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ پری بھی اس ہی خاندان کا چراغ ہے۔ اور ہم ہیں اپنی بچی کے ساتھ۔ بس پری بیٹا ہمت نہیں ہارنا اللہ سے نا ساتھ تو کوئی میری پری کا بال بھی پھا کا نہیں کر سکتا۔

ٹھیک ہے امی جیسے اپ لوگوں کی مرضی۔

شکر یہ احمد بھائی۔ کیا اپ مجھے کل اس گاؤں تک چھوڑائیں گے۔ ٹھیک ہے پری۔ لیکن کچھ بھی ہو مجھے ہرپل کی خبر دیتی رہو گی۔ اور فکر نہیں کرنا یہ بھائی اپنی بہن کے ساتھ کھڑا ہے اور انہوں نے پری کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ اتنے خوبصورت رشتوں کی

اپنا سیت دیکھ کر وہ رودی تھی۔ نامیری بچی رونا نہیں اور وہ خالہ کے گلے سے جا لگی۔
 حرانا جانے وہ کس قسم کے لوگ ہوں۔ میں اپنی وجہ سے تمہیں کبھی مشکل میں نہیں
 ڈال سکتی۔ بس بس پری میں کہہ چکی میں تمہیں اکیلے وہاں اجنبی لوگوں کے بیچ نہیں
 جانے دوں گئیں۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ اور میں کچھ نہیں سن رہی چپ کر کے
 سامان پیک کرو حرانے حکم صادر کیا تھا۔۔۔

اور اگلے دن وہ خالہ امی کی ڈھیروں دعائیں لیئے۔ بھابھی سے جلد واپسی کا وعدہ کرتے ہو
 گھر سے نکلیں تھیں۔۔۔

اللہ میری بچیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔ انہوں نے دعادی تھی۔

اک بڑی سی حویلی کے باہر احمد بھائی نے کار روکی تھی۔

گھر کا اندرونی دروازہ اک دھماکے کی آواز سے کھلا تھا۔

سامنے اک تخت پر بوڑھی عورت چھالیہ کاٹنے میں مصروف تھیں کہ اک دم دروازہ

کھلنے سے وہ چونکی تھیں۔

بی بی جی تسی کون ہوں اینج اندر کیدھاں اگئے تسی۔ اور پری نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ تو وہ اپنا سامنہ لیے رہ گیا۔

گھر کے تمام فرد دروازے کی آواز سن کر باہر کی جانب ائے تھے۔ اور پری کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے۔

بلیو جینز وائٹ شارٹ شرٹ بلیک کوٹ ڈالے بالوں کی پونی ٹیل بنائے وہ بالکل ماڈرن گڑیا لگ رہی تھی۔ لیکن سب کے سب گھر کے افراد اسے انکھیں کھولے اور کھلے منہ سے دیکھ رہے تھے۔

یہ شہری لڑکی کون ہے کسی نے سرگوشی کی تھی جس کی آواز پری کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

تبھی اک بوڑھی سی آواز سے پری چونکی تھی۔ پتر کون ہے توں اور کس سے ملنا ہے تجھے۔

پری نے اپنی آنکھوں سے بلیک گلاسز اتارے تھے۔ اور نظریں اٹھائے سامنے تخت پر

بیٹھی بوڑھی عورت کی جانب دیکھا تھا۔

یہ چوہدری ولی شاہ کی ہی حویلی ہے نا کہیں میں غلط ایڈریس پہ تو نہیں آگی۔ پری جانتے
بوجھتے انجان بنی تھی۔

جی یہی گھر ہے۔ لیکن اپ کون ہیں۔ پری نے مڑ کر دیکھا اک قمیض شلوار میں ملبوس
پیاری سی لڑکی نے سوال کیا تھا۔

تو اسکا مطلب میں سہی ٹھکانے پر آئی ہوں۔

ججی وہی لڑکی بڑ بڑائی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ میرا مطلب ہے میں صحیح ایڈریس پر آئی ہوں۔ پری مسکرائی تھی۔

پتر توں بتایا نہیں کہ کون ہے۔؟ اک جانی پہچانی جھلک ڈی دکھی تھی انہیں سامنے
کھڑی لڑکی میں۔

بس یہی سمجھ لیجئے کہ اسی گھر کا فرد ہوں۔

وہاں کھڑے ہر شخص کے چہرے کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔۔۔

واٹ ریش یہ پری بھی نا مجھے یہاں چھوڑے اندر چلی گی۔

میں نے کہا ہٹو یہاں سے مجھے اندر جانے دو حرا غصے سے بولی۔ بی بی جی تسی کون ہوں بنا
اجازت کے کوئی بھی اندر نہیں جاسکتا پہلے ہی میرے دھیان نادینے پر اک بی بی اندر
چلیں گئیں ہن تسی مینوں نو کرمی تو فارغ کرواؤ گے۔ دیکھو ہٹو یہاں سے ورنہ میں
تمہارا سر پھوڑ دوں گی۔ اور وہ بھی حرا تھی اک پنچ اس کی ناک پر ماڑے غصہ سے بیگ
اٹھاتی اندر کی جانب بڑھی تھی۔ اف یار کتنا جاہل نو کر تھا اندر نہیں آنے دے رہا تھا بس
پھر کیا اک پنچ سے ہی گر گیا۔ ہا ہا ہا

اور حرا نے نظریں اٹھا کر ارد گرد نظر دوڑائی تھی۔

سب گھر والے حیرانگی سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

مجھے چوہدری دلاور شاہ سے ملنا ہے۔ کیا وہ اسی گھر میں رہتے ہیں۔

ہاں پتر میرا جھوٹا بیٹا ہے۔ کیا کام ہے اس سے۔۔۔۔۔ وہ اس وقت تو گھر نہیں ہے۔

تو کیا ہوا کہ وہ گھر نہیں ہیں ہم لوگ انکا انتظار کر لیں گئیں کیوں پری۔ حرا بولی تھی۔

وہ تو ٹھیک ہے پتر پر میرے بیٹے سے تمہارا کیا کام ہے۔

کچھ پرانے کام وہ ادھورے چھوڑائے تھے ہم بس ان ادھورے کاموں کو ہی پورا

کرنے ائے ہیں دادی ماں۔۔۔

کیا کیا کہا۔ اور وہ چلتی ہوئی پری کی جانب آئیں تھیں۔ وہی دادی اماں جو اپنے
سنا۔ ارے اپ اتنی حیران کیوں ہو گئیں۔

توں پریشہ ہے میرے پتر دلاوردی دھی۔ دستیا سی اس نے مینوں کہ میری اک بیٹی
ہے۔ اور وہ پری کو گلے سے لگا کر رو دئیں تھیں۔ وہ پری کا منہ چوم رہی تھیں میری پوتی
میری دھی میں صدقے جاواں واری جاواں پری ایسے استقبال پر حیران تھی۔

سب پری کو حیرت اور رشک بھری نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن پری کو یہ سب
ناجانے کیوں اچھا نہیں لگ رہا تھا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دادی امی کافی دور سے آئیں ہیں ہم تھوڑا تھک گئیں ہیں۔ حرانے کہا تھا۔

ہاں پتر ہاں او کوئی بچیوں کا سامان کمرے میں رکھو او پتر اندر چلو۔

وانو کتنی بڑی حویلی ہے حرانے کہا تھا۔ لیکن پری تو جیسے ماضی کی رباب کو وہاں کھڑے

روتا سسکتا ہوا دیکھ رہی ہو۔ جہاں اس کی ماں کو بہو کا حق ناملا ہو۔ وہ اج اسی چور ہے پر

اکر کھڑی ہو گی تھی۔ اسے اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ پری اریو

او کے۔ حرانے پری کا ہاتھ پکڑا تو وہ اک دم ٹھنڈا ہو رہا تھا۔

ہاں ٹھیک ہوں میں۔۔۔ اریو شیور۔

ہاں یار می او کے۔۔۔

اک بڑے سے کمرے میں دونوں کا سامان رکھ دیا گیا تھا۔ پتر تم دونوں آرام کرو میں کچھ کھانے کے کیے بھیجتی ہوں۔

جی وہ دلاور شاہ کب آئیں گئیں۔ انہوں نے حیرانگی سے پری کی جانب دیکھا جو بجائے اپنے باپ کو بابا کہنے کی بجائے سرعام نام لے رہی ہے۔ لیکن وہ خاموش رہی تھیں۔

پتر وہ اپنے ابا کے ساتھ دوسرے شہر گیا ہے کام دے سلسلے وچ پر رات تک انا جاو دونوں پیو پتر۔

جی ٹھیک ہے ہم تب تک انتظار کر لیں گے۔۔

اچھا دھی اور انہوں نے پری کے ماتھے کو چوما تھا۔ لیکن پری کے چہرے پر سرد تاثرات ان سے چھپے ناتھے۔۔

پتراک عورت شوہر اور اولاد کی چکی میں بے موت ماڑی جاتی ہے۔ اور اک عورت ہی

عورت کا دکھ سمجھ سکتی۔ میں جانتی ہوں تمہاری ماں کے لیے میں کچھ ناکر سکی۔ میں
 مجبور تھی۔ لیکن پری نے اپنا رخ پھیر لیا تھا۔ اور وہ غمگین ہو کر کمرے سے باہر نکل
 گئیں تھیں۔ اور پری حرا کے گلے سے لگ گئی تھی۔ حرا ج میں ان ہی رشتوں کے
 درمیان آکر کھڑی ہو گی ہوں جنہوں نے میری ماں کو دھتکارا تھا۔ نہیں پری ہر رشتے کو
 اکھی نگاہ سے مت دیکھو۔ اپنی دادی کی آنکھوں میں خود کے لیے پیار
 دیکھو۔۔۔ نہیں حرا سب کچھ جھوٹا اور بے معنی لگ رہا اس دعا کرو میں کمزور نا
 پڑوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels, Short Stories, Poems, Glimpses, Jingles, etc.

میں ہوں نا پری تمہیں کمزور پڑنے بھی نہیں دوں گی۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ اجائیں پری نے کہا تھا۔

جی وہ جی بڑی چوہدرائیں اپکو نیچے بلار ہی ہیں۔

ہاں ٹھیک ہے ہم اتے ہیں۔۔۔

جی اچھا۔

حراجو شاور لے رہی تھی۔ پری اس کے انتظار میں کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔۔
اور نت نئے وسوسے اس کے دماغ میں رہے تھے کہ وہ ناجانے کیسے ان لوگوں کا سامنا
کرے گی۔۔۔۔۔

چوہدری صاحب وہ کڑی ساڈے دلاور پتر دی دھی انا۔ تہاڈی پوتی انا۔ تہاڈا اپنا خون
انا۔۔

جو بھی ہے لیکن وہ اس عورت کی بیٹی ہے جس کی وجہ سے میرے پتر نے میرے
خلاف بغاوت تھی۔۔

چوہدری صاحب بھول جاو پرانی گلاں نوں نہی کبھی نہی۔ اور پری سیڑھیاں اترتی نیچے
حال میں ای تھی۔ جو سامنے کھڑے چوہدری ولی شاہ کی ساری باتیں سن چکی تھی۔
تو یہ ہیں ولی شاہ جو رشتے میں میرے داداجان ہیں۔

ارے پریشہ پتر تو اگی اودا ہر او پتر یہ دیکھو تمہارے داداجان۔ او پتر سلام کرو۔۔۔
اور وہ کلنگی باندھے اس شخص کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جو سر پر پگھڑی باندھے ہوئے

ہاتھوں میں چھڑی کے سہارے کھڑے تھے۔۔۔

پتر سلام کر اپنے دادا کو۔

تو بمشکل پری اسلام علیکم بول پائی تھی۔ کیونکہ اس کی تربیت اسکی ماں نے کی تھی جو

اک عظیم عورت تھیں۔۔۔

اور وہ سلام کا جواب دیئے بغیر وہاں سے چل دیئے تھے۔۔۔

بڑھاپا آ گیا تھا ان پر لیکن ان کی شخصیت پر کچھ بھی اثر انداز نہ ہوا تھا۔ وہی اکڑ اور غصہ ان

کی آنکھوں سے جھلکتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لیکن دوسری طرف کمزور باب نہیں پریشہ

باب کھڑی تھی۔۔۔ جس نے ڈرنا سیکھا ہی کہاں تھا۔۔۔۔

پری ان کی کیفیت دیکھ کر مسکرا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

لیکن متلاشی نگاہیں کسی کو مسلسل ڈھونڈ رہی تھیں۔ پتر دلاور کو شہر لٹا پڑا ہے پتراک

دودن میں واپس آجائے گا۔ اماں جی کھانا لگا دیا گیا ہے اپ سب لوگ اجائیں۔ اک

عورت لاونج میں آئیں تھیں جنہوں نے بڑے ہی سلیقے سے سر پر دوپٹہ اوڑھا ہوا

تھا۔ سادگی میں بھی وہ بہت دلکش لگیں تھیں پری کو۔۔۔۔۔

وہ دونوں کھانے کی میز پر اکریٹھ گئیں تھیں۔

باقی گھر کے افراد بھی پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ان دونوں کے انتظار میں ہوں۔۔۔

پتر کھانا شروع کر دادی ماں کی نے شفقت بھرے انداز میں بولا تھا۔
جی حرانے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

شبودھی بچیوں کے لیے گرم روٹی لے کے آؤ۔
جی اماں جی۔۔

اور پری نے اس عورت کی جانب دیکھا تھا جو انہیں کھانے کے لیے بلانے آئی تھی۔
شبوپری نے وہ نام دہرایا تھا۔ ہاں ماما کی ڈائری پہ اس عورت کا نام تھا یہ دلاور شاہ کی
منگیتر تھی۔ پری کا سر گھوم کے رہ گیا۔

اوہ ہیلومس پریشہ۔۔۔۔

سامنے بیٹھی لڑکی نے اس کا نام پکارا تھا اور ہوا میں ہاتھ ہلایا تھا۔

بائی داوے اپ تو ہمارے بارے میں نا پوچھیں گی اور نا اپنے بارے میں بتانا پسند کریں گی۔ تو میں اپنا تعارف خود کرائے دیتی ہوں۔۔

میں ہوں حنا شاہ یور لٹل کزن۔ یہ ہیں ہماری دادی جان جنہیں سب گھر والے اماں جی کہہ کر پکارتے ہیں۔۔

اور یہ ہیں میری امی جان یعنی کے رشتے میں اپ کی تائی امی۔ اور یہ ہیں میری بچو سویرا تعلیم مکمل کر چکی ہیں اور بہت جلد رشتہ ازدواج میں بندھ جائیں گی۔۔

پری نے سویرا کی جانب دیکھا جو حنا کی بات پر شرمادی تھی۔ پری کو وہ کتنی بھولی بھالی لگی تھی۔

اور ان سے ملیں یہ ہیں شبانہ چچی یعنی کہ رشتے میں یہ اپکی چھوٹی امی لگیں اور۔۔۔

یہ کہنا تھا کہ پری ہاتھ سے چبچ چھوٹا تھا۔ اور

وہ کھانا چھوڑ کر کمرے کی جانب بھاگی۔ پری یا حرا بھی اس کے پیچھے گی تھی۔۔۔

حنا کتنی دفعہ کہا ہے زیادہ مت بولا کرو۔ اب امی میں نے ایسا بھی کیا بول دیا تھا۔ میں تو

بس ماڈرن کزن سے ہیلو ہائے کر رہی تھی۔ اور وہ غصہ ہی کر گئیں۔ بس چپ کرو

حنا۔

کیوں ڈانٹ رہی ہو بچی کو بہو۔ اک ناک دن تو پریشہ کو ہر رشتے کا پتہ لگنا ہی تھا۔ وہ تو
ٹھیک ہے اماں جی پر اسے اے ہوے اس گھر میں وقت ہی کتنا ہوا ہے۔۔۔ ابھی تو ہم
سب لوگ اجنبی ہیں اسکے لیئے۔۔۔

ہاں پتر یہ تو ٹھیک بولا تو نے۔۔۔

شبوپتر۔۔۔

جی اماں جی تو دل پر نالے بچی ہے۔ نادان ہے رشتے نالے کی سمجھ نہیں ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہی اماں جی ایسی کوئی بات نہیں ہے بچی ہے وہ ابھی۔۔۔

اچھا پتر تو کھانا کمرے میں دے انا نہیں۔ میں بھی چوہدری صاحب کو

دیکھوں۔ نا جانے وہ کیا طوفان برپا کرتے ہیں۔۔۔

چوہدری صاحب کھانا لے کر آؤں تہاڑے لئے۔۔۔

اور وہ ان کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر گھبرا گئیں تھیں۔

کب واپسی جائے گی یہ لڑکی۔

چو ہداری صاحب کداں دینیاں گلاں کر رہے ہوتی۔۔

وہ ہمارے دلاور پتر دی دھی انا۔ اس خاندان دا حصہ وا۔

چاہے جو بھی ہو جلد از جلد اسے یہاں سے جانے کا بولو۔

اور وہ ہکا بکارہ گئیں تھی چو ہداری صاحب کی بات سن کر۔ ناچو ہداری صاحب نا۔۔۔

میں نے آج تک تہاڈی سب صحیح غلط باتوں پر سر جھکا کر ہامی بھری ہے۔۔

آج تک جو تسی کہا اوھی کیتا۔

لیکن پریشہ بھی حنا اور سویرادی طرح اس خاندان کی دھی ہے۔

اور میں کبھی اپنی پوتی نوں اپنی نظروں سے دور نا جانے دوں گی اب چاہے جو بھی

ہو جائے۔ ہر واری تہاڈی انا تہاڈا نام نہاد غرور سامنے آجاتا ہے۔ لیکن چو ہداری صاحب

آج تسی کان کھول کے سن لو یہ بیس سال دا عرصہ میرے اپنے دلاور پتر نوں میں سسکتے

ہوے گزارتے ہوے دیکھا ہے۔ آج اس کی دھی الدلوی رحمت اس گھر وچ آئی

ہے۔ تے ہن تہاڈی انا وچ نہیں آوگی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

تہاڈا ضمیر تے مرچکا ہے جو تہانوں اپنے پتر کی بے بسی نادکھی۔ تہاڈے کیتے گئے

فیصلوں نے تین تین زندگیاں برباد کر دیں۔ کدھی سوچا تھی۔۔

دلاور باب تے شبانہ نے تے اپنی زندگیوں کو اجیرن کر لیا۔ جس کے سراسر ز مہدار
صرف اور صرف تھی ہو۔ لیکن بس ہن بہت ہو گیا۔ میں پریشہ کی زندگی اور ازیت و بچ
نہی مبتلا کراں گی۔ بیچاری بچی باپ دی شفقت تو محروم رہی انا۔ باپ کے ہوتے ہوئے
باپ کے سائے سے محروم رکھا تھی اسے۔۔

چوہدری صاحب تھوڑا انا نوپا سے رکھ کے خدادے خوف تو ڈرو۔ کیونکہ جب اس دی
لاٹھی چلتی ہے تو تختہ الٹ کر رہ جاتا ہے۔

اور چوہدری صاحب سر جھکائے چوہدرائے کی بات سن رہے تھے اور ایسا پہلی بار ہوا تھا
جو انہوں نے اپنے شوہر کے اگے زبان کھولی تھی۔

تھی جو باب نال کیتا۔ اپنے پتر دلاور نال کیتا کی وہی سب اپنی پوتی نال دہرانا چاہتے
ہو۔ وہ تو پہلے ہی اپنے باپ کو قصور وار ٹھہرا رہی ہے اس کی آنکھوں میں اجنبیت
دکھتی ہے۔

جتنے بڑے گناہ گار ہو تھی باپ کے ہوتے ہوئے بھی اس کے سر سے باپ کا سایہ سے

محروم رکھا۔ اور ہن تسی کہہ رہ ہو کے اسے جانے کابول دو۔

تو اک گل تسی اج میری سن لو اگر پریشہ اس گھر سے گی تو میرا جنازہ ہی اٹھے گا اس گھر سے چوہدری صاحب تسی بھول سکتے کہ اس لڑکی کی رگوں میں بھی اسی خاندان کا خون دور رہا ہے۔ میرے پتر دلا اور داخون ہے وہ اور میرے جگر داسکون ہے اوہ کہہ دیتا چوہدری صاحب اپنی آنکھوں سے یہ انا کا پردہ اٹھا لو ورنہ اللہ سے بہتر کار ساز کوئی نا ہے۔ یہ ناہواج جن رشتوں پر تسی اترتے پھر رہے ہو کل کو خالی ہاتھ رہ جاو۔ اور وہ یہ کہہ کر باہر نکل گئیں تھیں۔ چاہے وہ جیسی بھی تھیں لیکن بات اب ان کے بیٹے کی کل کائنات انکی پوتی کی تھی وہ چاہے بھی خاموش نہیں رہ سکیں تھیں۔۔۔۔

وہ دروازہ کھٹکھٹاتے وہ اندر داخل ہوئیں تھیں۔ پری نے اپنی آنکھوں میں اے اے انسو پونچھے تھے۔۔۔

بیٹا پ دونوں یوں نیچے سے چلے آئے بنا کھانا کھائے۔ یہ لیں انیں کھانا کھالیں انہوں نے محبت بھرے انداز میں پری کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

پری نے انہیں دیکھ کر منہ موڑ لیا تھا جو رشتے میں اس کی سوتیلی ماں لگیں تھیں۔

جی انٹی حرا نے بولا تھا۔

حرا تم کھانا کھاؤ مجھے بھوک نہیں ہے۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی پریشہ بیٹا۔۔ خالی پیٹ نہیں سوتے چلیں شاباش ادھر ایں کھانا کھائیں۔۔

میں نے اپ سے اڈوائز نہیں مانگی۔ پری نے بے رخی دکھائی تھی۔

جس کا شبو کو بہت دکھ ہوا تھا لیکن وہ مسکراتی ہوئی حرا کو پری کو کھانا کھلا دینا کہتے ہوئے کمرے سے چلی گئیں تھی۔۔

واٹ ریش پری یار یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا۔۔ حرا یہاں میں رشتوں میں الجھنے نے نہیں انی اپنے نام کے بابا سے کچھ وضاحتیں مانگنے ایں ہوں۔ بس۔۔

اور وہ چپ کر گئی تھی۔

حرا اک بات کہوں بابا کا غصہ دوسروں پر مت نکالو یہ ناہو کہ تمہارے اس رویے سے باقی سب گھر والوں کی دل آزاری ہو۔ اور یہ مت بھولو تمہاری تربیت رباب انٹی نے کی ہے۔ اور ان کی کی گئی پرورش پر اپنے رویہ کی بنا پر کوئی سوال مت انے دینا۔

باقی تمہاری مرضی ہے میرا کام تھا تمہیں سمجھانا۔ لیکن پری پاکستان آکر مجھے اتنا پتا لگا
 ہے کہ واقعی میں جو خوشی ان رشتوں میں ملتی ہے وہ اکیلے زندگی گزارنے میں کہاں۔
 اور تمہیں اگر ان رشتوں کی نعمت ملی ہے تو ان رشتوں کو جی کے ہی واپس جانا۔
 اور وہ کھلی کھڑکی سے چاند جو تک رہی تھی۔ نا جانے کیوں آج اسے اپنی ماں بہت یاد
 آرہی تھی۔



NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح صبح ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تھی۔

موبائل کی سکرین پر علی کا نام چمکا تھا۔

اس نے فون ریسیو کیا تھا۔ ہیلو۔

ہیلو سو بیٹی بھول گئی مجھے۔

تمہیں بھول سکتی ہوں میں کیا۔

یہ تو پتا نہی کہ کب مس پریشہ کے دل میں کیا فتور آجائے۔

اواچھا جی بڑا جانتے ہو مجھے۔

ہائے جان من ہم تو اپ کی رگ رگ سے واقف ہیں۔ اور پری علی کی بات پر مسکرا
دی تھی۔ تم نہیں سدھرو گئے علی۔۔

ہاں نابلس تم سدھار لینا۔

ہا ہا ہا ہا میرے بس کا کام نہیں تمہیں تو تمہاری بیوی سدھارے گی۔ اور وہ ہنس دی
تھی۔



NEW ERA MAGAZINE
ای مس یو پری۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مس یو ٹو علی۔۔

اور نیلی جناب تو بس مجھے دل سے یاد کر لیا کرو میں کال کر لیا کروں گا۔

اوہ فلمی ڈائلا گز بند کرو میرے پاس کریڈٹ گے میں خود کال کر سکتی ہوں۔

اور وہ ہنسی مذاق کرتے رہے تھے۔

کیا مسئلہ ہے پری صبح ہی صبح کس کے ساتھ لگی ہو کھی کھی کرنے۔۔

تمہارے ہی نمونے کزن کے ساتھ لگی ہوئی تھی بات کرنے۔

اچھا پھر ٹھیک ہے کیری اون۔

ہا ہا اٹھ جاو اب کے نہی۔

مجھے سونے دو۔ تم بھی منہ بند کر کے لیٹ جاو صبح صبح ہی نیند خراب کر دی میری۔

اف دفعہ سوتی رہو۔ میں ذرا کھلی فضا میں سانس لے کر آتی ہوں۔ اوکے۔

اور حرا پھر نیند کی وادیوں میں کھو گی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Poetry | Short Stories | Interviews | Book Reviews

پری نیچے اتر کر لاونچ میں ای تھی۔

اٹھ گی میری بیٹی۔

اسلام علیکم دادی ماں۔۔ وہ دادی ماں کو سلام کرتے ان کے پاس انا بیٹھی تھی۔

ناجانے اس کے دل میں ان کے لیے نرمی کیوں آگئی تھی۔ جو وہ سلام کر بیٹھی

تھی۔ شاید حرا کی بات بھی دل پر لے بیٹھی تھی۔۔۔۔

پتر نیند تو ای تھی نارات نو۔

جی! وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

پتر سب خیر تو ہے نا اتنا داس کیوں ہے میری بچی۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔ دادی ماں۔

بیٹا دادی ماں نہیں تو بھی مجھے اماں جی بلایا کر جیسے باقی سب بلاتے ہیں۔۔۔

جی ٹھیک ہے۔ وہ گویا ہوئی تھی۔

پتر باب کیسی ہے۔۔

اماں جی وہ کیسی ہو سکتیں ہیں۔ اس نے نظریں جھکائیں تھیں۔

جانتی ہوں پتر اس بن ماں کے بچی کو میں چاہ کر بھی اس گھر میں اسکا حق نادلا پائی بہت

قصور وار ہوں میں اسکی۔

اور پری کچھ نابولی تھی۔۔

بیٹا پردیس میں ہی وہ یا تیرے ساتھ ای ہے۔

اور پری مسکرا دی تھی۔۔ انکھوں میں انسو جھلک رہے تھے۔

کی ہوا پتر۔۔۔

کچھ نہیں اماں جی ماما تو وہیں ہیں دور پردیس میں۔

بیٹا وہ تیرے ساتھ ای ہوتی تو میں اس کے اگے ہاتھ جوڑے معافی مانگتی اس معصوم کا

کیا گناہ تھا۔

نہی اماں جی اب وہ نوبت ہی نہیں انی انہوں نے کبھی کوئی گلا شکوہ ہی نہیں کیا کسی

سے۔

اب تو وہ چاہ کر بھی میرے ساتھ نہیں آسکتی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں پتر ایسے کیوں بول رہی ہو۔

اماں جی تو ابھی بتادیں جو اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو کیا وہ واپس آسکتے ہیں

ہیں۔ پری نے انسو چھپاتے ان کی جانب دیکھا تھا۔

اور ان کے ہاتھ تسبیح کے دانے پر رک گئے تھے۔ اور پری کو انہوں نے اپنے سینے سے

لگایا تھا۔ ناپتر نایہ کیا ہو گیا مجھے تو اپنی غلطی کی معافی مانگنے کا موقع بھی ناملا اور وہ پری کو

سینے سے لگائے رو دئیں تھیں۔۔۔۔۔

لیکن پیچھے کھڑا اک شخص اپنا توازن برقرار نہ رکھ پایا تھا۔

دلاور۔ شبانہ انٹی کی آواز پر وہ چونکی تھی اور پلٹی تھی۔ اک شخص اس کے سامنے کھڑا تھا۔ جنہیں شبانہ انٹی نے بازو سے پکڑا تھا۔

وہی تصویر پردیکھی اپنے باپ کی جھلک اس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ وہی وجہیہ شخصیت ویسے کے ویسے ہی اس کے سامنے کھڑے تھے۔ کچھ بدلاتھا تو بالوں میں سفیدی کی لہڑ دوڑی تھی۔ جو پہلے سے لاغر سے دکھ رہے تھے۔

پری کلنگی باندھے اس شخص کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اج تیس سال کے عرصے میں اس نے پہلی بار اپنے باپ کو اپنے روبرو دیکھا تھا۔

جب سے اسے اس کے باپ کے بارے میں پتہ لگا تھا اس دن سے لیکر آج تک وہ اس پل کے انتظار میں تھی جب وہ اس شخص کے روبرو ہوگی۔ اور آج وہ شخص سامنے تھا لیکن پری کی زبان جیسے بند ہوگی تھی۔ جسم ایسے بے جان ہو گیا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی ناپا رہی تھی۔

وہ شبانہ سے بازو چھڑاتے پری کی جانب بڑھے تھے۔

میری بیٹی میری پریشہ انہوں نے جیسے ہی ہاتھ پری کی جانب بڑھایا تھا۔

پری نفی میں سر ہلاتی وہاں سے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔۔

اور وہ بے سکت کھڑے پری کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔

اماں جی بھی اس منظر کو دیکھ کر رو دیں تھیں کہ بیٹی کی نظر میں اس کا باپ قصور وار تھا۔

اور حرافریش ہو کر نکلی ہی تھی کہ پری چلاتی ہوئی اس سے جا لگی تھی۔

وہ چیخ رہی تھی رو رہی تھی۔ وہ شخص اج وہ شخص میرے سامنے تھا۔ میری ماں کی خوشیوں کا قاتل اور پورے کمرے میں اس کے رونے اور چلانے کی ملی جلی آوازیں ارہی تھیں۔ نفرت ہے مجھے اس شخص سے نفرت ہے۔ پری کی آوازیں پوری حویلی

میں گونج رہی تھی۔ جس کو سن کر چوہدری ولی شاہ بھی سہم گیا تھا۔

اور دلاور شاہ کی کیفیت بھی پری جیسی ہی تھی وہ بھی اپنی ماں کی گود میں سر رکھے رباب کے مرنے کا سن کر بے قابو ہو رہے تھے۔ پوری حویلی میں اک قیامت سا منظر

ہو رہا تھا۔

اماں میری خوشیوں کا قاتل میرا باپ ہے۔ اور میں کتنا بے بس باپ ہوں اپنی بیٹی کی

اپنی بیوی کی خوشیوں کا قاتل سب جانتے بوجھتے بھی اپنے بیوی بچوں کی خوشیوں کو کھا گیا تھا۔۔۔

نامیرا بچہ نالیسے نہیں ہے۔

ایسے ہی مھے اماں اور ارجان سب رشتوں میں قصور وار صرف میں ہوں۔۔۔

اماں میرا باپ میری خوشیوں کا قاتل اور میں اپنی اولاد کی خوشیوں کا قاتل نکلا۔۔

ارجان ولی شاہ کو ایسا لگا تھا کہ وہ اپنے بیٹے اور پوتی کی نظر میں مجرم مھے اور جس کی سزا شاید موت سے بھی بڑھ کر تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حرا کے لیے پری کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ شور کو سن کر حنا اور سویرا پری کے کمرے میں آئیں تھیں چاہے جو بھی تھا وہ تھیں تو اکھی خاندان کا خون اور پری کی اس حالت کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں بھی آنسو روا تھے۔ کیونکہ دونوں نے اپنے باپ کو بھی کھویا تھا۔ اور وہ جانتیں تھیں کہ اگر باپ کا سایہ سر سے چھن جائے تو اس معاشرے میں جینا کیسا ہوتا مھے۔

حرا نے سویرا کو اکھی انجیکشن لگوانے کو کہا تھا۔ کیونکہ پری کی زہنی کیفیت دیکھ کر وہ

بھی ڈر گی تھی۔ اور پری کو سکون میں لانا بہت ضروری تھا۔۔۔۔۔
 وہ پری کو انجیکشن لگائے کمرے سے باہر آگئی تھی پری انجیکشن کے زیر اثر سو رہی
 تھی۔ ان جہر رشتہ اک دوسرے سے نظریں چرائے پھر رہا تھا۔ جیسے وہ سب اک
 دوسرے کے قصور وار ہوں۔۔۔

حرانے علی کو فون کیے اس کی حالت کے بارے میں بتایا تھا۔ جسے سن کر وہ کافی پریشان
 ہوا تھا۔ حرا تم پری کا خیال رکھو یار میں جلد آنے کی کوشش کرتا ہوں ہاں علی میں اکیلے
 پری کو سنبھال نہیں سکتی۔ ہاں یار میں بابا کو بولتا ہوں کہ وہ ڈاکو منٹس کمپلیٹ
 کروائیں۔۔۔ اوکے یار خیال رکھنا پری کا مجھے ہو پیل اس کی فکر کھائے جاتی ہے۔ جانتی
 ہوں علی تم فکر مت کرو بس اپنا خیال رکھنا۔ اور تم بھی اپنا اور پری کا خیال رکھنا۔۔۔
 وہ دبے دبے قدم اٹھائے پری کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

جہاں پری بیڈ پر انجیکشن کے زیر اثر نیند کی وادی میں غم تھی۔ وہ آہستہ آہستہ بن اواز
 قدم بڑھاتے بیڈ کی جانب بڑھے تھے۔ وہی چہرہ وہی نقوش جب پہلی بار انہوں نے
 پری کو اپنی گود میں اٹھایا تھا۔ اور پری سے پریشہ کا نام دیا تھا۔

کتنا خوش تھے جب اس نے پہلی بار اپنی تو تلی زبان میں
 بابا بلا یا تھا۔ کتنا خوش ہوئے تھے وہ۔ انہوں نے پری کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ انہیں اس
 میں رباب کی جھلک دکھ رہی تھی۔ ویسی ہی معصومیت ویسے ہی نین نقوش آخر کو وہ
 ان کا اپنا خون تھی۔

انہوں نے پری کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

اور پری کو اچھے سے کبیل اوڑھا کر وہ کمرے سے نکلے تھے۔ کہ حرا کو اتے ہوئے دیکھ کر
 رک گئے تھے۔
 وہ پریشہ بیٹان کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

انکل اپ پریشہ کے بابا ہیں۔

جی میں ہی وہ بدنصیب باپ ہوں۔

اسلام علیکم انکل وہ پری کو میں نے انجیکشن دیا ہے تاکہ وہ تھوڑا ریلکس کر لیں۔ ڈونٹ
 پوری وہ صبح تک بیٹھ ہو جائے گی۔

بیٹا دھیان رکھیے گا پریشہ کا اور کچھ بھی چاہیے ہو تو بتائیے گا۔

جی انکل۔۔

اور وہ حرا کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے گئے تھے۔۔

.....

.....

انہوں نے سر کرسی کی پشت سے لگایا تھا۔

ماضی کا ہر پنہ کھلتا جا رہا تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو اپنی بیوی اور بیٹی کی عدالت میں مجرم قرار پائے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ر باب جو دلاور شاہ کی پہلی اور آخری محبت تھی۔ انج وہ ان سے اتنی دور ہو گئی تھیں کہ وہ چاہ کر بھی کچھ نا کر سکتے تھے۔

انہیوں نے بے بسی سے اپنی آنکھیں موندیں۔

اوہو رباب کیا ڈھونڈ رہی ہو پچھلے اک گھنٹے سے۔

شاہ وہ یہ دیکھیں نا اک پائل پاؤں میں ہے اور دوسرے پاؤں میں سے پائل نا جانے

کہاں چلی گی ہے۔

تتلی یہی کہی ہوگی اس میں ایسا کون سا طوفان آگیا۔

کیا مطلب ہے شاہ وہ اپ کی طرف سے دیا ہوا پہلا محبت بھڑا تحفہ تھا۔ اور وہ رو دینے کو تھی۔

ارے ارے میری تتلی میں ایسی ہی پائل اور دلا دوں گا۔ نہیں شاہ مجھے وہی چاہیے۔ وہی ڈھونڈنی ہے مجھے۔

ہٹیں اپ یہاں سے میں خود ہی ڈھونڈ لوں گی۔ اور شاہ رباب کے بچپنے پر مسکرا دیئے تھے۔

انہوں نے کوٹ کی جیب سے وہ پائل نکالی تھی۔ اور اسے اپنی مٹھی میں دبایا تھا۔

ارے واو شاہ اپ کو یہ پائل کہاں سے ملی میں نے تو پورا گھر چھان مارا تھا۔ بس دیکھ لیں مل ہی گی ہمیں۔ ادھر دیں مجھے وہ کسی بچے کی طرح لپکی تھیں۔ نانا جیسے ملی یہ اب اس کی ہوئی۔ یہ کیا بات ہوئی شاہ اپ لڑکی ہیں جو پائل پہنیں گے۔ بس یہی سمجھ لیں اور رباب شاہ کے پیچھے پیچھے بھاگی تھی پائل لینے کے لیے لیکن وہ بھی شاہ تھے کب ہا تھا انا تھا انہوں نے۔۔ جائیں میں بھی نہیں بولتی اپ سے۔۔

رباب---

نہیں رباب ناراض نہیں ہو۔۔

یہ لو اپنی پائل بس ادھر اجاؤ میرے پاس رباب اور پورا کمران کی آواز سے گونجا
تھا۔ رباب مجھ سے ناراض نہیں ہو اور وہ دیوانوں کی طرح رو رہے تھے۔

رباب اپنے شاہ سے خفامت ہو رباب---

دلاور کسی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور شبانہ ان کے پاس زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ وہ چلی گی وہ اپنے شاہ سے ناراض ہو کر چلی
گی۔

ارے مرنا تو مجھے چاہیے تھا۔ پلٹ کر خبر تک نالی اس کی کہ وہ اکیلی کس حال میں ہو
گی۔ کتنا بے غیرت شخص ہوں میں اپنی بیوی اور اپنی معصوم سی بیٹی کو دنیا والوں کے
رحم و کرم پر بے سہارا چھوڑ آیا۔

ارے میں تو صبح نفرت کا حقدار ہوں میری پھول سی بیٹی مجھ سے نفرت کرتی کیا میں
انسان ہوں۔

نا میں اک اچھا شوہر بن سکا اور ناک باپ کی ذمہ داری پوری کر سکا۔ ارے میں تو
 ز مہداریوں سے بھاگا ہوا شخص ہوں۔ میں تو مجرم ہوں اپنی بیٹی کا۔ نہیں دلا اور ایسے
 مت کہیں۔ سنبھالیں خود کو۔

نہیں میں تو سزا کا حقدار ہوں مجھے تو سزا ملنی چاہیے۔ اور میری بیٹی اپنے باپ کے لیے
 سزا منتخب کرے گی۔ کیونکہ اس کی نظر میں میں خود کیلئے نفرت برداشت نہیں
 کر سکتا۔

نہیں دلا اور ایسے مت بولیں وہ تو اپنی بیٹی ہے وہ اپنے باپ کیلئے سزا منتخب نہیں کرے گی
 بلکہ اپنے باپ کیلئے نفرت کو ختم کرے گی دیکھیے گا دلا اور۔ کاش کہ ایسا ہوشبانہ ورنہ مجھ
 سے بد نصیب شخص اس دنیا میں دوسرا کوئی نا ہوگا۔ اور آج دلا اور شاہ اپنی بے بسی پر ماتم
 کر رہے تھے۔۔۔

ہو گئے خوش چوہدری ولی شاہ صاحب تسی۔

کر لی اونچی ناک تسی اپنی پھیکسی شان دے پیچھے۔ ہو گیا سکون۔

اک بیٹی دے دل وچ اس دے باپ لئی نفرت پیدا کرنے لی سب توو ڈاہا تھ تہا ڈا
ھے۔ اج تسی کنیاں زندگیاں تباہ کیتیاں۔ ذرا سوچنا ضرور۔

کیونکہ رباب تے بل بسی اس دنیا توں۔ جس دے سر تو تسی اس دے سہاگ داسا یہ چھینا
سی۔ ہن سوچو کہ پریشہ دے سر تو اس دے باہ داسا یہ کیدھاں چھینوں گے تسی۔
بس کر جا چو ہدرا ئن بس کر جا۔

NEW ERA MAGAZINE
ناچو ہدری صاحب نا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ کمندے انا نامکافات عمل اوہ تے بہت پہلے ہی دہرایا جا چکا سی۔ جب تہا ڈی اپنی
چھوٹی بیٹی طلاق دا قلسق لے کے اس گھر وچ ای سی۔ ساڈی بیٹی بیٹو اس دی واحد اولاد
اس تو چھین لئی گئی سی تے اوہ انا صدمہ برداشت ہی نا کر پائی تے سانوں چھڈ کے چل
بسی سی۔ اوہ مکافات عمل ہی سی۔ تسی رباب نال برا کیتا جس دا انجام سانوں سب نوں
بھگتنا بیٹا۔ ہن وی وقت ھے چو ہدری صاحب اس اوپر بیٹھی ہوئی رب دی ذات تو
ڈرو۔ انا نا ہوئے تہانوں اس عمرے ہو ر خمیا زہ بھگتنا پڑے۔۔ اور وہ اپنی سناتیں چل دی

تھیں۔

چوہدری صاحب کی آنکھوں سے ندامت کے انسو بہہ رہے تھے۔ لیکن وقت گزر چکا تھا۔ وہ چاہ کر بھی سب ٹھیک نہیں کر سکتے تھے کیونکہ یہ ان کے ہاتھ میں تھا ہی نہیں۔ وقت نے ان کے منہ پہ اک ایسا تماچا مارا تھا کہ وہ لڑکھڑا کر گر گئے تھے۔ کل تک جوان کے سامنے اونچی زبان میں بات تک نا کرتے تھے۔ آج وہی اپنے انہیں ان کی ہوئی غلطیاں گنارہیے تھے۔ کہ وہ چاہ کر بھی بول ناپائے تھے۔ کیونکہ سب کے قصور وار وہی تھے۔۔۔

دیر رات پری کی آنکھ کھلی تھی۔ پانی اس کے لب ہلے تھے پاس بیٹھی سویرا نے پری کو سہارا دے کر اٹھایا تھا۔ اور تکیہ ٹھیک کر کے بیڈ سے ٹیک لگوائی تھی۔ اور اپنے ہاتھوں سے پری کو پانی پلایا تھا۔

کیسی طبیعت ہے پریشہ۔۔

سویرانے بہت پیار بھرے انداز میں کہا تھا۔

کچھ بہتر ہے۔ اپ یہاں اور حرا کہاں ہے۔

ریلکس پریشہ۔

حناکے ایگزامز ہونے والے ہیں تو حرا سے گائیڈ کر رہی تھی۔ تو اپ اکیلی تھیں میں

نے سوچا کہ آپکے پاس اجاؤں۔

رکیں میں آپ کے کچھ کھانے کے لیے لاتی ہوں آپ نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔

نہی مجھے بھوک نہیں ہے فکر نہیں کریں اپ۔

پریشہ غصہ جس پر ہو اس پر اتار اجائے تو اچھی بات ہے۔ کھانے پر سے کیا ناراضگی اور وہ

پریشہ کا گال پیار سے کھینچتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں تھیں۔

جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر او۔ اچھے بچوں کی طرح ای سمجھ وہ یہ کہتے کچن میں آئیں

تھیں۔ جہاں حرا اور حنا چائے بنانے اور باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ ارے ارے

تم دونوں کا دھیان کدھر ہے ابھی چائے کیتلی سے باہر اجانی تھی۔

اوہو بوجو ہمارا دھیان ہی نہیں گیا۔ دھیان بھی کیسے جائے دونوں گپوں میں جو مصروف

تھیں۔ ہاہا اور وہ سب ہنسی تھیں۔ بچوں لندن کی وادیوں میں میں کھو گئی تھی۔ میں حنا لندن میں وادیاں کہاں سے اگئیں۔ وہ تو ہمارے نار ان کاغان میں ہے۔ اف ہو بچو کوئی حال نہیں اپکا مجھے خوش مت ہونے دینا۔

ہاہا ہا ہا ہا حنا کی بات پر مسکرائی تھی۔ حنا تمہاری حرکتیں اور باتیں بھی بالکل صائم جیسی ہیں۔۔

اسکی کمی مجھے بالکل فیل نہیں ہو رہی تمہارے ہوتے ہوئے۔

ہیں یہ صائم کون۔ وہ صائم ابھی حرانے لب کھولے ہی تھے کہ سویرا کھانے کی ٹرے سجائے پاس ای تھی۔ پریشہ کے لیے کھانا لے کے جا رہی ہوں تم دونوں چلو گی ساتھ تو دل بہل جائے گا اسکا۔ ارے یار حرانے ماتھا پیٹ تھا۔ باتوں باتوں میں تو بھول ہی گئی پری کو ہوش آگیا۔ جی ہاں آگیا اور وہ کافیں متر بھی ہے اب چلیں یا یہی رہنا ہے۔ چلو چلو گاڑ اور وہ تینوں کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔۔

کیسی طبیعت ہے پری۔۔۔۔ حرانے مندی سے پری کی جانب بڑھی تھی۔

ٹھیک ہوں یار مجھے کیا ہونا ہے۔

اللہ نا کرے پریشہ اپا پ کو کچھ ہو۔۔ وہ پری کے پاس ای تھی۔

چلو ہٹو پیچھے حنا۔

پریشہ چلو شباش کھانا کھا لو پہلے۔۔

نہیں دل نہیں ہے۔۔

ایسے کیسے دل نہی ہے لائیں میں اپنے ہاتھوں سے اپنی کو کھانا کھلاتی ہوں اور حنا نے نوالہ

بنا کر پری کے منہ کے پاس کیا تھا۔ پری کو ناچاہتے ہوئے بھی کھانا پڑا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علی ہمت نہیں ہو رہی اس شخص کے روبرو ہونے کی۔

کیوں پری ایسے کیوں کہہ رہی ہو یا۔ تمہیں ہمت کرنی پڑے گی۔ علی ایسے لگتا ہمت

نہیں رہی مجھ میں۔

نہیں تو میں اپنی پری کو جانتا ہوں بہت ہمت ہے بہت بہادر ہے میری پری۔

پتا نہیں علی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔

زیادہ فکر مت کرو پری۔ بس اللہ پر چھوڑ دو انشاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔

ہاں یار۔ تب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

اچھا علی میں تم سے پھر بات کرتی ہوں دروازے پرھے شاید کوئی۔

اوکے بی ٹیک کئیراف پور سیلف۔۔۔

یوٹو بائے۔

اجائیں۔۔۔۔

تب ہی دروازہ کھلا تھا۔ شبانہ انٹی کو اندر اتے دیکھ کر پری نے منہ موڑ لیا تھا۔

پریشہ بیٹا میں اپ کیلئے جو س لائی ہوں پی لیں۔۔

مجھے نہیں پینا جو س آپ واپس لے جائیں۔۔

اور ہاں اگر مجھے کچھ بھی چاہیے ہوگا تو میں خود لے لوں گی۔ اپ کو میری فکر کرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

اور انہیں پری کی بات نے افسردہ کر دیا تھا۔

پر بیٹا میں اپ کی فکر نہیں کروں ہی تو اور کون کرے گا بیٹی ہیں اپ میری۔

جی نہیں وہ غصے سے پلٹی تھی۔

میں اپ کی بیٹی نہیں رباب کی بیٹی ہوں۔ اپ سے اور اپ کے شوہر سے میرا کوئی رشتہ کوئی واسطہ نہیں۔

اور وہ پریشہ کی نظروں میں نفرت دیکھ کر سہم گی تھیں۔

جانتی ہوں بیٹا کہ اپ مجھے اپنا کچھ نہیں سمجھتیں لیکن حقیقت یہ ہی ہے کہ میں اپ کی ماں کے رتبے پر فائز ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپ مجھے اپنی ماں مت سمجھیں۔ لیکن اپ میری بیٹی ہو اور اپ کی میری زمہداریوں ہو۔

جسٹ سٹاپ اٹ۔

Enough is enough...

اپ پلیز یہاں سے چلی جائیں۔

اور وہ خاموشی سے کمرے سے چلیں گئیں تھی۔ ان کی آنکھوں میں آنسو روا تھیں۔۔

اے میرے خدا میں کس کش مکش میں پرگی ہوں۔ یا خدا میری مدد فرما میں بہت بے بس ہوں۔۔۔ شام ہونے کو تھی۔ پری کا کمرے میں بیٹھے بیٹھے دم گٹھنے لگا تو وہ باہر لان میں آگئی تھی۔ کھلی فضا میں آکر اس نے سکون کی سانس لی تھی۔

اس نے آسمان کی جانب دیکھا۔ جہاں پرندے لمبی اڑان بھرے اپنے گوشے کی طرف روا تھے۔

تب صی پری کی نظر مالی پرگی تھی۔ جس کی بیٹی نے اس کی پگڑی اپنے دل سے لگائی تھی۔ اور اب وہ اپنی چھوٹی سی بیٹی کو کندھوں پر اٹھائے گھر کے بیرونی گیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔

پری کی آنکھیں یہ منظر دیکھ کر نم ہوئی تھیں۔ اک حسرت سی تھی اس کے دل میں۔۔۔ پریشہ بیٹا۔۔۔ اک مردانہ آواز پر وہ پلٹی تھی۔

اس شخص کو اک بار پھر اپنے سامنے دیکھ کر پری کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

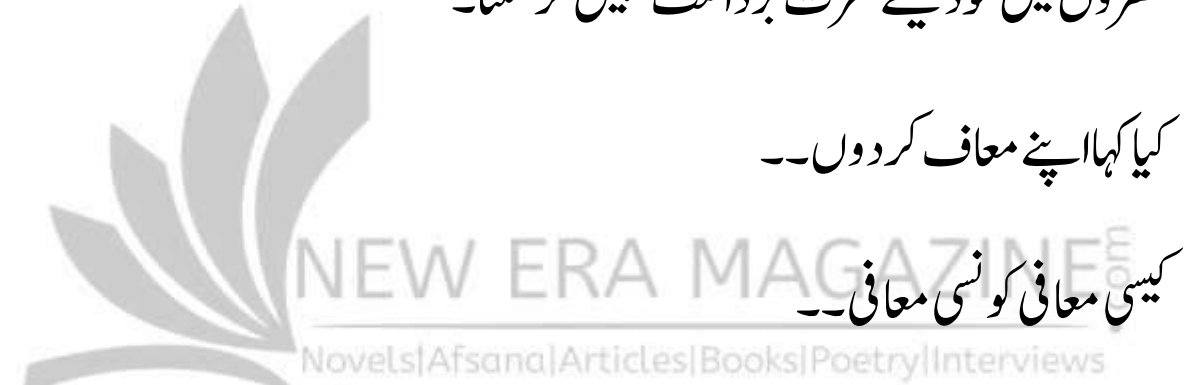
جی چاہا تھا وہ بھی بچوں کی طرح سے ضد کرے اپنے باپ سے لیکن یہ شاید ممکن ہی نا تھا۔۔۔

پری نے خود کو سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔۔

میں جانتا ہوں بیٹا۔ کہ بہت شکایات ہیں میری بیٹی کو مجھ سے۔ اور کیوں ناہوں قابل نفرت ہوں بیٹا۔ جو اک اچھا باپ نہیں بن سکا۔۔

مجھے پتہ ہے میرا جرم بہت بڑا ہے پر مجھے معاف کر دو پریشہ بیٹا۔ میں اپنی بیٹی کی نظروں میں خود کیلئے نفرت برداشت نہیں کر سکتا۔

کیا کہا اپنے معاف کر دوں۔۔



انج اپ مجھ سے کس قسم کی معافی کی امید کرتے ہیں۔

اک اچھے باپ تو دور کی بات اپ تو اک اچھے شوہر بھی نا بن پائے۔ چوہدری دلاور شاہ۔۔

میری ماں اپ کی وجہ سے ہمیں اس دنیا میں تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔

اپ نے بھی تو میری ماں کو تنہا چھوڑا تھا۔

کیا یہی محبت تھی اپکی۔ بولیں دلاور شاہ صاحب کہاں گئیں اپکی وفاداری کی جھوٹی

قسمیں۔

جواب دیں کیوں اج اپ اپنی بیٹی کے سامنے نظریں جھکائیں سر کو نیچے کیے کھڑے
ہیں۔ بولیں میری ماں کا کیا قصور تھا جو بھری دنیا میں لاوارثوں کی طرح چھوڑ
ائے۔ تین سال کی بیٹی کو کس کے اسرے چھوڑ کر آئے تھے۔

اپ تب کہاں تھے جب مجھے میرے باپ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ تب کہاں
تھے اپ جب پیرنٹس ڈے پر سب بچے اپنے ماما بابا کے ساتھ سکول اتے تھے اور میں
انہیں دیکھ کر اپنی ماما سے اکھی سوال کرتی تھی کہ میرے بابا کہاں ہیں ماما۔ اور مجھے
کبھی کوئی جواب ناملا تھا۔۔۔ باپ کے ہوتے ہوئے میں یتیموں جیسی زندگی گزاری۔
ایسا کیا ہو گیا تھا کہ اپکا دل پتھر ہو گیا اور پلٹ کر بھی اپنی بیوی اور بیٹی کی خبر نالی کہ وہ
زندہ ہے یا مر گئیں۔

اج وہ شخص کتنا بے بس اور لاچار دکھ رہا تھا ٹوٹا ہوا ہار ہوا۔

اج مجھے اپکی بے بسی دیکھ کر افسوس ہو رہا ہے۔ لیکن اج اپ خالی ہاتھ رہ گئے ہیں اج
اپ نے سب کچھ کھو دیا سب کچھ۔

پری چلتی ہوئی اماں جی کے پاس اکر بیٹھ گی تھی۔

میں صدقے میرے پترتے اور انہوں نے پری کو گلے سے لگایا تھا۔

اماں جی آج کوئی خاص دن ہے کیا۔ وہ حیرانگی سے تائی امی کو دیکھ رہی تھی۔ جو نوکروں کو کام سمجھا رہی تھیں۔

ہاں پتر سویرا پتر دے سسرال والے ارہے شادی دی تاریخ رکھن۔

سہی پری نے کہا تھا۔

پتر آج شام نوار ہے بہودے پیکے سے لوگ۔

جی وہ میں سمجھی نہیں۔۔۔

میں سمجھاتی ہواپی۔

ارحم بھائی جو کے میرے ماموں زادھے اور سویرا بچو کے ہونے والے مجازی خدا۔ اور

رشتے میں میری امی جی کے مرحوم بھائی کے بیٹے ہیں۔۔۔

تو یار سیدھا سہی بول دیتی ماموں زادھیں اتنا بات گھومانے کی کیا ضرورت تھی۔ حرانے

کہا تھا جس پر پری بھی مسکرا دی تھی۔

یار پری یہ تو اپنے صائم سے دس قدم آگے ہے۔ ارے یار یہ صائم کون ہے۔ پری نے انکھ کے اشارے سے حرا کو بتانے سے منع کیا تھا۔۔

حنا پتر۔ ہال میں اک کڑک سی آواز گونجی تھی۔

جی دادا جی اور وہ پلٹی تھی۔۔ حرا اور پری بھی چوہدری ولی شاہ کو دیکھ کر سیدھا ہوئیں تھیں۔

پتر غازیان سے بات ہوئی کہ کب تک اربا وہ واپس۔

جی دادا جان میری کلھی بھائی سے بات ہوئی تھی

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پرسوں واپس ارہے ہیں۔۔

ٹھیک ہے پتر۔۔۔

اور اک نظر پری کو دیکھ کر وہ بنا کچھ بھی کہے وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ بنا کچھ

کہے وہ پری سے نظریں چرا گئے تھے۔

حرا کی بچی۔۔۔ پری حرا کو کمرے میں لائی تھی یار یونو دیٹ صائم کے بارے میں کسی کو

بھی نہیں پتا۔ وہ معصوم تو اس دنیا میں ہی تب آیا تھا جب وہ شخص میری ماں کو چھوڑ کر

واپس آگیا تھا میری ماں کتنا خوش تھیں کہ وہ خوشخبری سب سے پہلے انہیں سنا سکیں گی
پر سب خوش مہمی ہی رہ گئی انکی۔۔

اوہو ای ایٹم ریٹی سوری پری مجھے نہیں پتا تھا۔۔ کہ انکل کو نہیں پتا کہ انکا اک بیٹا بھی
ہے۔

انہیں کیا فرق پڑے گا یا پر میں نہیں چاہتی کہ میرا بھائی اپنے باپ سے ملے۔
وہ پٹی تھی تو اماں جی کو کھڑا دیکھ کر سر تھام کر رہ گئی تھی۔

انہوں نے کچھ کپڑے بیڈ پر رکھے تھے۔ اور خود بھی بیڈ پر ڈھے سی گئیں تھیں۔ اماں
جی پری ان کے پاس آئی تھی۔ اپ ٹھیک تو ہیں۔

میرے پتر دلاورد اک پت وا۔

میرا پوتا میرا جگر داکلڑا۔

پتر توں مینوں کیوں نہیں دسیا۔ اور وہ رو دینیں تھیں۔۔

اماں جی کیا فرق پڑتا ہے۔

فرق پسند او پتر فرق پسند اے۔ میں اپنے دلاورد نوکدی ہسدے نہیں دیکھیا۔ انہوں

اک قرب وچ مبتلا دکھیا۔

اگر وہ اتنا ہی تڑپے تھے تو وہ مڑ کر واپس کیوں نا ایسے تھے۔ پلٹ کر انہوں نے اپنی بیوی بچوں کی خبر کیوں نالی تھی کہ وہ کس حال میں ہیں۔

میں جانتی ہوں پتر میں جانتی ہوں تیرا دکھ۔ لیکن میں اپنے پتر دی کیفیت تو واقف وا۔۔۔

وہ جب شادی کر کے گھر سے گیا تھا تو میں دعائیں دیتے اپنے دل تے پتھر رکھ کر اس کو رخصت کیا تھا۔ کہ اس کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔

پر چوہدری صاحب کی آنکھوں میں تو اپنے مرحوم بھائی کو دیئے ہوئے وعدے کی پٹی چڑھی تھی۔ ان کی آنکھوں میں خون اتر اہوا تھا۔ خاندان والوں نے بھی رنج کے تھو تھو کی تھی۔ ہزاروں باتیں کی تھی۔ ان کے سر پر تو اکھی بھوت سوار تھا کہ وہ اپنی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں ختم کر دیں۔۔۔

لیکن میرے جڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے تھے لیکن غصہ کسی صورت بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

وقتی طور پر انکا غصہ ٹھنڈا ضرور پڑا تھا لیکن ختم ناہوا تھا۔۔۔

بیٹے کی جدائی نے مجھے اسپتال تک پہنچا دیا تھا دل دادورہ پڑا تھا مجھے۔ پتہ نہیں آج میں اپنے بچوں کے لیے زندہ ہوں جو اللہ نے مجھے نئی زندگی دی۔

پری نے اماں جی کی جانب دیکھا تھا۔ حرا بھی صوفے پر سر جھکائے بیٹھی اماں جی کی باتیں سن رہی تھیں۔۔۔

ڈاکٹروں نے بچنے کی امید کم بتائی تھی۔ دلاور پتر دی جدائی مجھ سے برداشت ناہور ہی سی۔ اور کیسے دلاور پتر میرے پاس واپس آیا تھا۔ تو جینے کی امنگ بھی دکھی تھی۔ پر مجھے اسپتال کے کمرے میں پڑے دیکھ کر چوہدری صاحب نے اپنے ہی بیٹے کی دکھتی رگ ہر ہاتھ رکھا تھا۔ اور پگڑی بیٹے کے قدموں میں رکھ کر شبو سے اس کا نکاح پڑھوا دیا تھا۔ اک طرف ماں زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی تو دوسری جانب باپ نے پیروں میں گر کر بیٹے کو منالیا تھا اور خاندان کی جھوٹی واہ واہی کے لیے اپنے بیٹے کے ارمانوں کو کچل ڈالا تھا۔ اس کے سارے کاغذات جلا ڈالے تھے کہ وہ کہی واپس نا جاسکے۔ اسے قسم دی گئی تھی کہ اگر تو واپس مڑ کر گیا تو تیری ماں کو اس عمر میں طلاق دے دوں گا پھر دونوں ساتھ ہی جانا پردیس۔ اور ناچاہتے ہوئے بھی میرے دلاور پتر کے پیروں میں

رشتوں کی بیڑیاں باندھ دی گئیں۔ پتر تیری نفرت نوں دیکھ کر مینوں بہت تکلیف
ہوندی۔

لیکن دلاور پتر دا قصور اناھی سی کہ اوماں کی بیمار پر سی لی وطن واپس ایاتہ اس دے اپنے
باپ نے اپنی انامیں اکرا اس کے واپسی دے سارے دروازے بند کر دیتے۔ وقت دا
تے کامھی اے گزرنا لیکن میرے پتر دی زندگی دا کڑا وقت شروع ہونیا۔
پل پل رباب تے اپنی بیٹی دی یاد وچ میں انہوں تڑپتے ہوئے دیکھا واپتر۔

میں بولیا سی انہوں کے تو واپس چلا جا کاغذات تے پھر بن جائو۔ لیکن اوہ کہنداسی کہ
میں اس عمر وچ اپنی ماں دے ماتھے تے طلاق دا قلق نہیں دیکھ سکدا۔ پتر اس وچ
دلاور دا کوئی قصور نہیں سی میرے پتر نوں معاف کر دے پتر اس نے اپنی ماں نوں
کسے دلدل دے وچ گرن تو بچا لیا لیکن اک بہت بڑی قربانی دی اپنی محبت دی قربانی اور
وہ یہ سب کہہ کر رو دیں تھیں۔ پری ان کے گلے سے جا لگی تھی۔ کیونکہ اک ماں کے
لئے اک بیٹے نے سب کچھ ہار دیا تھا۔ پتر اپنے باپ لئیے اپنے دل وچوں ہر خلعش ختم
کر دے۔ اسے تم لوگوں کو تنہا چھوڑ کرانے کی بہت بڑی سزا بھگتنی پڑی ہے وہ بھی
اکیلے تڑپ تڑپ زندگی بسر کی ہے اسنے۔۔ اور پری کی تو سمجھ میں ہی کچھ نار ہا تھا کہ وہ

اپنے باپ کو قصور وار سمجھتی رہی اور یہ جاننے کی بھی کوشش نہ کی کہ ان کی کیا مجبوری تھی جو وہ واپس نالکے۔۔۔۔

اور اماں جی کو تو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ تب ہی تائی امی کمرے میں آئیں تھیں۔ اماں جی سب مہمان اگئے ہیں آپ بھی اجائیں نیچے۔۔

اور انہوں نے اماں جی سمیت حرا اور پری کی جانب بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ سب ٹھیک تو ہے اماں جی۔

ہاں پتر سب ٹھیک ہے۔ تو ادھر کی کر رہی ہے تجھے تو مہمانوں کے پاس ہونا چاہیے۔
 جی وہ اماں جی میں اپکو بلانے آئی ہوں سب آپ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے پتر تو چل میں آتی ہوں۔

جی اچھا اماں جی۔

اچھا پریشہ تم بھی تیار ہو کر نیچے انا۔ اور مہربانی کر کے شہری کپڑے پہن کر مت انا۔

جو بھی ہو ہمارے ہاں کی بچیاں ایسے کپڑے نہیں پہنتیں۔۔ اور تہذیب سے سر

ڈھانپ کر نیچے ایسے گا خاندان کے سب بڑے افراد نیچے موجود ہوں گے۔ اور میں

نہیں چاہتی کے ایسے ویسے سوال کرے کوئی۔ جو بھی ہو بیٹی کا معاملہ ہے۔

بس کرو بہو۔ میں اچھا براسب سمجھتی ہوں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں میں زندہ ہوں ابھی۔ تم جاو نیچے اتی ہوں میں۔۔

جی اماں جی اور وہ اک نظر پریشہ کو گھور کر گئیں تھیں۔

تائی امی کا پریشہ ساتھ ایسا رویہ پری کو ہلا گیا تھا۔

پتر تو بہو کی باتوں کو دل پر نالیں اس کی زبان ہی ایسی ہے۔

تیکھی مرچی جیسی۔۔ حرانے تن کر کہا تھا۔

اور پری نے گھوڑتے ہوئے حرا کو دیکھا تھا۔

ناپتر زبان کی کڑوی ہے پر دل دی بہت چنگی ہے۔

لے پتر میں تم دونوں کے لیے جوڑے لائی تھی پہن کر نیچے اجاؤ میں دیکھتی ہوں نیچے

مہمان راہ دیکھ رہے ہونے۔

وہ اماں جی پری اماں جی کے پاس ای تھی۔

مجھے لگتا ہے کہ ہمیں نیچے نہیں انا چاہیے یہ مناسب نہیں ہوگا اور میری وجہ سے کوئی
 بھی problem ہو۔ یہ سویرا کی life کا سوال ہے۔ ناپتر ایج نہیں سوچی دا۔
 جیسے سویرا اور حنا اس گھر داحصہ ہے ویسے ہی تم بھی اس گھر دی دھی ہو۔ اور میں کچھ نا
 سنوں جلدی دونوں تیار ہو کر نیچے اؤ۔۔۔۔
 اور وہ سر ہلا کر رہ گئی تھی۔۔۔

بے بی پنک قمیض شلوار میں بالوں کو کھلا چھوڑے میک اپ سے اری چہرہ لیے وہ کسی
 پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔
 کم تو حرا بھی نہیں لگ رہی تھی۔

ارے پری بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔۔

اور تم بھی بہت اچھی لگ رہی ہو۔

ارے یہ کیا میک اپ نہیں کیا۔

نہی یار مجھے نہیں پسند۔۔

ایسے کیسے نہیں پسند اور حرا نے زبردستی گلابی رنگ کی لپ سٹک پری کے لگائی تھی۔۔

اب لگ رہی ہو بلکل پری۔۔۔۔

اور یہ لی تصویر ارے حرا۔

تصویر کس لیے۔۔۔

جی جناب تمہارے مجنوں کو سینڈ کر رہی۔

مجنوں پری چونکی تھی۔ ارے یار علی کو کی ہے سینڈ تو تمہارے عشق میں پاگل ہیں

جناب۔

کیا کیا مطلب۔۔ کیا کہا پری حرا کی بات سن کر حیران رہ گئی تھی۔

اوہ شٹ یار۔ میں بھی کچھ زیادہ ہی بول گئی۔۔

نہیں یار کچھ نہیں۔۔

پلیز حرا بات نہیں گھو مانا اب۔۔

پری یو ار سو مجھ لکی کہ تمہیں علی جیسا زندہ دل انسان دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے۔

پری حرا کی بات سن کر ہکا بکارہ گئی تھی۔

پری وہ دیوانوں کی طرح تمہیں چاہتا ہے۔ اور پتا ہے وہ تم سے جب بھی اظہار کرنے کی کوشش کرتا تھا تا تو تمہیں پریشانی میں مبتلا دیکھ کر چپ ہو جاتا تھا۔

کبھی اس کی آنکھوں میں دیکھنا کہ کتنی محبت کرتا ہے وہ دیوانہ تم سے۔۔۔

کیا یہ سب تم سے علی نے خود کہا ہے حرا۔ پری نے حیرانگی سے پوچھا تھا۔

ہاں جی جناب مجنوں کی طرح رو رہے تھے کہ پری میری ہے پری کی زندگی کا ہر درد وہ خود اپنے ہاتھوں سے چننا چاہتے۔ یہ وہ۔۔۔

اور پری کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس سے بھی اتنی محبت کر سکتا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن پری شاید وہ ہمت کر کے تمہیں بتا نہیں پایا۔۔ اور میں جانتی ہو تم نے ہمیشہ اسے

دوست کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ علی تم سے محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن تمہاری

نظروں میں محبت کو لیے نفرت اور خلعش دیکھ کر وہ چپ ہو گیا تھا۔۔ لیکن یہی سچ ہے

کہ جتنی محبت وہ تم سے کرتا ہے شاید ہی کبھی کسی سے کی ہو اسے۔ پر یار مجھے یہ سب

تمہیں نہیں بتانا چاہیے تھا۔ لیکن منہ سے نکل گیا۔ وہ خود تمہیں بتاتا تو تمہیں زیادہ

خوشی ہونی تھی۔

اور پری تو شرم سے نگاہ چراگی تھی۔ اک ہاتھ ڈائمنڈ بریسلیٹ پر گیا تھا۔ اور سماعتوں میں علی کی اک اواز ٹکرائی تھی۔

اصل ڈائمنڈ تو تم ہو جس کی وجہ سے یہ ڈائمنڈز کی ویلیو تھوڑی بڑھ گئی ہے۔ ورنہ ان کی کیا اوقات ہے میری پری کے سامنے اور اک عجیب سی خوشی ہوئی تھی پری کو شاید وہ باتوں باتوں میں یہی سمجھانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ کبھی علی کی نظروں میں دیکھ ہی ناپاتی تھی۔ اور ہمیشہ نظریں جھکا جاتی تھی۔

شاید اپنی ماں کی زندگی میں ایسی مشکلات اور کھوئی ہوئی خوشیوں کو دیکھتے ہوئے وہ علی کی کیفیت کو بھی سمجھ ناپائی تھی۔

کیا واقعی میں علی بھی مجھ سے محبت کرتا ہو گا یا یہ سب محظ باتیں ہی ہوں گئیں۔
اوہ میڈیم کہاں کھوگی۔

کہی نہیں اور وہ حرا کا فون چھینے یہ کہتی ہوئی دروازے کی طرف بھاگی تھی۔ نیچے اجاؤ ورنہ کہیں میں بے تمہاری باتیں سن کر بیہوش ہی ناہو جاؤں۔ پری کی بچی رکو میرا فون واپس کرو تمہیں سب مذاق لگ رہا یا۔

اور حراپری کے پیچھے بھاگی تھی۔ پری بنا سامنے دیکھے اپنی ہی دھن میں بھاگی تھی۔ تب
 ہی وہ سامنے چلتے اتے ہوئے اک وجود سے ٹکرائی تھی۔ اور وہ گرتے گرتے بچی تھی
 جیسے کسی ارن مین سے ٹکرائی ہو۔ دکھائی نہیں دیتا یہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے۔
 جانی پہچانی اواز سن کے پری نے نظریں اس شخص کی جانب کی تو ٹھٹھک کر رہ
 گی۔ تم۔۔ تم

وہ اس شخص کو کیسے بھول سکتی تھی جس نے پاکستان انٹر ہوتے ہی پری کی انسلٹ کی
 تھی۔ اور پری اپنی تذلیل کیسے بھول سکتی تھی۔

اور دوسری طرف بھی خوبصورت ضدی نڈر بے خوف خوبرو جوان کھڑا تھا۔ بھولا تو وہ
 بھی نا تھا پری کو۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔

وہی تو مسٹر میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم یہاں کیا کر رہے ہو پری بھی غصہ سے چلاتے
 ہوئے بولی تھی۔

حرا تو دونوں کی جانب حیرت سے دیکھ رہے تھی۔۔ کہ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔

ہاہا ہا وہ مسکرایا تھا۔ اک تو میرا گھر ہے اور میرے ہی گھر میں کھڑی ہو کر مجھ سے ہی
پوچھا جا رہا ہے کہ میں کون ہوں۔۔۔

واٹ۔۔۔

یس میم۔۔۔ ای ہوپ کان خراب نہیں ہو گئیں آپکے۔

اب میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ میرے گھر میں کیا کر رہی ہیں۔۔۔

غازیان پتر۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور وہ اماں جی کی آواز سن کر مڑا تھا۔۔۔

اماں جی اسلام علیکم وہ جھک کر اماں جی کے گلے لگا تھا۔ پری منہ کھولے حیرت سے اس
شخص کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

میری آنکھوں کا تارا میری روح داسکون اگیا تو پتر۔۔۔ جی اماں جی۔۔۔ کنا ماڑا ہو گیا۔

ہاہا کہاں ماڑا ہو گیا میں۔

بھائی آپ تو کل آنے والے تھی حنا چھپاتی ہوئی غازیان کے پاس ای تھی اور ان سے
لپٹ گی تھی۔ کیوں چھٹکی میرا انا اچھا نہیں لگا نہیں بھائی اچھا کیسے نہیں لگ سکتا آپ

میری لسٹ کے مطابق سب کچھ لے کر آئیں ہیں کہ نہیں۔

اوہ تو بھائی کاویٹ نہی ہو رہا تھا اپنی شاپنگ کاویٹ ہو رہا تھا۔ نووے بھائی ای جسٹ
کڈینگ۔

اچھا جی۔۔

حنابس بھی کرو چھوڑ دو بھائی کی جان۔۔

آسلام علیکم امی۔ اس نے سر جھکا کر سلام کیا تھا۔

پری تو سب کے چہروں کی جانب دیکھ رہی تھی۔

و علیکم اسلام بیٹا جیتے رہو۔۔

ارے بھائی سب سے ملتے رہیے گا۔۔ سب پرانے ہی ہیں گھر والے۔

اپ ادھر آئیں ان سے ملیں یہ ہیں۔ مس پریشہ دلاور شاہ۔۔

اپنے چاچو کی صاحبزادی اور رشتے میں ہماری کزن۔۔۔

غازیان اتنا تو جانتا تھا کہ چچا کی دوسری شادی ہوئی ہے۔ پران کی بیٹی بھی ہوگی یہ نیا

انکشاف ہوا تھا۔

اور پریشہ اپنی یہ مھے میرے ہینڈ سم سویٹ ڈیشنگ پر یسنیلٹی میرے اور سویرا بگو کے
بڑے بھائی۔ چوہدری غازیان شاہ۔۔

یعنی کہ آپ کے محروم تایا جان کے سپوت۔

اور پری کو حنا کے اتنے لمبے چوڑے تعارف پر خوب غصہ آیا تھا۔۔۔ لیکن وہ کچھ بولی نا
تھی۔

کیا ہوا دونوں اک دوسرے کو اتنی حیرانگی سے کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے حنا میرا بھی انٹرو کرو اور را۔ حرا بھی پاس آئی تھی۔ کیونکہ پری کو کب کہاں کس
پر غصہ اجائے یہ وہ بھی نہیں جانتی تھی۔

اوہاں حرا اپنی آپکو کیسے میں بھول سکتی ہوں۔ اور یہ ہیں۔

رکور کو میں اپنا تعارف خود کر ادیتی ہوں کیونکہ وہ جانتی تھی حنا پورالندن گھوما کے مھی
وہ حرا کا انٹرو دے گی۔

ہائے ای ایم حرا یورزکز نرپری از بیسٹس فرینڈ۔

نائس ٹومیٹ یو۔

یوٹو۔

ہیں۔۔۔۔ حنا منہ کھولے رہ گی انٹرو ہو گیا۔ جی ہو گیا منہ بند کر لو مکھی چلی جائے گی
ورنہ حرانے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

پتر ساری گلاں ایٹھے ہی کھڑے کرو گے۔ بیٹھک مہمانوں کے ساتھ بھری پڑی ہے۔
اوپتر پریشہ میں تمہیں سب سے ملواتی ہوں۔

اور وہ اماں جی کے ساتھ چل دی تھی۔ لیکن دماغ اچھا خاصہ چکرا کر رہ گیا تھا۔

سب پریشہ کو گلے سے لگا رہے تھے مل رہے تھے۔ ہر کسی کی زبان پر ماشاء اللہ تھا۔

کیونکہ وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ ہر آنکھ دیکھتی رہ جائے۔ اماں جی تو پری کی بلائیں اتار رہی
تھیں۔ کہ ان کی پوتی کو کسی کی بھی نظر نا لگے۔۔۔۔

اک بوڑھی عورت کی اواز سنائی دی تھی جسے سب چچی بول رہے تھے۔

ویسے شبانہ دی وی کی قسمت پہلے یتیمی دادکھ پھر شوہر دے پیار تو وی محروم رہی۔ تے

اللہ نے اولاد داسکھ وی نادیتا۔ تے پھر بھی مجال انا کہ اف بھی کر گی ہو پچی۔ نو کروں

کے ہوتے ہوئے بھی نو کرانیوں کی طرح کام میں جٹی رہتی ہے۔ بیچاری کا نصیب دیکھو۔ اب شوہر کی پہلی بیوی سے اولاد کی صورت میں بیٹی مل گئی۔

پر جو بھی ہو چچی اپنی اولاد ہی اپنی ہوتی۔۔۔ اور پری وہاں سے اٹھ کر باہر کی جانب ای تھی۔

شبوحہ ہوتی ہے لاغر ضسکی بھی۔۔۔ ابھی تک دسترخوان نہیں بچھائے گئے ٹائم دیکھو ذرا۔ کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔

جی بھابھی بس دو منٹ میں دسترخوان لگ جائے گا۔ اپ فکر مت کریں۔

کیسے فکرنا کروں بیٹی کی ماں ہوں سب دیکھنا پڑتا خیر تمہیں کیا پتا کہ ماں کی فکر کیا ہوتی۔

اور پری جو پانی پینے کی غرض سے کچن میں ای تھی تائی جان کا رویہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا تھا۔

ارے پریشہ بیٹا کچھ چاہیے۔

جی وہ پانی۔ پری بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

جلدی دسترخوان بچھاؤ۔ میں بھیجتی ہوں (گڈی) کام والی کو کہ ہاتھ بٹادے تمہارا۔

ججی بھابھی۔ اور وہ رعب دارانہ انداز میں وہاں سے چلی گئیں تھیں۔ جیسے ان کی نظر میں سب انکے غلام ہوں۔

پری پانی پیتی ہونے مسلسل ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔ جہاں بلا کی معصومیت جھلک رہی تھی۔

پری کو خود کی جانب دیکھتے ہوئے وہ ٹھٹھکی تھیں۔

پریشہ بیٹا کچھ اور چاہیے۔۔

وہ بہت ہی پیار بھرے انداز میں بولیں تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ججی نہیں۔۔

وہ لائیں میں اپکی ہیلپ کر دوں ارے نہیں بیٹا بس سب ہو گیا ہے۔

سب ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا پسند نہیں کرتے اسلیے لاونج میں دسترخوان بچھانا ہے وہ میں کر لوں گی۔۔

نہی اپ اکیلے کیسے کریں گی۔

لو بیٹا کون سا مشکل کام ہے۔ کام والی بھی ساتھ مدد کروار ہی تھیں لیکن بیٹھک میں

مہمانوں کو کسی چیز کی ضرورت ناہو اسلیے سب وہاں ہے۔

اپ بھی جائیں سب کے ساتھ انجوائے کریں۔

لیکن وہ بھی پری تھی کب مانتی تھی کسی کی شبانہ کے نانا کہتے بھی دسترخوان بچھوا کر کھانا

لگایا تھا ساتھ میں۔ ناجانے کیوں اج سے خود پر بہت غصہ آیا تھا جو اسنے اپنے بابا کا غصہ

بھی ان پر اتارا تھا۔ پری کو اپنے رویہ پر بہت شرمندگی ہوئی تھی۔ جس کے لیے وہ

اپنے رویے کی وجہ سے ان سے معافی مانگنے ہی والی تھی کہ سب لوگ ہال کی جانب

ارہے تھے۔ تو وہ چپ سی ہو گئی تھی۔

شکر یہ پریشہ بیٹا شبانہ پری کا گال تھپتھپاتے ہوئے مہمانوں کی طرف بڑھی

تھیں۔۔۔۔

مبارک ہو سویرا اچکو۔ اللہ پاک بہت سیس خوشیاں دے اچکو۔

دو ہفتہ بعد کی تاریخ رکھی گی تھی شادی کی سب گھر والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔

دلاور شاہ پر نظر پڑتے ہی پری اپنی نظریں جھکا گی تھی۔ چاہے جو بھی تھا ان کا نہیں تو گھر

والوں کا ہی قصور سہی۔ لیکن اک باپ بیٹی کے رشتے میں خلش ضرور تھی۔

جسے دونوں آپس میں بات کر کے ہی دور کر سکتے تھے۔۔۔

وہ پری کے گلے میں پہنی اس تتلی تماپینڈنٹ کو دیکھ کر مسکرا دیئے تھے۔۔ جو انہوں نے رباب کو تحفے میں دیا تھا۔۔

وہ بچتے ہوئے پری کے پاس آئے تھے۔۔

پری بیٹا پ یہاں اکیلے کیوں کھڑے ہو۔۔۔

قسمت میں اگر اکیلے جینا لکھا ہے تو لاکھوں افراد کے ہجوم میں بھی انسان اکیلا ہی رہتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اجنبیت جھلک رہی تھی پری کے رویہ سے۔ جو انہیں اندر تک ہلا کر رکھ گی تھی۔۔۔۔۔

ولی شاہ بھی دور کھڑے باپ بیٹی کے رویہ کو دیکھ کر وہاں سے چلے گئے تھے کیونکہ وہ اپنے بیٹے کی عدالت میں سب سے زیادہ سزا کے حقدار تھے۔۔۔۔

اپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اکیلے معاشرے میں جینا اتنا ہے۔ اور پری کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ اپنے انسوپو نچھتے ہوئے وہ ناچاہتے ہوئے

بھی اپنے باپ کے لیے دل میں ایسی خلعت کو دور ناکر پار ہی تھی۔ یہ جانتے بوجھتے بھی
کہ وہ مجبور تھے۔ لیکن کیا اتنے ہی بے بس تھے وہ۔۔۔۔

اوہ میڈیم ہوش سے سامنے تو دیکھا کریں۔ وہ پھر سے اس سے ٹکراتے ہوئے بچی
تھی۔ غازیان نے اک نظر پری کہ چہرے کی جانب دیکھا تھا جہاں انسو آنکھوں سے بہہ
کر گال پر گر رہے تھے۔۔۔

اوہ اپ ٹھیک تو ہو رو کیوں رہی ہو۔۔

ایسی ایم او کے۔۔ وہ کہ کر سیڑھیاں چڑھ گئی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کو کیا ہوا میں نے ایسا کیا بول دیا جو یہ رودی غازیان خود سے ہم کلام ہوا۔۔

اوہ مائی گاڈ اتنی کالز پری نے موبائل پکڑا تھا علی کی اتنی کالز دیکھ کر سٹپٹا کر رہ گئی
تھی۔۔۔۔

یا اللہ سب ٹھیک ہو فکری کے عالم میں پری نے بیک کال کی تھی علی کو۔

ہیلو کہاں تھی کال کیوں ریسبو نہیں کر رہی تھی۔۔۔۔

اور اکھی بار میں وہ اتنے سوال کر گیا تھا۔۔

علی سوری فون کمرے میں تھا۔ سب ٹھیک توھے نا۔

ہائے کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

کیوں کیا ہوھے علی۔۔۔ گھبرائی تھی۔۔۔

جب سے پریشہ جی کو پری کے روپ میں نہیں نہیں پنک پری کے روپ میں دیکھا

ہے۔ دل اچھل کر باہر ہی اگیا ہے۔

اگ ہو علی حد ہوتی ہے میں تو ڈر ہی گی تھی کہ ناکانے کیا بات ہوگی۔

تو کیا یہ چھوٹی بات ہے پری جی کی نظر میں اک بندہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اور پری علی

کی بات پر شرماسی گی تھی۔

لیکن خود کو سنبھالتے ہوئے اور علی کی فیلنگز سے انجان بنتے ہوئے وہ علی کو اور تپانے کی

موڈ میں تھی۔

ہلاک کا تو پتا نہیں لیکن تمہاری ڈرامہ بازیاں دیکھتے ہوئے میں ہلاک کرنے کے بارے

میں ضرور سوچ سکتی ہوں۔

ارے نہیں یہ غضب مت کرنا پری ورنہ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔

ہاں کبھی چھوڑنا بھی مت ورنہ میں تمہاری جان خود اپنے ہاتھوں سے لے لوں گی یہ کہتے ہی پری نے فون بند کر دیا تھا۔

علی بھی پری کی بات سن کر حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔ لیکن کہی نا کہی کچھ سکون بھی ہوا تھا یہ سن کر اسے۔۔۔

پری کو اک عجیب سی خوشی کا احساس ہوا تھا۔ لیکن وہ اک دم سہم بھی گئی تھی۔ کہ کہیں ماضی کی رباب کہ ساتھ جو سب ہوا اسکے ساتھ بھی ویسا نا ہو۔۔۔۔۔ اور اسکا دل دہل کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novel | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
اج صبح سے ہی بادل چھائے ہوئے تھے۔ حر اور حنا نے گھومنے کا پلین بنایا تھا۔ لیکن بڑا مسئلہ گھر والوں سے اجازت لینے کا تھا۔ اور یہ حنا کہ بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

سویرا بیٹا ڈیرے پر جانے کی کیا ضرورت ہے تم اچھے سے جانتی ہونا کہ بچی کہ دن رکھ دیئے جائیں تو وہ گھر سے باہر تک نہیں نکلتی اور یہ کیسی ضد ہوئی بھلا۔۔

اوہو امی جی یہ سب پرانی باتیں ہیں اور ہم سب ڈرائیور کے ساتھ جائیں گی اور تھوڑی دیر گھوم پھر کر جائیں گی حنا بھی ضدی تھی کہاں مانتی تھی کسی کی بھی بات۔

میں یہی ہوں۔

ٹھیک ہے غلامو چچا۔۔۔ فکر نہیں کریں۔۔۔

نانے بارعب اواز میں کہا تھا۔ مطلب فکر کرنا لازم تھا اب کیونہ اس کی حرکتیں ہی

ویسی تھیں۔۔۔۔۔

ہر الٹا کام کرے گی ہی کرے گی۔۔۔ نانا کرتے بھی۔۔۔۔۔

وہ سب موسم سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔ باغ میں کینوں کے درخت تھے ہر قسم کے پھل لگے ہوئے تھے اور وہ دونوں یہ پہلی بار دیکھ رہی تھیں کہ پھل درختوں سے لگے کتنے پیارے لگ رہے تھے۔۔۔۔۔

تب ہی باغ کے اک طرف اصطلبل بنا ہوا دکھا تھا پری کو۔ حنا وہ کیا ہے۔

ارے پریشہ اپاغازیان بھائی کے شوق ہیں۔ انیس میں دکھاتی ہوں اپکو انکے

گھوڑے۔ بھائی کو گھڑ سواری کا بہت شوق ہے۔ اور یہ وائٹی مطلب سفید گھوڑا بھائی کا

فیورٹ گھوڑا ہے اور جہ بھائی کی ہی بات مانتا ہے صرف۔۔۔

ارے حنا بات سنو میری اور سویرا کی پک بنانا جی ائی حرا اپنی۔۔۔

اور وہ گھوڑوں کو دکھ کر باہر نکلی ہی تھی کہ سفید گھوڑے کو غڑاتے ہوئے اپنے پیچھے دیکھ کر وہ چلائی تھی۔ اور وہاں سے بھاگی تھی۔ باقی تینوں بھی گھوڑے کو دیکھ کر ڈری تھیں۔ حنا کسی ملازم کو اوازیں دیتی ہوئی بھاگی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ غازیان بھائی کا اڑیل گھوڑا ہے اور انکی ہی بات مانتا ہے۔

پری اندھا وار بھاگ رہی تھی کہ وہ اسے گھوڑے سے بچ سکے۔

بھاگتے ہوئے وہ سامنے بھاری بھر کم وجود سے ٹکرائی تھی مجھے بچا وہ گھوڑا میرے پیچھے ہے وہ بچوں کی طرح انکھیں موندیں بولی تھی۔ کہ وہ اس بات سے بالکل انجان تھی کہ وہ کس وجود سے لپٹی ہے۔

کچھ نہیں ہوگا۔ ریلیکس جانی پہچانی اواز سن کے جیسے ری ہوش میں آئی ہو سامنے وہی شخص موجود تھا۔ پری سر تھام کر رہ گئی تھی۔ اور اک ہاتھ میں اس کے گھوڑے کی غلام تھی۔

پری کے بالکل پیچھے گھوڑا دیکھ کر وہ چلائی تھی۔ لیکن وہ گھوڑا غازیان کے پیروں سے لپٹ رہا تھا۔ میں نے کہا نا کہ کچھ نہیں کہے گا اپکو۔ ویسے بھی گھوڑے گھاس کھاتے ہیں انسان نہیں اور پری غازیان کو گھورتی ہوئی وہاں سے ہٹی تھی۔ وہ تینوں بھی غلامو

کے ساتھ وہاں انہیں تھیں۔ پری تم ٹھیک ہونا وہ پری کی طرف بڑھی تھیں۔
 اوہ غازیان بھائی شکرھے اپ گئے ورنہ اپکا گھوڑا ہماری پیاری پریشہ کے پیچھے پڑ گیا
 تھا۔۔

اور وہ حنا کی بات پر ہنسی تھیں لیکن پری کو خود کی بیوقوفی پر غصہ اراہا تھا۔
 تم۔ سب ہماں کیا کر رہی ہو۔ وہ بھائی ہم تو موسم انجوائے کرنے ائے تھے۔
 ہوں موسم انجوائے تو گھر جا کر نکلے گا تم لوگوں کا چلو واپس گھر۔ کیا بھائی بارش ہو رہی
 ہے تھوڑی اور تیز ہو جانے دیں کچھ اور دیر پلیز۔۔
 نہیں بولا مطلب نہیں۔ اور غازیان نے اک نگاہ پری کی جانب دیکھا تھا۔ جواب بھی
 ڈری سہمی کھڑی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے اگر کچھ اور دیر رکننا ہے کیوں نا گھڑ سواری ہو جائے پھر۔
 ننن نہیں مجھے ابھی گھر جانا ہے اسی وقت۔ پری سہم کے بولی تھی۔ جس پر وہ مسکرا دیا
 تھا۔ باقی سب بھی پری کی کیفیت دیکھ کر ہنس دیئے تھے۔۔۔۔
 پری نے گھور کر اک نظر حرا اور غازیان کی جانب دیکھا تھا۔

جہاں غازیان کی شکل پر صاف لکھا تھا کہ وہ جان بوجھ کر پری کو ستارہاھے۔۔۔۔۔
 واپسی میں گاڑی تک اتے اتے سب تقریباً بارش میں بھگتے بھگتے بچے تھے۔
 اف کتنا مزے کا موسم ہے یار حنا چہچہائی تھی۔ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے بھی اسے سکون
 کہاں تھا۔

پیچھے گردن کیے اچھل اچھل بچپن کے قصے بیان کر رہی تھی۔ اور کوئی تھا جو بیک مرر
 سے اس لڑکی کو اک نظر دیکھ لیتا۔ جو سب سے بیگانہ شیشے سے باہر نا جانے کس کو
 کھوجتی نگاہوں سے تلاش کر رہی تھی۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 گاڑی کی بریک لگتے ہی پری جیسے ہوش میں آئی ہو۔۔
 ہم اتنی جلدی پہنچ گئے بھائی۔

نہیں تو تم لندن سے ٹریول کر رہی تھی جو صبح پہنچتی۔ حرا نے حنا کو جواب دیا تھا۔ جس پر
 پری بھی مسکرا دی تھی۔ اور غازیان نے اک جھلک پری کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں ماں
 اس کے دل نے اک بیٹ مس کی تھی۔ تو یہ مغرور ہنستی بھی ہے۔ اسنے دل میں سوچا
 تھا۔

وہ گھر میں داخل ہوئے ہی تھے کہ اک واویلا سا اٹھا ہوا تھا کہ بڑی پھوپھو کراچی سے
 ارہی ہیں اپنے بچوں سمیت سویرا کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنے کیلئے۔
 اماں جی کیا گھر کے تمام افراد ان کے استقبال کے لیے تیاریوں میں مصروف تھے۔
 لوجی اماں نوار پڑھ کھل گیا۔۔

آرہی ہے فسادن پھوپھی وداپنی تین نک چڑھی بیٹیوں اور اکلوتے سرکاری افسر
 صاحبزادے کے ساتھ۔ اور ہاں اک عدد بیچارے ماڑے پھوپھا جی بھی۔ مجھے تو یاد ہی نا
 تھا کہ وہ بھی زندہ ہیں۔ حنا نے ہمیشہ کی طرح اپنی فلاسنفی جھاڑی تھی۔۔۔۔۔
 تم تو چپ کر جایا کرو حنا۔ سویرا نے ڈانٹا تھا حنا کو۔۔۔

ارے بچو پریشہ اپا کو بتا رہی ہوں بلکہ وارن کر رہی ہوں کہ بچ کر رہیے گا ان چڑیلوں
 سے۔

چڑیلیں۔۔۔ کیا پری نے حیرانگی سے کہا تھا۔

ارے یار پریشہ تمہیں پتا تو ہے اس پاگل کا ایسے ہی اپنی دھن میں راگ الاپتہ رہتی
 ہے۔ سویرا نے بات سنبھالی تھی۔

اوہ ٹھیک۔

ارے بچو کیا ہو گیا ہے پورے بھسکے ہوئے ہو چلو جلدی سے فریش ہو کر آؤ۔ میں کھانا لگاتی ہوں۔ شبانہ انٹی نے نہایت پیار بھرے انداز میں کہا تھا۔ یس انٹی بہت بھوک لگی ہے۔ حرانے کہا تھا۔

اسیے بول رہی ہو بچو جلدی فریش ہو کر آؤ۔۔

جی وہ کہتے روم کی طرف بڑھی تھیں۔

ارے غازیان بیٹا کہاں رہ گئے تھے۔ جی چچی جان وہ اک ضروری کال آگئی تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خیریت تھی۔

ہاں بیٹا سلمیٰ اپا کل ارہی ہیں۔ تو ان کا کافی اسرار ہے کہ تم انہیں ایئر پورٹ پر ریسیدو کرنے جاؤ شہر سے۔

لیکن میں ڈرائیور بچھوادوں گا۔

بیٹا تم۔ تو جانتے ہو سلمیٰ اپا کو انکی ضد کو اور اباجی نے بھی انہیں ہامی بھری ہے کہ تم ہی ریسیدو کرو گے انہیں۔

جی ٹھیک چچی جان میں چلا جاؤں گا لینے۔۔۔

خوش رہو بیٹا اب شاباش جلدی سے کپڑے تبدیل کر کے نیچے او میں تب تک کھانا
لگاتی ہوں۔۔۔

پری یہ باکس اٹھائے کہاں جا رہی ہو نیچے سب انتظار کر رہے ہونے کھانے پر۔۔
تم چلو یار میں اک ضروری کام سر انجام دے اوں۔ بس اتی ہوں۔ او کے بی بی بیٹ اف
لک۔

تھینکس۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اف تمہیں کیا سامنے چلتا اتنا انسان دکھائی نہیں دیتا میڈم۔ غازیان کو سامنے اتنا نہیں دیکھ
پائی تھی وہ۔ پری سٹپٹا ہر رہ گئی تھی۔

اپکو دکھائی دیتا ہے نامسٹر تو اتنی جگہ ہے سائیڈ سے گزر جاتے۔ واٹ اٹس پائی روٹ
اف وے غازیان تپتپا گیا تھا پری کی بات سن کر۔۔۔

الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے۔۔۔ اٹس پرفیکٹ سنٹینس فار یو مس نک چڑھی۔

واٹ واٹ رہیش۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غازیان کو بھی پریشہ کوستانے میں نا جانے کیوں مزہ ا رہا تھا۔ ورنہ اس سے سنجیدہ مزاج
انسان اس گھر میں کوئی اور نا تھا۔

جسٹ گوٹو ہیل ہٹے سامنے سے پری غصہ سے بولی تھی۔۔

نہیں ہٹا تو۔۔۔۔۔

تو میں ہٹ جاتی ہوں۔۔

پری غصے سے سائیڈ سے گزر گئی تھی۔

اور غازیان اپنی ہی حرکت پر مسکرا دیا تھا۔

دروازے کی دستک پر وہ چونکے تھے۔۔ اجاؤ۔۔۔

انہوں نے مڑ کر دیکھا تھا جہاں پری کو کھڑا دیکھ وہ مسکرائے تھی۔ پریشہ بیٹا اپ ادھر

کیوں کھڑے ہو ادھر انہیں میرے پاس۔۔

پریشہ کی نظر ان کے ہاتھ کی جانب گی تھی جس میں انہوں نے ویسی ہی پائل پکڑی

تھی۔ جیسی اک اسکی ماں کے پاس تھی۔۔۔

مجھے اپ کو کچھ دینا تھا۔۔۔

میں کچھ سمجھا نہیں وہ چلتے ہوئے پری کے پاس آئے تھے۔ میری ماں مرتے ہوئے اپنی زندگی کی کچھ حسین اور تلخ یادیں مجھے سونپ گئی تھیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ یادیں اگر میرے پاس رہی تو میں اگے بڑھ نہیں پاؤں گی کیونکہ اپنی ماں جتنا ظرف میں نہیں رکھتی۔ اسلیئے اس کی یہ امنت اچکے سپرد کرنے آئی ہوں۔

فکر مت کیجیے گا

مجھے اب سے اب کو گلہ کوئی شکوہ نہیں رہا قسمت کا لکھا تھا جو میری ماں اور اسکی اولاد کو

ملا۔۔۔

اگر آپ بیٹے کے فرض کو نبھاتے بے بس اور مجبور ہو گئے تھے۔ تو میری ماں کی بھی

مرتے وقت اک وصیت تھی کہ اپنے بابا کیلئے کبھی بدگمانی مت پیدا کرنا وہ برے انسان

ناتھے۔ انہیں معاف کر دینا۔ اور آج میں اپنی ماں کا کہا پورا کر رہی ہوں۔ مجھے کوئی بھی

شکوہ نہیں ہے۔ پری کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے۔ دلاور شاہ کا بھی ویسا ہی حال

تھا۔۔۔

میں اک دو دن میں واپس لندن جا رہی ہوں۔

نہیں پریشہ بیٹا میں مر جاوں گا اپنی بیٹی کے بغیر کبھی نہیں سوچنا مجھ سے دور جانے گا۔
 بیس سال میں اپنی بیوی بچوں جی جدائی میں گھٹ گھٹ مڑا ہوں۔ اور ان میری بیٹی
 میرے پاس ہے۔ اور میں پھر بھی کتنا دور ہوں کتنا لاچار باپ ہے تمہارا۔
 نہیں کوئی بھی کسی کے بنا کہاں مڑتا ہے۔ اپ خود کو کسی بھی بوجھ تلے مت رکھے
 گا۔ مجھے اپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔۔

پلیز مجھ پر ایک احسان کر دیں گے کے مجھے اپ میت رو کیے گا پلیز۔ اور وہ بکس جو اسکی
 ماں اسے دے کر گئی تھی۔ وہ پری دلا اور شاہ کے سپرد کر کے کمرے سے نکلی تھی۔۔
 اور دلا اور شاہ مفلوج شخص کی طرح غڑائے تھے۔ بے بسی کی کیفیت میں خود کو کوس
 رہے تھے۔ جیسے کیجہ منہ کو اگیا ہوا نکال بیٹی کی جدائی اور بے رخی سے۔
 ٹھیک کہتے ہیں سب اولاد کی بے رخی انسان کو ناڈ ڈالتی ہے۔

پری کمرے میں واپس آئی تھی۔ تن سے دل جدا نہیں ہو سکتا۔ اور باپ بیٹی کا تورشہ ہی
 بہت معتبر ہوتا۔

اگر باپ تڑپ رہا تھا تو بیٹی کی بھی وہ ہی حالت تھی۔۔

ای اتم سوری مہاچٹاہ کر بھی دل سے ان کے لیے نفرت نہیں جا پائی۔ اگر میں یہاں رہتی تو اور ٹوٹ جاتی اس لیے مجھے یہاں سے دور جانا ہے مہا سوری اپنی پری کا دل اپ جتنا بڑا نہیں ہے۔۔ وہ خود سے ہم کلام ہوئی تھی۔۔۔

دروازے پر دستک ہوئی تو وہ انسوپو نچھتے اٹھی تھی۔۔

پریشہ بیٹا سب نیچے اپکا انتظار کر رہیں ہیں کھانے پر۔۔

اور شبانہ انٹی کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔

یہ اتنا اندھیرا کیوں ہے۔ انہوں نے لائٹس ان کی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پریشہ اپ رو رہی تھی۔ وہ فکر مندانہ انداز میں پری کے پاس آئیں تھیں۔ سن نہی تو۔۔

بیٹا ماں سے بھی جھوٹ۔ تو میں بتا دوں اپ چھپا نہی سکتی اک ماں سے کچھ بھی۔

اور پری نے شبانہ انٹی کی جٹانب دیکھا تھا۔ ان سب میں انکا کیا قصور تھا جو پری نے

انہیں اتنا برا بھلا سنا یا تھا۔۔

کیا بات ہے بیٹا۔۔۔

جی کچھ نہیں۔

میں جانتی ہوں بیٹا کہ بہت گلے ہیں آپکو مجھ سمیت باقی سب سے بھی۔ لیکن بیٹا خدا
گواہ ہے کہ میں نے کبھی رباب اور دلاور کی محبت میں خود کو آنے نہیں دیا۔
میرے بس میں ہوتا تو میں دلاور کو رباب سے کبھی الگ نہ کرتی۔ پربڑوں کے فیصلوں
نے سب تباہ کر دیا۔

میں دلاور کی بیوی تو بن گئی پریشہ پر کبھی نا بہوی کا حق جتایا اور نا کبھی دلاور نے مجھے بیوی
کے روپ میں اپنایا۔۔۔ اور نا مجھ میں ہی کبھی ہمت ای جو اپنے حصے کی محبت مانگ
سکوں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

محبت تو میں نے بھی دلاور سے کی تھی پر دلاور کے دل میں آج بھی رباب کی بستی
ہے۔ اور مجھے ان سے کبھی کوئی گلہ رہا نہیں۔ اولاد کی محرومی نے مجھے ماڑ ڈالا ہے کہی نا
کہی۔ پر جب تم اس گھر میں آئی تو خدا کے حضور سجدے میں گر گئی کہ اس نے اک
پھول میرے دل سے نیشانی میری جھولی میں ڈال دی ہے۔ اور پری حیرت سے ان کی
طرف دیکھ رہی تھی۔ پری ان کے قدموں میں بیٹھے فونی میں سر رکھے معافی مانگ
رہی تھی۔ ائی ام سوری انٹی میں نے آپ کے ساتھ بہت برائی ہو کیا ہے مجھے معاف
کر دیں پلیز۔

نہیں بیٹا پری اپ تو میری بیٹی ہو میری پیاری بیٹی۔ بس اک بار میری ممتا کی تڈکین
کے لیے ماں کہہ کر پکار ونا۔

مما۔۔ پری نے کانپتی آواز میں کہا تھا۔ پھر سے بولو پری۔ ماں ممما

اور انہیوں نے پری کو گلے سے لگایا تھا۔ جو بھی ہو ماں کا رتبہ سب سے بلند ہوتا اور اج
اسے اک ماں مل گئی تھی۔ بلکل اپنی سگی ماں جیسی۔۔۔ اور وہ پری کا ماتھا چوم رہی
تھیں۔۔

پری اٹھی اور بیڈ کے دراز سے لال چوڑیاں نکال کر لائی تھی یہ چوڑیاں۔۔۔۔۔ شبانہ
چونکی تھی۔

یہ وہی چوڑیاں تھیں جو اپ نے میری ماں کو پہنائی تھیں۔ اور اج میں یہ چوڑیاں اپکو
پہناؤں گی۔ کیونکہ اب اس کج حقدار اپ ہیں۔ اور پری نے وہ خوڑیاں شبانہ کو پہنائی
تھیں۔۔

اج گھر کے سب افراد ڈائمننگ ٹیبل پر موجود تھے سوائے دلاور شاہ کے۔۔۔

یہ دلاور پتر نہیں آیا ابھی تک کھانا کھانے۔ چوہدری ولی شاہ کی آواز سنائی دیتھی۔

جی چوہدری صاحب غلامو کو بھیجا ہے دلاور کو بلانے کیلئے۔

اور غازیان پتر کارو بار کیسا جا رہا ہے تیرا۔ جی دادا جی بہت اچھا جا رہا ہے۔۔ سب بہت اچھے سے چل رہا ہے دعا ہے اپنی۔

پری نے ترچھی نگاہ سے غازیان کو دیکھا تھا۔ غازیان کی نظر بھی پری کی جانب بڑھی تو دونوں نظریں جھک گئے تھے۔

بڑے صاحب بڑے صاحب۔ غلامو بھاگتا ہوا آتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
کیا ہوا ہے غلامو۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بڑے صاحب چھوٹے صاحب ہوش میں نہیں رہے ہیں نے انہیں کتنا جاگایا وہ اٹھ نہیں رہے۔

اے میرے خدا۔ اور سب کمرے کی جانب بھاگے۔۔۔

پری کے پیروں تلے تو جیسے زمین ہی نکل گئی ہو وہ اندھا دھند کمرے کی جانب لپکی تھی۔۔۔۔

جہاں حرا ان کی نبض چیک کر رہی تھی۔۔۔

حرا بابا وہ روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ بابا اٹھیں بابا۔

پری نبض بہت اہستہ چل رہی تھی۔ ہمیں انہیں ارجنٹ ہسپتال لے کے جانا ہوگا۔ لیکن ہوا کی میرے پترنوں ہوش کیوں نہیں کر رہا۔۔

اپ باہر کیے۔ ڈاکٹر چیک کرتے ہیں پیشینٹ کو پلینز۔۔۔

اور امی سی یو کے باہر پری کی تڑپ شبانہ سمیت کسی سے بھی دیکھی نا جا رہی تھی۔
غازیان سے بھی پری کی حالت دیکھی نا جا رہی تھی۔

حرا ماما بھی ایمر جنسی وارڈ میں تھیں۔ ماما بھی مجھے چھوڑ کر چلی گئیں تھیں۔ حرا بابا
میرے بابا ان کا پیار تو میں ابھی دیکھا ہی نہیں ہے حرا۔ اور وہ بچوں کی طرح بلک رہی
تھی۔

ڈاکٹر چاچو کی طبیعت۔ ڈاکٹر میرے بابا کیسے تھیں پری بھاگتی ہوئی ڈاکٹر پاس ای تھی۔

بہت زیادہ سٹریس کی وجہ سے ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹے
انکے لیے بہت کریٹیکل ہیں۔ اگر انہیں ہوش نا آیا تو وہ قومہ میں جا سکتے ہیں۔ دعا
کیجیے۔۔

نہیں نہی میرے بابا کو کچھ نہیں ہو سکتا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ سنبھالو خود کو پریشہ
غازیان کے لیے پری کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ اور وہ روتی بلکتی غازیان سے جا لگی
تھی۔۔۔۔

پریشہ سنبھالیں خود کو چاچو بلکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

اور وہ سنبھلی تھی۔ جھوٹے دلا سے مت دین۔ علی بھی کہتا تھا ماما ٹھیک ہو جائیں گی
لیکن وہ ہمیں چھوڑ کر چلی گئیں۔ اور اب آپ کہہ رہے ہو بابا ٹھیک ہو جائیں گے۔

نہیں میں کچھ نہیں ہونے دوں گی اپنے بابا کو کچھ بھی نہیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے بابا سے ملنا ہے۔ پلیز مس پریشہ ان کی سٹیویشن ایسی نہیں کہ آپ ان سے مل
سکیں۔ پلیز مسٹر غازیان سمجھائیں انہیں۔

ڈاکٹر میں خود ایک ڈاکٹر ہوں مجھے مت سمجھائیں کیا سہی ہے اور کیا غلط وہ غصے سے کہتی
کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

وہ دلاور شاہ کے پاس ای تھی۔ ان کا ہاتھ تھامے انہیں چوم۔ رہی تھی۔۔۔

بابا میں تو تھوڑا ناراض تھی۔ آپسے اور آپ اتنا ناراض ہو گئے اپنی پری سے۔۔۔ دیکھیں

نامیں ناراض نہیں ہوں آپسے۔ اٹھ جائیں نا۔ اپنی پری اپ کے پاس ہے۔ اپکو اکیلا
چھوڑ کر کہی نہیں جائے گی پلیز آٹھ جائیں نا۔ اور انسواس کی آنکھوں سے رواتھے۔۔۔

غازیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

ہمت سے کام لو۔۔

دیکھیں بابا اٹھ جائیں ورنہ میں بہت جھگڑا کروں گی۔ اور پھر بات بھی نہیں کروں گی ای
سمجھ اپکو۔۔۔۔ وہ بچوں کی طرح منار ہی تھی اپنے بابا کو۔ انسواس کے رخسار سے بہتے

دلا اور کے ہاتھوں میں جذب ہو رہے تھے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تب ہی ہاتھوں میں کچھ حرکت سی محسوس ہوئی تھی غازیان کو۔ پریشہ چاچو ہاتھ ہلا
رہے۔ یں ڈاکٹر جو بلاتا ہوں وہ کمرے سے باہر گیا تھا بابا اور پری نے دونوں ہاتھوں سے
ان کا ہاتھ تھاما تھا۔ ای ائم سوری بابا بس اپ ٹھیک ہو جائیں نا پلیز میں کبھی اپکو ہٹ نہی
کروں گی۔

مس پلیز روم سے باہر جائے ہمیں پیشنٹ کوچیک کرنا ہے۔ پلیز کو پریٹ۔۔۔۔

اور غازیان اسے پکڑ کر باہر لایا تھا۔

منہ میں مسلسل وہ قرانی آیات کا ورد کر رہی تھی۔

چاہے جو بھی تھا۔ وہ اپنی ماں کو تو کھو چکی جو اسکی کل کائنات تھی۔ پر وہ اپنے باپ کو نہیں کھونا چاہتی تھی۔ چاہے کتنی بھی خود سر ہو جائے لیکن باپ کیلئے خود کی محبت کو وہ روک ناپائی تھی۔۔۔۔

دور کھڑے فکر بھرے انداز میں ولی شاہ کو ادھر سے ادھر ٹہلتا دیکھ کر وہ ان کے پاس ای تھی۔۔۔

مبارک ہو ولی شاہ صاحب۔۔۔۔۔ اپ کی انا کے زیر سائے بہت سی زندگیاں تباہ ہو گئیں۔ اور قصور وار تو آپ ہی ہیں۔ میری ماں اور اپنے بیٹے کی خوشیوں کے قاتل ہو آپ۔ جس کیلئے کبھی سوچا آپ نے کہ جھوٹی انا تو زندہ رہے گی لیکن کتنے لوگوں کی زندگیاں تباہ کی اپنے کتنے لوگوں کی خوشیوں کا گلا گھونٹ دیا آپ نے۔۔۔۔۔ انج میرے بابا اپکی عنایت کی ہوئی بیڑیوں والی زندگی کے زیر اثر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔۔۔

لیکن اگر انج میرے بابا کو کچھ بھی ہو انا تو میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔۔

اور بہتر جانتے ہو آپ کے میری رگوں میں بھی اسی خاندان کا خون دوڑ رہا ہے۔ اور اگر
میری انا جاگ گی تو آپ کی جھوٹی شان و شوکت کے تختے اڑھیر کر رکھ دوں گی یہ وعدہ
ہے پریشہ دلا اور شاہ کا پسے۔۔۔۔

اور ولی شاہ کو پہلی بار کسی کی آنکھوں میں خوف محسوس ہوا تھا پر وہ کچھ کہہ ناپائے
تھے۔۔

پری یہ کہتے وہاں سے چلی گی تھی۔ لیکن غازیان کو شدید دھچکا لگا تھا کہ پری کے دل میں
رشتوں کیلئے نفرت دیکھ کر۔ لیکن عہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔
ڈاکٹر کیسے ہیں چاچو سب ٹھیک توھے نا۔ ڈاکٹر کو روم سے نکلتا دیکھ پری ان کی طرف
بڑھی تھی۔۔۔۔

جی ڈونٹ وری وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔۔

لیکن ابھی وہ ہوش میں نہیں آئے۔ کچھ دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر
اپ ان سے مل سکتے ہیں۔

جسٹ ایکسکیوز می۔۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے اور پری کی آنکھوں میں آنسو روا تھے۔۔

ارے ارے اب تو ڈاکٹر نے بھی کہہ دیا چاچو خطرے سے باہر ہیں۔ اب سنبھالیں
اپ خود کو وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔

کیسا ہے دلاور غازیان پتر۔۔

جی وہ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چاچو خطرے سے باہر ہیں۔ داداجان اپ فکرنا کریں۔ اور
کن اکھیوں سے پریشہ نے ولی شاہ کے چہرے کو دیکھا تھا۔ اور گردن موڑ لی تھی۔ ولی
شاہ بھی دیکھ کر پلٹ گئے تھے۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
داداجان اپ بے فکر ہو کر گھر جائیں۔ پریشہ اپ بھی گھر چلی جائیں میں ہوں چاچو کے
پاس۔

نہیں مجھے کہیں نہیں جانا۔ اپ چاہیں تو سب جاسکتے ہیں۔ اور غازیان کو پری کے رویہ
پر بہت غصہ آیا تھا لیکن وہ ضبط کر گیا تھا۔ کہ وہ کس صدمے سے دوچار ہے۔۔۔

وہ باقی سب کو گھر بھیج کر اندر آیا تھا تو اسے روم کے پاس چیئر پر بے سود بیٹھے پایا
تھا۔ دیوار سے سر ٹکائے آنکھیں موندیں دنیا سے بیگانگی نا جانے کن سوچوں کے پہاڑ میں

ڈوبی ہوئی تھی۔۔

غازیان ہسپتال کی کینیٹین کی جانب بڑھا تھا اور واپسی پر اس کے ہاتھ میں کافی کے دو

کپ تھے۔۔۔

پریشہ۔۔۔۔

اور پری نے انکھیں کھولی تھیں۔۔

۔۔۔Cofee

پری نے سیدھے ہو کر غازیان کے ہاتھ سے کپ پکڑا تھا۔۔۔۔۔

غازیان بھی پاس پڑی چمیر پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

ارپو او کے پریشہ۔۔

ہوں میں ٹھیک ہوں۔۔

اور غازیان کو وہ بھولی سی صورت بہت پیاری لگی تھی۔ چہرے پر انسوؤں کے نشان کسی

بچے کی طرح واضح نظر آ رہے تھے۔۔۔۔

میں نے تو سنا تھا ڈاکٹر بہت بہادر ہوتے ہیں۔ اور کافی حد تک سینے میں دل نار کھنے والے۔ بے حس ٹائپ۔۔

اور پریشہ نے اک نظر غازیان کی جانب دیکھا تھا۔

اک طنزیہ مسکراہٹ سجائے پری کے لب ہلے تھے۔۔

ہوں نا بہت سنگدل ہوں میں۔ اپنی ماں کو کھویاھے پھر بھی جی رہی ہوں۔ لیکن باپ کو اگر کھودیتی تو شاید کبھی کھڑی نا ہو پاتی۔۔ تو ہوئی نا بہت بے حس۔

بہت بہادر ہوں۔ بس حقیقی رشتوں کے سامنے بہت کمزور ہوں۔ لیکن کوی شکر چہرے پر عیاں نہیں کرتی۔

کیونکہ میں کبھی خود کو کمزور کرنا نہی چاہتی۔۔

اور غازیان نے پریشہ کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں کوی تاثرات کے نشاں نا تھا۔ صرف سنجیدگی اور گہرا دکھ چھپا ہوا تھا۔۔

سر پیشنت کو روم میں شفٹ کر دیاھے اپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا سچ اور پری روم کی جانب گی تھی۔ غازیان نے بھی دل میں شکر ادا کیا تھا۔۔ اور جیب

سے فون نکال کر گھر کال ملائی تھی۔۔۔۔۔

بابا اور پری ان کے پاس گئی تھی۔۔ انہوں نے پری کی آواز پر انکھیں کھولی تھیں۔

ای ای ایم سوری بابا۔۔ پلیز مجھے معاف کر دیں۔ اپنی بیٹی اچھی بیٹی نہیں بن پائی۔۔

اور انہوں نے نفی مس سر ہلایا تھا۔ نہیں بیٹا پ تو میری پیاری بیٹی ہو۔ اور پری ان کے

سینے سے لپٹ گئی تھی جیسے کوئی چھوٹا بچہ ہو۔۔۔

نہیں بیٹا نہی رونا نہیں ہے اب اب اپنے بابا کو چھوڑ کر جانے کی بات مت کرنا۔ وہ کانپتی

اوز میں بولے تھے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہن نہی بابا۔۔ میں اپکو چھوڑ کر کہیں نہی جاؤں گی پری نے ان کی انکھوں میں اے انسو

پونچھے تھے۔۔ بس اب اب بلکل چپ ہو جائیں زیادہ نہیں بولیں۔۔

جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر میں خوب فائٹ کروں ک

گی اپنے بابا سے۔ اور وہ مسکرا دیئے تھے۔

ای لویو بابا۔ پری نے ان کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔

لویو ٹو پیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پری کو تو اک پل بھی قرار نارا ہا تھا کہ کب اس کے بابا ٹھیک ہوں اور وہ اپنے بابا سے
ڈھیروں باتیں کرے خوب فرمائشیں کرے۔۔۔

پوری رات وہ اپنے بابا کا ہاتھ تھامے بیٹھی رہی تھی۔ غازیان کے بار بار اسرار پر وہ صوفہ
پر جا کر بیٹھی تھی۔ اور جلد نیند کی وادیوں میں کھو گی تھی۔۔۔

غازیان نے اپنا کوٹ اتار کر اسے اڑایا تھا۔ اور اسکے منہ پر امی بالوں کی لٹ کو سائیڈ کیا
تھا۔۔

کتنی اپنی لگی تھی وہ اس ٹائم سے۔ پر وہ اپنی دھڑکنوں کو بے تاب ہوتا ہوا دیکھ کر وہاں
سے اٹھ گیا تھا۔۔۔۔

ماما یہ دیکھیں بابا نے مجھے دلایا ہے ڈول۔ بہت خوبصورت ہے یہ ڈول بلکل میری
پریشہ جیسی۔ ماما اب تو بابا ہمارے ساتھ رہیں گے کہیں نہیں جائیں گے۔۔ ہاں میری
گڑیا اب آپ کے پاپا پکو چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے ہمیشہ میری ڈول پاس رہیں
گے۔ اور آپ بھی ان کو زیادہ تنگ نہیں کرو گی۔ پرامیس
پرامیس ماما۔۔۔

مما کہاں جا رہی ہیں اپ ممما۔ اور وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔

صبح کے روشن اجالے کی کرنیں اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔ جیسے وہ ہوش میں
ای ہو۔۔۔۔۔

پریشہ آریو او کے۔ غازیان چائے کا مگ ٹیبل پر رکھ کر اسکے پاس آیا تھا۔ وہ ممما کہاں
چلی گئیں۔۔۔

اس نے پری کی جانب دیکھا تھا۔ ہوش میں اوپری۔ شاید کوئی خواب دیکھا ہے تم نے۔
اور پری جیسے اک دم ہوش کی دنیا میں واپس آئی ہو۔ تم ٹھیک ہو پری۔۔۔ جچی میں ٹھیک
ہوں۔

او کے تم رکو میں چائے لے کر اتا ہوں۔۔۔ اور وہ غازیان کو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔
پاپانی۔۔۔ دلاور کی اواز پر وہ چونکی تھی۔

بابا۔۔۔ اور اس نے بابا کو سہارا دیتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے انہیں پانی پلایا تھا۔
بابا پ ٹھیک ہیں نا۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا انہوں نے پریشہ کو گلے لگایا تھا۔

بابا۔۔

جی میرا بیٹا۔۔

بابا ماما میری خواب میں آئیں تھیں۔ اور وہ پری کی بات پر چونکے تھے۔

وہ کہہ رہی تھیں بابا کا چپال رکھنا پری۔ انہیں زیادہ تنگ مت کرنا۔

بہت تنگ کیا ہے نا میں نے اپ کو۔ نہیں بیٹا نہی۔۔ میری بچی تو ورلڈ بیسٹ ڈاٹر ہے۔

بابا پ مجھے چھوڑ کر تو نہیں جائیں گے نا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Fiction|Drama|Screenplay|Etc.

نہیں بیٹا کبھی نہیں۔ بلکل نہیں۔۔

اور وہ بابا کے ساتھ لیٹی ہوئی تھی۔

تب ہی اک خاتون اک لڑکی کے ساتھ روم میں داخل ہوئی تھی۔

ہائے بھیا۔ میرے پیارے بھائی کو کیا ہو گیا۔

اک عورت چلاتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی تھی۔۔

تو پری ان کی طرف دیکھ کر کھڑی ہوئی تھی۔ ارے ہٹو۔ انہوں نے پری کو پیچھے

دھکیلا تھا۔ اور خود بابا کی بلائیں اتار رہی تھی۔ ہائے اتنا پیلا رنگ ہو گیا میرے بھائی
کا۔ میں صدقے جاؤں۔ کس کلموہے کی نظر لگ گی۔۔

انہوں نے کمرے میں آکر اتنا دواویلا کیا تھا کہ پری کو مجبوراً بابلند آواز کہنا پڑا تھا۔

جسٹ سٹاپ اٹ۔۔۔

پری کی آواز سن کر وہ مرئی تھیں۔

اپ شاید نہیں جانتیں ہیں کہ اس وقت آپ گھر پر نہیں ہسپتال کے کمرے میں کھڑی
ہیں۔ اور یہاں اتنا شور کرنا مناسب نہیں ہے۔ بابا بھی ڈسٹرب ہو رہے ہیں۔ اور
اس پاس کے رومز والے پیشنٹ بھی۔۔

ہیں ہیں تیری اتنی جرات میرے سامنے اونچی آواز میں بات کرے۔

اور بروقت غازیان نے آکر سٹیویشن سنبھالی تھی۔

ارے پھپھو آپ یہاں۔

ہائے غازی پتر میرے دل دے ٹکڑے یہ کیا ہو گیا بھائی صاحب نوں۔ اور وہ انسو بہاتی

غازیان کے گلے سے جا لگی تھیں۔

پری نے اک نظر ان کی جانب

دیکھا جہاں انسوکا نام و نشان تک نا تھا۔ اور چلا تو ایسی رہی تھی جیسے پتہ نہیں کیا ہو گیا ہو۔

سنجالیں پھپھو خود کو و۔ اور دیکھیں چاچو بلکل ٹھیک ہیں۔

کیسے سنجالوں خود کو بھائی ہسپتال پڑاھے میرا۔ مجھے پتہ لگا تو باوی سب کو ان کے ابا سمجھت گھر بھیجا اور خود سحرش کے ساتھ سیدھی ہسپتال آگئی۔

سحرش۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری نے پاس کھڑی لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔ جو گلابی شلوار قمیض پہنے ہوئے گلے میں وائٹ مفلر لپیٹے ہوئی تھی۔

جی غازیان بھائی پھپھو کو سنجالو۔

ڈاکٹر کے آنے کا وقت ہو رہاھے۔

بھیا جلدی ٹھیک ہو جاویہ ڈاکٹر چیک اپ کر جائے میں پھرتی ہوں۔ اور انہیوں نے

اثبات میں سر ہلایا تھا۔

شام وہ بابا کے ساتھ گھر میں ای تھی اماں جی تو ان کی بلائیں اتار رہی تھی۔ کالے بکڑوں کا صدقہ دیا تھا انہوں نے اپنے بیٹے کا۔ اور ان کو گلے سے لگایا تھا۔۔۔

سب کے چہرے پر خوشی کی لہر تھی۔۔۔۔۔

ان سب کاموں میں پھوپھو کہاں پیچھے تھیں۔ وہ بھی بڑھ چڑھ کر اماں جی کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھی۔

ولی شاہ کو دلا اور شاہ نے اپنے پاس اتے ہوئے دیکھا تو پری سے کہا تھا۔ اوپریشہ بیٹا مجھے کمرے تک لے جاؤ۔۔۔ اور ان کے قدم وہی رک گئے تھے آج تو ان کا خون ان کا بیٹا بھی ان سے منہ موڑ گیا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ بابا کو کمبل اوڑھا کر ان کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تھی۔

بابا پ ٹھیک ہیں نا۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔ بابا پ نے تو ڈرا ہی دیا تھا اپنی پری کو۔

نہیں بیٹا ہماری گڑیا بہت بہادر ہیں میری پیاری بیٹی۔

مجھے معاف کر دو پریشہ بیٹا میں الٹی بیوی بچوں کا محافظ نا بن سکا۔۔۔

نن نہی بابا پلینز بھول جائیں پرانی باتوں کو ماضی کی تلخ یادوں کو۔۔۔۔۔

مما کے دل میں تو اپ کیلئے بہت محبت تھی۔ ان کی زبان پر تو اپ کے لیے کوئی شکوہ کوئی شکایت نا تھی۔۔ بابا۔

جانتا ہوں بیٹا میری رباب جیسا کوئی معتبر ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔

اور میری بیٹی کو بھی تو کچھ گلے بیت شکایت ہیں نا اپنے بابا سے۔

جی بابا شکوے تو تھے لیکن اب نہیں ہیں ہیں ہیں۔ کیونکہ جتنی شدت سے اپ نے میری ماں کے مقام کو اپنے دل میں آج بھی زندہ رکھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر تو میری سب شکایت ہی ختم ہو گئیں آپسے۔

اور پریشہ کے دل میں اپنے بابا کا مقام سب سے بڑھ کر ہے۔

اور انہوں نے پریشہ کی طرف دیکھا تھا۔ پلکل رباب کی جھلک دکھی تھی انہیں اپنی بیٹی میں اور سر فخر سے بلند بھی ہوا تھا کہ رباب کہ تربیت پریشہ میں نظر آ رہی تھی۔۔

کیا دیکھ رہے ہیں بابا۔۔۔۔

ہوں دیکھ رہا ہوں کہ میری بیٹی کتنی بڑی ہو گی ہے کتنی سمجھدار ہو گی ہے۔

تو اپ یہ بات بھول رہے مسٹر دلاور شاہ کے دلوں پر جادو کرنے کا ہنر اپنی بیٹی میں اپنی
وجہ سے بھی آیا ہے۔

اور وہ دونوں باپ بیٹی نا جانے کتنے دنوں بعد کھل کر ہنسے تھے۔۔۔

بس بس اج باپ بیٹی کی باتیں ختم ہوں گی کہ نہیں۔ شبانہ کمرے میں سوپ کا باول
اٹھائے ہوئے انہیں تھیں۔۔۔

اوہ ممداد یکھیں نا بابا کو یقین ہی نہیں ارہا ہے کہ ان کی بیٹی ڈاکٹر بن گی ہے۔۔۔

ارے دلاور اب اپ کو یقین اجانا چاہیے کہ ہماری بیٹی ڈاکٹر بن گی مھیں اور اب وہ اپنے
بابا کا نام خوب روشن کریں گی۔ انشاء اللہ۔۔۔ انہوں نے دل سے دعادی تھی۔۔۔۔۔

اچھا پری بیٹا اب بھی کھسنا کگا کر ریٹ کر لو تھک گی ہوگی۔۔۔

جی ممداد کے بابا خیال رکھیے گا وہ انہیں پیار کر تیکمرے سے نکلی تھی۔۔۔۔

دلاور اپنی آنکھوں میں انسو۔۔۔۔۔

شبانہ میری بیٹی بہت سمجھدار ہوگی ہے بہت۔۔۔۔

بس اک شکوہ ہے مجھے خود سے کہ میں اپنی بیٹی کو باپ کی شفقت نادے سکا۔۔۔ اسے

رشتوں کے ہوتے ہوئے محرومیوں کا شکار رکھا۔

نہی دلا اور خدا کا شکر ادا کریں کہ پریشہ کا دل آپ کے لیے صاف ہو گیا ہے۔ اور میری
ممتا کی پیاس بھی بجھ گئی ہے پری کے روپ میں میری سونی ممتا کی بھی تسکین ہوگی
ہے۔ مجھے میری بیٹی مل گی ہے۔ میری پریشہ۔۔۔ اور دلا اور مسکرا دیئے تھے۔

شبانہ مجھے معاف کرو کس نا کہیں میں جتنا رباب کا قصور وار ہوں اتنا ہی تمہارا بھی قصور
وار ہوں مجھے معاف کر دو میں چاہ کر بھی تمہیں تمہارے حق نادے پایا۔ نہیں دلا اور
نہیں ایسے مت کہیں ارے اپنی بدولت ہی مجھے میری بیٹی ملی ہے میری دنیا مکمل ہوئی
ہے۔ آپ خود کو قصور وار ٹھہرانا چھوڑ دیں اس میں کسی کا کوئی قصور نا تھا سب اپنی محبت
کے متلاشی رہے۔ اور قسمت کے ہاتھوں اپنی زندگی کی خوشیوں سے محروم
رہے۔۔۔۔۔ بس اب خدا کرے ہمارے ہستی بستی خوشیوں کو کسی کی بھی نظر
نالگے۔ امین دلا اور نے کہا تھا۔۔۔۔۔

پری فریش ہو کر نیچے ای تو پھوپھو کو تائی امی سے باتیں کرتا دیکھ وہ حرا لوگوں کے پاس
ای تھی۔۔۔

تو یہ ہے میرے بھائی کی بیٹی زبان تو لگتا اپنی ماں پہ گئی ہے اس لڑکی کی۔۔۔

ارے سلمیٰ کی ہو گیا تجھے۔

ارے اماں مجھے کی ہونا۔

اور وہ ہوں ہوں کرتی پریشہ کے پاس ای تھی۔

چاہے جو بھی ہو ہے تو بھائی کی اولادھی۔ شبانہ تو اس لائق نا تھی کہ میرے بھائی کو اولاد
دے سکے۔

پری کو یہ سن کر غصہ آیا تھا۔



پلیز بس کیجیے۔

اوہ تو اپ صہیں سلمیٰ پھو پھو کافی سناھے میں نے اپ کے بارے ہیں س۔۔۔۔۔

لیکن ایک بات اپ بھی اچھے طریقے سے سن لیں۔ شبانہ ماما کے خلاف تو میں اک لفظ

بھی ناسنوں گی۔ اور دوسری بات

جتنا حق اس گھر پر تائی جان کاھے اتناھی میری شبانہ ماما کا بھیھے۔ کیوں اماں جی۔۔

ہاں پتر بلکل۔

تو آج کے بعد تائی اماں سمیت کوئی بھی ان پر اپنی حکمرانی نہیں جتائے گا۔ جیسے گھر میں
تائی اماں کا رعب ہے ویسے ہی شبانہ ماما کا حکم بھی چلے گا۔۔۔۔۔

اور ہاں پھوپھو جی آج تو کہہ دیا پ نے کہ شبانہ کی کوئی اولاد نہیں۔ لیکن دوبارہ مت
کہیے گا کیونکہ ان کی بیٹی ابھی زندہ ہے۔۔۔۔۔

اور شبانہ جو سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ وہیں دنگ کھڑی رہ گئیں تھیں۔ پری کے انوکھے
روپ کو دیکھ کر۔

تائی بھی اس خاموش لڑکی کا نیا روپ دیکھ رہی تھیں۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
دیکھو اماں گزبھر چھو کری کی کتنی زبان ہے۔۔

ہاں تو سلمیٰ کی غلط بولا ہے پریشہ پتر نے بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے اور وہ تائی امی تلملاتی
وہاں سے چلیں گئی تھی۔

ارے ماما پ وہاں کھڑی کیا دیکھ رہی ہیں مجھے بہت بھوک لگی ہے جلدی سے کچھ بنا
کر دیں۔۔۔۔۔

اور وہ مسکراتی ہوئی سر ہلاتی پکن کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔

اور کسی کی نظر ٹی وی سے ہٹ کر اس خود مختار لڑکی کی طرف بھٹکی تھیں۔ اور وہ غازیان تھا۔۔ جو اپنی ہی فیلنگ سے انجان تھا۔

واہ کزن کیا چوکا ماڑا ہے۔۔۔۔۔ حنا چہماتے ہوئے پری کے پاس امی تھی اماں مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گی تھیں۔۔

اوے یار یہ پرانی پری کہاں سے آئی آج۔۔۔۔۔

ہا ہا سٹاپ آٹ حرا۔۔۔۔۔ اور حرا پری کے گلے لگی تھی وہ اپنی دوست کی خوشیوں میں

خوشی منار ہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے میری جان۔۔۔ جانتی ہوں جناب وہ حرا کی طرف دیکھ کر مسکرائی تھی۔

اوہ ہیلو مائی نیو کزن۔۔۔

پری نے سامنے دیکھا تھا۔ شارٹ فرائک اور بیلو جینز میں فل میک اپ منہ پر تھوپے

اک لڑکی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ مغروری اس کے چہرے سے عیاں

تھی۔۔۔ پری کو اک منٹ بھی نالگا تھا پہچاننے میں کہ یہ سلمی پھوپھو کی بیٹی ہے۔

ہائے پریشہ ابا یہ ہیں۔ لیکن حرا نے حنا کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ جسے دیکھ پری بھی مسکرا
دی تھی۔۔۔

حنا میرا منہ مھے میں اپنا انٹرو خود دے سکتی ہوں۔۔۔

تب بھی حنا اپنا سامنہ لیے رہ گی تھی۔۔۔

ای سیلف ریا فہیم۔۔۔۔۔

ہائے ای اتم پریشہ دلاور پری نے ہاتھ اگے کیا تھا۔ لیکن وہ پری کو اگنور کرتی غازیان کی
طرف بڑھی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ غازیان ای نیڈیور ہیلپ۔۔۔۔۔ وہ کہتی اگے بڑھی تھی۔۔۔

پری کا مارے غصے سے بڑا حال تھا۔۔

اسیے بولا تھا میں بتا دیتی ہونک چڑھی ضدی مغرور صاحبزادی ہسین پھوپھو کی بڑی بیٹی

ریا۔ پڑھائی سے کوئی سروکار نہیں کالج میں فیل ہوئی اک بار نادو بار پورے تین

بار۔۔۔۔۔ اور پڑھائی کو بولا خیر باد

اور منجھلی بیٹی سحرش کم گوھے اپنے کام سے کام رکھنے والی۔۔۔ سیکنڈ ایئر کی انٹیلیجنٹ

سٹوڈنٹ

چھوٹی ثناء صیہے بلکل منفرد گھلنے ملنے والی۔۔۔۔۔ ٹینٹھ سٹینڈرڈ میں

اور بڑے بیٹے تو انہیں نہیں ہیں کچھ کام تھا انہیں کل تک وہ بھی آجائیں گے۔ امان بھائی
 نہایت شریف پیارے اور سلجھے ہوئے ملٹی نیشنل کمپنی میں بطور مینیجر ڈیوٹی دے
 رہے ہیں۔۔

اور پھوپھاجی وہ دیکھیں زرا سامنے۔۔۔۔۔

ارے ارے کتنا ٹھوسو گے تم۔ پھر ہاضمہ خراب ہو جائے گا دھرد و پلیٹ اور پھوپھو
 دیکھتے ہی دیکھتے سب۔۔ سے بھری پلیٹ چٹ کر گئیں تھیں اور بیچارے پھوپھاجی بھیگی
 بلی بنے سائڈ پر منہ کیے بیٹھے تھے۔

بہت ترس رہا ہے ان کی کیفیت دیکھے بیچارے کیسی بیوی سگ پالا پڑا ان کا حرا کے کہنے
 کی دیر تھی کہ پری اور حنا کی ہنسی چھوٹ گی تھی۔۔۔

اور غازیان بار بار نظریں چڑائے سامنے کھڑی پریشہ کو دیکھتا اور اس کا عکس اپنی آنکھوں
 میں محفوظ کر رہا تھا۔۔۔

ارے غازیان کدھر دیکھ رہے ہو پاس بیٹھی رہیانی بھی اس کی نظروں کو پری کا تعین کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ تو اندر تک جل کر رہ گئی تھی۔۔۔

جی خالہ جان میں انشاء اللہ بہت جلد آپ سے ملنے کے لیے آؤں گی آپ اپنا خیال رکھیے گا۔۔

خدا حافظ۔۔۔

اور پری فون بند کر کے پٹی تھی۔۔۔

غازیان کو لان میں ٹہلتے ہوئے اپنا تعاقب کرتے ہوئے پایا تھا۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پری کو اس کا یوں بار بار اپنی طرف دیکھتے پانا برا لگ رہا تھا۔

خیر وہ سر جھٹکتی اس کے پاس سے گزری تھی۔۔۔

پریشہ۔۔۔ وہ اس کی آواز سن کر رکی تھی۔۔۔ لیکن پٹی نا تھی۔ وہ اس کی حرکت دیکھ کر

تلملا گیا تھا۔ پر بہت جلد وہ خود پر قابو پا گیا تھا۔

وہ چلتا ہوا پری کے پاس آیا تھا۔۔

مجھے یہ کہنا تھا کہ ہمارے گاؤں کے ہسپتال میں ڈاکٹر زکاسٹاف موجود نہیں ہے جس کی

وجہ سے لوگوں کو شہر جانا پڑتا ہے علاج کروانے کیلئے۔۔۔۔

اور داداجان نے وہ ہسپتال لوگوں کے علاج کیلئے تعمیر کروایا تھا۔ لیکن کوئی بھی ڈاکٹر شہر سے گاؤں کا رخ کرنے کو تیار نہیں ہے۔۔

اسی لیے اگر آپ کو مناسب لگے تو آپ وہاں پر اپنے ڈاکٹری کے فرائض سرانجام دے سکتی ہیں۔

کیا یہ سب چوہدری ولی شاہ نے آپ سے کہا ہے۔ پری غازیان کی آنکھوں می آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ داداجان سے کس قدر نفرت کرتی ہے۔۔۔۔

ہاں وہ۔۔ ابھی غازیان نے کچھ بولنے کیلئے لب کھولے ہی تھے کہ۔۔۔۔

تو ان سے کہہ دیجئے گا ان کے کہے پر تو میں کبھی ان کے حکم کی پیروی ناکروں۔۔

کیونکہ میں ازاد انسان ہوں ان کے حکم کی غلام نہیں۔۔۔۔

اس نے حنا کی باتیں سنیں تھی کہ الیکشن کچھ ہی دنوں میں شروع ہونے والے ہیں۔ اور داداجان کبھی اپنی سیٹ کھونا نہی چاہیں گے۔ اس لیے وہ خدمت خلق میں

بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

اور پری اچھے سے جانتی تھی۔۔ کہ وہ اپنے مفاد کے لیے کیا کیا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔
مسٹر غازیان اپ تو شکل و صورت سے کافی پڑھے لکھے اور سمجھدار لگتے ہیں۔ پھر بھی
اپنے دادا کے اوجھے ہتھکنڈوں سے ناواقف ہیں۔

بس پری بس enough۔۔۔۔۔

میں کب سے اپکی باتیں سن کر برداشت کر رہا ہوں اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ
اپ میرے دادا جان کے خلاف اپنے منہ سے ایسے الفاظ نکالیں۔۔۔۔۔
بس مسٹر غازیان مجھ سے اونچی آواز میں اج تک کسی نے بات نہیں کی ہے اپ اپنی آواز
دھیمی رکھیے۔۔

اپ سب لوگ دیکھ کر انجان بن رہتے ہیں کہ کسی کی بھی مغروری کو جان نہیں پاتے
یا جانتے بوجھتے بھی انجان بن جاتے ہیں۔۔۔۔۔

اور رہی بات مریضوں کے علاج کی تو وہ میرا فرض ہے اک ڈاکٹر ہونے کے ناطے اور
سب سے بڑھ کر اک انسان ہونے کے ناطے۔

تو مجھے ان کے ہسپتال سے بھی کوئی سروکار نہیں ہے۔۔۔ جب جب گاؤں کے لوگوں کو میری ضرورت پڑے گی میں ان کی مدد دل و جان سے بنا کسی ذاتی مفاد کے خود کروں گی۔ اور اپنے پیشہ ڈے کبھی روگردانی نہیں کروں گی۔

بتا دیجیے گا پاپ اپنے دادا جان کو کہ کہیں تو اپنے لیے اپنی جھوٹی شان و شوکت کے بارے میں سوچنا چھوڑ کر لوگوں کی زندگیوں کے بارے میں بھی سوچ لیا کریں۔۔۔

ہسپتال تو ان کے حکم آنے سے پہلے ہی میں جو اُن کر چکی ہوں اپنے بابا کے کہنے پر۔۔۔ بس ان ڈیوٹی اک دو دن میں سٹارٹ کر دوں گی۔ کیونکہ میرے بابا نے مجھے بہت مان سے کہا تھا۔ کہ میری بیٹی اک قابل ڈاکٹر بن کر دکھائے گی گاؤں کے مریضوں کا علاج کر کے اور انشاء اللہ ان کی بیٹی انہیں کبھی شکایت کا موقع نہی دے گی۔

ای ہوپ اپ سمجھ گئے ہوں گے۔۔

اور وہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

غازیان اس کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ کبھی نا کہیں اس کو پری کے رویہ دیکھ کر شدید غصہ آیا تھا۔

اچھا پریشہ بیٹاشام میں غازیان اپ کو پک کرے گا۔ لیکن کیوں بابا ڈرائیور کو بھیج دیں
 اپ۔ وہ بیٹا ڈرائیور سلمیٰ اپا کو لیے بازار گیا ہے۔ تو غازیان اپ کو پک کرے گا۔ اوکے
 بابا ٹھیک ہے۔۔ بائے۔

بائے بیٹا۔

اور غازیان کا نام سن کر ہی وہ غصہ میں آگ بگولہ ہو گئی تھی۔۔۔

پورا دن بھا بھی بچوں اور خالہ جان کے ساتھ کیسے گزرا تھا۔۔ پتا ہی ناچلا تھا۔

ارے انج پریشہ ای ہے۔ اسلام علیکم احمد بھائی کیسے ہیں اپ

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بالکل ٹھیک ہوں بیٹا۔۔ تم تو ایسا گی کے ہمیں بھول گی ارے نی بھائی ایسے

کیسے بھول سکتی ہوں میں اپ سب کو۔۔

اور بیگم کچھ کہلایا پلایا بھی ہے ہماری شہزادی کو۔۔

جی جی بھائی بھا بھی تو صبح سے ہی خاطر تواضع میں لگی ہوئی ہیں۔۔۔ میں تو موٹی

ہو جانا۔۔۔

صاحب جی باہر کوئی غازیان صاحب ائے ہیں پریشہ بی بی کو باہر بلارہے ہیں۔ تو تم

انہیں اندر لے کے او خالہ جان سے تو وہ پہلے ہی غازیان کا زکر کر چکی تھی۔۔۔ اور وہ
اسے لینے کے لیے آئیں گے اس بارے میں بتا چکی تھی۔

ارے بیٹا کچھ اور دیر رک جاو۔ جی انٹی انشاء اللہ پھر چکر لگائیں گے۔ لیکن ابھی اندھیرا
ہو رہا ہے۔ اور آپ کو ملک کے حالات کا تو پتہ ہی ہے۔۔

جی یہ تو بالکل ٹھیک کہا آپ نے احمد بھائی نے کہا تھا۔۔

او کے خالہ امی آپ اپنا بہت سا خیال رکھیے گا میں ملنے اتنی رہوں گی آپ سے۔۔

جیتتی رہو میری بچی صد خوش رہو اور وہ سب سے ملتی ہوئی باہر تک ای تھی۔۔۔

غازیان کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا دیکھ کر وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھی
ہی تھی کہ، غازیان کی اواز ای تھی۔

مس پریشہ فاریور کا سنڈ انفارمیشن

میں آپ کا ڈرائیور نہیں ہوں۔

فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھیے۔۔۔۔

وہ بیک مرمر سے دیکھتا ہوا بولا تھا۔۔ پری کا ماڑے غصہ سے برا حال تھا۔۔

اب اپ خود ڈیساٹیڈ کر لو۔۔

ورنہ گاری سٹارٹ نہیں ہوگی۔۔۔

غازیان پری کی کیفیت سے بخوبی واقف تھا کہ اگر اس وقت situation کچھ اور

ہوتی۔ تو پری اچھا خاصہ اسکا سر پھوڑ کر رکھ دیتی۔۔۔

لیکن غازیان بھی اس کی کیفیت سے محفوظ ہو رہا تھا۔۔

خود کو تو لحاظ سے نہیں ڈور کھولنے کی بجائے فٹ سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایڈیٹ اور وہ بر بڑاتی ہوئی

فرنٹ سیٹ پر اکریٹھ گی تھی۔ اک فاتحانہ سی دبی دبی مسکراہٹ غازیان کے چہرے پر

ای تھی۔۔۔۔۔

پورا سفر خاموشی سے گزرا تھا۔۔۔

گاؤں کے راستے پر داخل ہوتے ہوئے رات ہوگی تھی۔۔۔۔۔

کاراک کچے سے علاقے میں داخل ہوئی تھی۔ پری تو سب سے بے خبر نیند کے مزے

لے رہی تھی۔

کتنی سیلفیش لڑکی ہے میں اتنی دیر سے ڈرائیو کر رہا ہوں اور خود نیند کے مزے لے رہی ہے۔

تبھی غازیان نے اک جھٹکے سے بریک لگائی تھی۔۔۔ کہ پری کاسر ٹکمرانے سے بچا تھا۔۔۔

اف ہو کیا ڈرائیو نہیں کرنی اتی وہ غصے سے چلائی تھی۔۔۔۔

گاڑی اک جھٹکے سے رکی تھی۔

کیا ہوا ہے اس ویرانے میں کار کیوں روک دی اپنے۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پکنک منانے کے لیے۔۔

ہیں اس بیوقوفانہ جواب پر پری کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔ واٹ اریومیڈ۔۔۔

سیم اریومیڈ۔ ظاہری بات ہے گاڑی رکی ہے چیک کرنا پڑے گا

کہ کیا مسئلہ ہے۔۔

تو آپ سیدھے سے نہیں بتا سکتے۔۔

اف یو سے بات کرنا ہی فضول ہے۔۔

اور وہ منہ موڑ کر رہ گئی تھی۔

یو ٹو پاگل لڑکی۔ وہ کہتا ہوا گاڑی سے باہر نکلتا تھا۔۔

کیا ہوا ہے وہ گاڑی سے باہر نکل کر اس کے سر پر کھڑی تھی۔ تم کار میں بیٹھو

جا کر۔ کیوں کیوں بیٹھو میری مرضی۔۔۔۔

اور وہ گاڑی کا ٹائر چیلنج کرتے ہوئے اٹھا تھا۔

تمہیں صاف لفظوں میں میری بات سمجھ نہی اتی ہے۔۔

یہ تمہارا لندن نہی ہے۔۔۔ پاکستان ہے اور جس قسم کا اپ نے لباس پہنا ہے ویسا

یہاں کا ماحول نہیں ہے اور یہاں پر کب کیا ہو جائے کچھ پتا نہیں ہے اب چپ کر کے

گاڑی میں بیٹھو میں بس یہ ٹائر چیلنج کر کے اتا ہوں۔۔۔۔

اور وہ چپ چاپ واپس آکر بیٹھی تھی۔۔۔

پتا نہیں کیا سمجھتا ہے کھڑوس خود کو جیسے کوئی ہیر و ہو۔۔۔۔ وہ سب سامان سمیٹ کر

گاڑی میں آکر بیٹھا تھا۔ ارے یہ آپکے ہاتھ کو کیا ہو ہے یہ خون۔۔

کچھ نہیں اندھیرا تھا تو تھوڑی سی چوٹ لگ گئی۔۔۔ یہ چھوٹی سی چوٹ ہے۔۔ ادھر
دکھائیں ہاتھ۔۔۔

ارے ایسی معمولی چوٹ معنی نہیں رکھتی۔۔۔

فار یور کا سنڈانفار میشن۔۔

ڈاکٹر میں ہوں آپ نہیں۔۔۔

اور غازیان نے پری کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو بیگ سے ٹشو نکال کر اس کے ہاتھ کا معمولی زخم صاف کر رہی تھی۔

یہ لیں ہو گی بینڈیج۔۔۔۔

تو فرسٹ ایڈ باکس ساتھ لیے پھرتی ہو۔

ہاں ناکب کسے ضرورت پر جائے یہ کہا نہیں جاسکتا۔۔۔ جیسے اب پرگی۔۔۔

میں نے کہا تھا نا۔...doctor is always perform there duty

اور تم کبھی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی مس پریشہ۔ وہ سوچ کر مسکرایا

تھاتا کہ پچی ہمیشہ نظروں کے سامنے رہے پر یہاں تو سب الٹا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

ابا جی اپنا فیصلہ سنا کر چلے گئے تھے۔۔۔

ارے اماں منہ میٹھا کرو نو اسی کا رشتہ تمہہ ہوا ہے۔ نا مجھے میٹھے کی بیماری ہے تو کھا۔

ارے غازیان پتر توں اگیا۔۔ اور پریشہ اور غازیان کو دیکھ کر سب ان دونوں کی جانب

مڑے تھے۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں امی جی۔۔

پتر میں بتاتی ہوں۔۔ یہ لے پہلے منہ میٹھا کر۔۔

لیکن یہ سب۔ ارے یہ سب کیا مطلب۔

تمہاری بات طے ہوئی ہوگی ہے ربیا کے ساتھ۔

ان کا اتنا کہنا تھا کہ غازیان نے پریشہ کی طرف دیکھا تھا جو خود ہکا بکا دیکھ رہی تھی کہ انج

بھی پرانی ریت نہیں بدلی گی اُس گھر کی۔۔۔ وہی دستور وہی روایت

اور غازیان نے اک نظر ربیا کی جانب دیکھا تھا۔ جو شرم سے لال ہو رہی تھی۔۔

ماں کا مٹھائی والا ہاتھ پیچھے کرتے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا تھا۔

ارے بھابھی اسے کیا ہوا ہے۔۔

وہ کچھ نہیں سلمیٰ سفر سے آیا ہے شاید اسلیے تھک گیا ہے تم فکر نہیں کرو میں دیکھتی

ہوں۔۔۔۔

حناتا باقاعدہ انسو بہار ہی تھی۔۔ مہربیا سے اک انکھ نا بھاتی تھی۔ سویرا سے دلا سے
دے رہی تھی۔۔۔۔ کیا بجو خودے و شادی کر کے سسرال بلی جاؤ گی۔ اس مصیبت
کو تو ہم نے ہی برداشت کرنا ہے۔۔ کاش میرے پاس کوئی جادو ہوتا تو پریشہ کو اپنی
بھابھی بنا لیتی۔۔۔ پریشہ کے حلق میں جو س پھنسا تھا۔ حنا کی بات سن کر۔

ارے پری ٹھیک ہو۔۔ حرا بولی تھی۔۔۔۔

حناتا تمہارے پاگل بھائی کے لیے تم نے مجھے ہی چننا تھا تو شکر ہے جادو تمہارے پاس
نہیں ہے۔۔۔۔ اور حرا مسکرا دی تھی پری کی بات سن کر۔ کیونکہ پری کے دل کا
شہزادہ تو کوئی اور تھا۔۔۔۔ جسے وہ دل میں سا چکی تھی۔۔

چلیں پریشہ اپنا پنا سہی تو ہماری ڈاکٹر حرا بھی تو کسی سے کم نہیں ہیں۔۔۔۔

اوے ہاں یہ تو واقعی میں کسی سے کم نہیں ہے۔

اور یوجسٹ شٹ اپ حرانے پاس پڑا کشن حنا کے سر پر ماڑا تھا۔۔۔۔

بس کر دو تم لوگ رشتے بنانے

مجھے تو غازیان بھائی کی انکھوں میں غصہ دیکھ کر بغاوت کی بواری ہی ہے۔ اور سویرانے

اپنی کیفیت اور ڈر کا اظہار کیا تھا۔۔۔۔

اور سب اس کی بات پر چپ ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے غازیان ایسے نیچے سے کیوں آگئے۔ پتا ہے تمہارے رویہ کو دیکھ کر

سلمیٰ اپا کو کیسے ٹھنڈا کر کے آئی ہوں۔۔۔

کیا ایسی تربیت کی ہے میں نے تمہاری۔۔ کہ بڑوں کے ساتھ ایسے پیش او۔۔۔۔

سوری امی۔۔۔۔۔

پر میں ربیا سے شادی نہیں کر سکتا۔۔ کیا کیا کہا۔۔۔۔۔

وہی کہا ہے جو آپ نے سنا ہے۔۔۔

اور وہ ہکا بکا غازیان کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

غازیان کیا تم اس گھر کے رواجوں کے بے خبر ہو۔ یاں جان بوجھ کے انجان بنے ہوئے

ہو۔۔۔۔

کیا دلاور بھائی جان کی زندگی تم سے چھپی ہوئی ہے۔۔۔

بولو غازی۔۔۔

جانتا ہوں سب جانتا ہوں امی۔۔

لیکن مجھ میں اور دلاور چچا میں بہت فرق ہے۔ وہ تو سب کے دباؤ میں اکر اپنی زندگی

برباد کر چکے لیکن میں ویسے نہیں کروں گا۔ مجھے میری زندگی کے فیصلے کرنے کا پورا حق

ہے۔

غازی۔۔۔ اور ان کا ہاتھ پہلی بار اپنی اولاد پر اٹھا تھا۔۔۔۔۔

امی۔۔۔

بس بس چپ کر جاو غازی میں کچھ نہیں سنوں گی۔۔۔

میں اباجی کو اپنا فیصلہ سنا چکی ہوں۔ اور اگر تم نے میرے فیصلہ نامانا تو میں بھول جاؤں

گی کہ تم میری اولاد ہو غازی۔۔۔۔

اور غازیان شدید غصہ کے عالم میں کمرے سے نکلا تھا۔۔۔۔

اور وہ وہی سرپیٹے بیڈ پر بیٹھ گئیں تھیں۔

انہیں ان کے بیٹے سے وہی بغاوت نظر آرہی تھی۔ جو تیس سال پہلے اس گھر کے ایک

بیٹے نے کی تھی۔ سب کچھ ویسے ہی ہو رہا تھا۔ آج بھی انہیں غازیان کی شکل میں دلاور

کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔۔۔ وہ تو گھوم کر رہ گئی تھیں۔۔۔

پریشہ کھڑکی پر کھڑی اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ جو مسلسل ٹہلتے ہوئے تین سگریٹ

پی چکا تھا۔۔ اور پری کو سخت کوفت ہو رہی تھی کہ اتنا سلجھا اور پڑھا لکھا شخص حالات

سے منہ موڑے خود کو نقصان پہنچانے میں لگا ہوا ہے۔۔۔۔ پری کھڑکی بند کی

تھی۔۔۔

اک نظر حرا کی جانب دیکھا جو سب سے بے خبر سو رہی تھی۔۔۔۔

پری شال اوڑھے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔۔۔ اور چلتی ہوئی غازیان کے پاس ای

تھی۔ جو ڈبی سے اک اور سگریٹ نکال رہا تھا۔۔۔۔۔

بس کریں کیا ساری ڈبی اجھی خالی کریں گے۔ اور اسنے سگریٹ کی ڈبی غازیان کے
ہاتھ سے لی تھی۔۔

واٹس رانگ و دیو۔۔۔۔۔

نتھینگ۔۔۔۔

سگریٹ واپس کرو۔۔

نہی کروں گی۔۔



NEW ERA MAGAZINE
پلیز پریشہ۔۔۔۔۔ گیومی۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نومسٹر غازیان میں نہی دوں گی۔

کسی اور کا غصہ خود پر کیوں نکال رہیے ہیں۔

بڑوں کی خوشیوں کے اگے کیا پ بھی ویسے ہی سر جھکا دیں گے جیسے چند سال پہلے
اس گھر کے اک فرد کو مجبور کیا گیا تھا۔۔

مجھے افسوس ہو رہا اس گھر کے کچھ افراد کی زہنیت پر کہ دنیا اتنی اگے بڑھ گئی۔۔ لیکن
یہ پرانے دستور نابدل سکے۔۔

اپنی عزت نفس مجروح ناہو۔ اسلیے اپنے کیے گئے فیصلہ دوسروں پر سونپ دیئے جاتے
ہیں۔۔ اور جس کا خمیازہ ساری زندگی بھگتنا پڑتا ہے۔

میں اپ کی زندگی میں بولنے والی کون ہوتی ہوں۔ لیکن اک کزن ہونے کے ناطے اتنا
ہی کہوں گی کہ اگر اج اپ نے خود کیلئے سٹینڈ نالیا تو نسل در نسل یہ بنائے گئے رتی
رواج کبھی اپنا رخ ناموڑ پائیں گے۔۔۔۔۔

اج اپ کو خود کیلئے سٹینڈ لینا ہی پڑے گا۔ ورنہ نا جانے کب تک یہی سلسلہ چلتا رہے

گا۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور وہ پری کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اور اج اسکا ہر حرف سیدھا اس کے دل میں گھر کر رہا

تھا۔۔۔۔۔

امید کرتی ہوں کہ دلاور کے ساتھ جو ہوا وہ کسی کے ساتھ ناہو۔ باقی اپ خود اپنی زندگی
کے فیصلے کرنے کا حق رکھتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ لیں اپنی سگریٹ کی ڈبی۔۔ ڈسٹبیں میں پھینک دیجیے گا۔ اور ٹھنڈے دماغ سے اپنی
زندگی کا فیصلہ کیجیے گا بنا کسی کے بھی دباؤ میں اکر۔۔۔۔۔

اور وہ یہ کہہ کر رکی نہیں تھی۔۔

بلکل پریشہ میں ماضی کا دلا اور نہیں بنوں گا میرے دل کی حکمران صرف تم ہو۔ اور
میری زندگی کا حصہ بھی تم ہی بنو گی یہ وعدہ ہے میرا خود سے۔ اسکیلے چاہے مجھے
سارے خاندان سے دشمنی مول لینی پر جائے۔۔ اور وہ مسکراتا ہوا سگریٹ کے باکس
کو ڈسٹبین میں پھینکتے روم کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جی ممتھینک گاڈپری کی لائف اب اپنی نارمل روٹین پر واپس آگئی ہے۔۔۔

مما میں بس بہت جلد واپس آؤں گی پری کی کزن سویرا کی شادی ہے تو وہ بہت فورس
کر رہی ہے کہ شادی اٹینڈ کر کے جانا ہے۔۔۔

حرا۔۔ حرا اکدھر ہو۔۔ حنا کی مسلسل اوازیں ارہی تھیں۔

او کے ممما میں پھر بات کروں گی آپسے۔۔

جی ممما ای مس یو ٹو۔۔۔ لو یو۔۔۔ بائے۔۔

اور وہ جیسے ہی بے دھیانی میں پلٹی تھی۔

کہ کسی وجود سے بہت زور سے ٹکرائی تھی۔ کہ سرھی گھوم گیا تھا۔ اسکا۔ اوہ ہود کھائی

نہیں دیتا کیا۔ اور اک انجان شخص کو سامنے پا کر وہ بوکھلا گئی تھی۔۔۔

اور زمین پر گرے فون کی حالت دیکھ کر توروہانسی ہو گئی تھی۔

اوہ ایتم سوری۔۔۔۔

واٹ لک ایٹ مائی فون۔

دیکھیں میں نیو دلا دو گار یلیکس۔

تھینک یو سو مجھ میں خود لے لوں گی۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Etc

ارے حرا یار تم ادھر ہو۔۔۔۔

پر حنا امان کو وہاں کھڑے چونکی تھی۔

اسلام علیکم امان بھائی تسی کید ہوں ائے۔۔۔

و علیکم السلام بس ابھی ابھی انا ہوں چھٹکی۔ اوہ امان بھائی

میں چھٹکی نہیں بڑی ہو گئی ہوں۔۔۔

حرا تم ادھر کیا کر ہی ہو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں میں تمہیں کہ آج شام میں ہمیں

شاپنگ کرنے بھی جانا ہے۔۔۔

ارے میں تو بھول ہی گئی میں اپ کا انٹرو کرواتی ہوں امان بھائی۔ جو مسلسل حرا کے
تاثرات دیکھ رہے تھے۔۔۔

امان بھائی یہ ہیں حرا ہمارے دلاور چاچو کی بیٹی پریشہ یعنی کہ ہماری کزن کی بیسٹ فرینڈ
حرا جو کے لندن سے آئیں ہیں اور پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔۔ اور حرا اپا یہ ہیں
امان بھائی حنا نے حرا کی جانب دیکھا جو غصہ میں لال بھبھو بنی ہوئی تھیں۔

حنا کیپ کو آٹ۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور وہ غصے سے بولتی وہاں سے چلی گئی تھی۔

انہیں کیا ہوا امان بھائی۔

ہا ہا ہا یہ تو وہ ہی جانتی ہیں۔۔۔

باقی سب کدھر ہیں۔ اوہ آئیں امان بھائی امان جی کے کمرے میں چلتے

ہیں۔۔۔۔۔

وہ اج سب شادی کی شاپنگ کرنے کیلئے آئیں تھیں۔۔۔۔۔

غازیان کو ناچاہتے ہوئے بھی ساتھ انا پڑا تھا کیونکہ امان سب لڑکیوں کو اکیلے جھیل نہیں
 سکتا تھا۔ اس لیے ناچاہتے ہوئے بھی امان جی کے آسر پر اسے ساتھ انا پڑا تھا۔۔۔۔۔۔
 حرا کو تو سب سے پہلے اپنا موبائل ریسیپر کروانا تھا۔۔۔۔۔۔

اس لیے وہ حنا کے ساتھ موبائل شاپ میں گئی تھی۔۔۔ ارے امان بھائی آپ یہاں
 پر۔۔۔ جی ہاں موبائل میری وجہ سے گرا تھا تو میرا حق بنتا ہے کہ میں اپنی غلطی
 سدھاروں تو اچھا جی یہ بات ہے۔۔۔ اس لیے حرا جی اتنی غصہ میں تھی صبح۔۔۔۔۔۔

جججی جی۔ اور حنا گرا پکی فلاسفی اب ختم ہوگی ہو تو اپنی سہیلی سے کہیں موبائل پکرا دیں
 میں ٹھیک کروادیتا ہوں۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی نہیں بہت شکریہ ہم ٹھیک کروالیں گی۔۔۔۔۔۔

تو حنا غازیان کا تو پتا ہی ہے جب اگر اس نے واپسی کا بول دیا تو مطلب ایک منٹ میں
 سب کار میں ہوں گی پھر مت کہنا کہ شاپنگ ادھوری رہے گی اوہ ہاں حرایا یہ تو خیال ہی
 نہیں رہا یارا۔۔۔۔۔۔ بھائی تو پھر کسی کی بھی نہیں سنیں گے اور مجھے بہت کچھ لینا ہے۔

یہ لیں بھائی آپ خود ریسیپر کرواتے رہیں موبائل ہم شاپنگ کر لیں۔ اور حنا نے حرا کے

ہاتھ سے فون چھپٹ کر امان کو دیا تھا۔۔۔ اور خود حرا کی ایک ناسنتے اسے پکڑے شاپ سے باہر لائی تھی۔

امان تو اس کی حرکت پر مسکرا دیا تھا۔۔۔۔۔

ربیا تو غازیان کا اک منٹ کے لہے پیچھانا چھوڑ رہی تھی۔ غازیان یہ کیسا رہے گا ڈریس۔۔۔

لیکن غازیان نے اس کی کوئی بات ناسنی تھی۔ اسکی متلاشی نظریں تو کسی کو تلاش رہی تھیں۔ اور وہ اسے ایک چوڑیوں کے سٹال پر کھڑی نظر آئی تھی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازیان ربیا نے غازیان کا بازو پکڑا تھا۔

اور غازیان نے غصہ سے ربیا کی حکمت کو دیکھا تھا۔۔

پاگل ہو تم یہ کیا حرکت ہے۔۔۔

مت بھولو کہ اس ٹائم تم مارکیٹ میں ہو۔ اپنی لمٹس میں رہو۔ اور والٹ سے اک کارڈ نکال کر اس کی جانب بڑھایا تھا۔ پکڑو اسے جو چاہیے جو پسند ہے وہ لیتی پھرو۔۔۔

اور وہ سویرالوگوں کو اتے دیکھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ریڈ بینگلز دکھائیں۔۔۔۔۔ یہ لیس میم۔۔۔۔۔ وا۔۔۔

لیکن یہ سائز میرے چھوٹا ہوگا۔ نہیں میم اپنا بازو ادھر کیجیے میں چیک کر دیتا ہوں یہ
چوڑیاں اپ کے انا جائیں گی۔

ٹھیک ہے پھر اور پری نے اپنا ہاتھ اس دکاندار کی جانب کیا تھا۔۔

غازیان نے پری کا بڑھتا ہوا ہاتھ پکڑا تھا۔ اور اشارے سے دکاندار سے چوڑیاں لیں
تھیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے پری کو وہ چوڑیاں پہنائی تھیں کہ پری بھی اک دم حیران رہ
گی تھی کہ یہ غازیان کہاں سے آگیا۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہاے کتنے پیارے لگ رہے ہیں دونوں اک ساتھ اور یہ حنا تھی۔

غازیان اور پری کو اک ساتھ دیکھ کر۔ ماشاء اللہ کہنے والی۔۔ کاش یہ دونوں ایک

ہو جائیں کتنا مزہ آئے گا پری کو اپنی بھابھی بنا کر۔۔

لیکن حرا کو سامنے کا منظر دیکھ کر شدید غصہ آیا تھا۔

پری ہوگی کیا شاپنگ۔۔۔۔۔ وہ چلائی تھی۔۔۔

کہ غازیان نے فٹ پری کا تھاما ہوا ہاتھ چھوڑا تھا۔

کہ پری بوکھلا کر رہ گی تھی۔۔۔

اور انہوں نے حرا کو دیکھا تھا جو تپتی ہوئی دکھ رہی تھی۔۔۔۔

اوہاں ہار ہوگی تقریباً شاپنگ یہ دیکھو حرا چوڑیاں کتنی پیاری ہیں ناپری نے پیار سے کہا تھا۔۔۔

ہاں پیاری ہیں لیکن یہ پہنی ہوئی بریسلٹ کی نسبت کم۔۔۔

اور پری سمجھ گی تھی حرا کا غصہ کی وجہ۔۔۔۔

ہاں ناوہ تو سب سے خاص ہے۔۔۔ اور حرا پری کی بات پر مسکرائی تھی۔ شکر ہے ورنہ میں تو ڈر گی تھی۔۔۔۔ کیوں!

کہ کہیں تمہارا دل ہی نا جائے اپنے کزن پر۔۔۔

ہا ہا ہا وہ یہ پریشہ دلا اور کا دل ہے ہر کسی پر نہیں اتا۔۔۔

اہوں اہوں کیا باتیں ہو رہی ہیں اکیلے اکیلے حنا ان دونوں کے پاس امی تھی۔ بس کچھ سگریٹ بھی ہوتا ہے ابھی تم بچی ہو۔۔۔

اور وہ ہنسی تھیں۔۔۔۔

دیتی اپ کو امان بھائی کے ساتھ بھیج دیتے کافی ریلیکس ہو کر اتیں۔۔۔۔۔ حنا کی بات سن کر حرانے اک تالی ماڑی تھی جس پر پری بھی ہنسی نہیں روک پائی تھی۔ اور مسکرائے تو غازیان بھی تھے پری کی مسکراہٹ کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

لیکن اس کا ایک نتیجہ ضرور ہوا تھا پورا سفر ربیاناک منہ بناتی چپ کر کے بیٹھی رہی تھی۔ لیکن ان تینوں سے تو پوری گاڑی میں ادھم مچایا ہوا تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی گھر پہنچی تھی۔ تو لاونج میں ان دونوں کو دیکھ کر پری چلا اٹھی تھی۔

علی صائم۔۔ مارے خوشی کے پری علی سے جا لگی تھی۔۔ لیکن کسی کے ہاتھ سے شاپنگ بیگ چھوٹے تھے اک دھچکا سا لگا تھا غازیان کو۔۔۔

اوہ بچو ہوش میں تو او۔۔۔ ہم بھی انیں ہیں ساتھ۔

اور وہ صائم سے ملتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔۔۔ اوہ بس چپ کر جاو۔

کیا روتی ہی رہو گی اب۔۔۔ دیکھو حرا۔۔۔

صائم علی واٹ اپنا پلینٹ سر پر اتر۔

علی بھائی سنبھالنا سے۔۔ ورنہ سیلاب آجانا۔۔ اور علی پری کی طرف دیکھ کر مسکرایا

تھا۔۔

ریلی چڑیل اور صائم حرا کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اوئے تمہیں کیا ہو گیا۔۔

کیوں کیوں مجھے کیا ہونا۔۔

لگتا پاکستانیوں نے تمہیں کچھ زیادہ ہی کھلا دیا۔ جو تم اتنی موٹی ہو گی۔۔

صائم کے بچے تم کو زرا۔ ارے نہیں نہیں بچاؤ علی مجھے اس سے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

اور وہ ہنس دیا تھا۔۔۔

مس یو یار۔ اور صائم بالکل بچوں کے جیسے ملا تھا حرا سے۔۔

اور اتنے دنوں کے بعد اپنے بچپن کے دوستوں کو اک ساتھ دیکھ کر آنکھیں تو اسکی بھی

نم ہو گی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پاس کھڑی حنا تو ٹکٹکی باندھے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

باقی سب گھر والوں کی بھی کیفیت وہی تھی۔۔۔۔

ارے کوئی ہمیں بتائے گا کہ کون صاحب ہیں یہ حرا۔

اور صائم نے پاس کھڑی حنا کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اوہ ہاں حنا یہ ہیں۔۔۔۔

میں ہوں صائم اور پیار سے مجھے سب صائم بلاتے ہیں۔

پری کا چھوٹا بھائی۔۔۔۔ اور حرا کا۔۔۔۔

بکو اس نہی کرنا کوئی حرا نے صائم کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

حرا کا چھوٹا بھائی۔۔۔۔

اور حرا کا مارے حیرت سے منہ کھلا رہ گیا تھا۔۔۔

ہائے اپ بھی مجھے صائم بلا سکتی ہیں اور صائم نے پاس کھڑی حنا کی طرف ہاتھ بڑھایا

تھا۔۔۔

تو یہ بات ہے۔ حرا صائم کی حرکت پر مسکرا دی تھی۔۔۔۔

ارے غازیان پتر تجھے بچپن سے شکایت ہوتی تھی ناکہ تمہارے ساتھ کھینے کیلئے تمہارا

شکل دیکھ کر سب کی ہنسی چھوٹی تھی۔۔۔۔

ارے تم دونوں کو ایڈریس کیسے ملا۔۔

ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے پری یہ تو پھر ایڈریس تھا۔۔

علی نے کہا تھا۔۔۔۔ خفا خفا سے انداز میں۔

اچھا جیسی پری نے محسوس کیا تھا جیسے وہ کچھ ناراض سا ہو۔۔

جی ہاں۔۔۔۔ ہے میرے دلاور پتر دی نشانی۔۔۔ اور یہ تھی سلمی پھوپھو جو صبح سے کسی

رشتے دار کی طرف گئیں تھی۔۔ اور اب جب سب کچھ تائی اماں نے انکے گوش اتارا تھا

تو وہ بھاگتی ڈاننگ ٹیبل کی طرف آئیں تھیں۔۔

اب یہ کون ہیں یار پری۔۔۔

ہائے میں صدقے جاواں انا تے ہمایوں سعید و رگہ ہیر و لگ رہیا۔ اور وہ علی کی طرف

بڑھی تھیں۔ کنا سوہنا و امیر اپتر اور انہوں نے علی کو گلے لگائے انسو بہانا شروع کر

دیئے تھے۔

علی تو تلملا اٹھا تھا۔ وہ انٹی سنئیے۔۔۔۔ میں۔۔۔۔

انٹی کون اوئے پھوپھو ہوں تیری یہ انگریزوں کی طرح انٹی وانٹی پلے نہیں پہندی۔۔

اور علی کے منہ پر اک تاثر اتا اور اک جاتا تھا۔۔۔

اور صائم سمیت سب کا ہنس ہنس برا حال تھا۔۔ نی سلمی کی ہو گیا۔ اور یہ اماں جان

تھیں جنہوں نے علی کو پھوپھو سے رہائی دی تھی۔۔۔۔

دلاورد اپتر ادھر دیکھ اوکھڑا۔۔

ہیں تے انا کون سی۔ میرے انہے انسو بہہ گئے۔۔

لیکن انکی آنکھوں سے بہا اک بھی انسو نا تھا۔

اوتھے دیکھ چلیے۔۔۔۔

اور اب تو صائم کی اپنی شامت اتی محسوس ہوئی تھی۔۔

ہائے بلکل دلاورد الٹڑ کپن ہائے میر اپتر۔۔۔

جی جی میں صائم میں ابھی ایسا۔۔

ارے اتھے مل میرے نال میرے کلیجے کو سکون آئے اور انہوں نے صائم کو کھینچ کر

گلے لگایا تھا۔۔ جو کے راہ فرار کی تلاش میں تھا۔۔۔

سب گھر والے علی کو گھیرے بیٹھے تھے۔ سپیشلی سلمیٰ پھوپھو تو کبھی اسے کسی ہیر و کانام دیتیں تو کبھی کسی کا۔ اور ربیا تو خاطر مدارت میں علی کے اگے پیچھے پھر رہی تھی۔ پری کو ربیا کی حرکت دیکھ کر بہت غصہ ا رہا تھا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ علی پر۔ کیونکہ ایکٹنگ میں تو اچھے اچھوں کے چھکے چھڑا دے اور جب سے اپنی تعریف سن رہا تھا تب سے پھولے ناسا رہا تھا۔ اور اگر پری کی طرف نظر کر بھی لیتا تو دیکھ کر ایسے اگنور کرتا کہ جیسے دیکھا ہی نا ہو۔۔

کر لو اگنور مسٹر علی جب میں نے اگنور کیا تو پھر دیکھنا کیا حال ہوتا تمہارا۔۔

اور صائم تو حرا کے پاس بیٹھھی حنا کو ہی ٹکر ٹکر دیکھے جا رہا تھا۔

اور حنا کے رخسار تو شرماتر ما کے لال ہو گئے تھے۔۔

پری صائم چائے لو بیٹا۔ اور شبانہ نے چائے کی ٹرے ان کی طرف کی تھی۔

جب سے شبانہ کو پتا لگا تھا کہ اللہ نے تو ان کو صائم کی صورت میں اک بیٹے سے نوازا ہے

وہ انکے خوشی سے پاؤں ہی زمین پر نہی لگ رہے تھے۔۔

تھا۔۔۔۔۔ وہ مسکرا دی تھی۔

تم۔ ہنس لو اب پری۔۔

ارے ارے سوری بابا۔۔۔۔۔ اچ پتا لگا کہ میرا بھائی کتنا سمارٹ ہے۔۔۔

مسکامت لگاؤ۔۔۔

کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی کہ میرے یہاں آنے سے ہمیں کتنے اپنے رشتے مل گئے
صائم۔

دادی ماں۔۔۔۔۔ ماما اور پاپا۔۔۔۔۔

اور وہ پاپا کے لفظ پر چونکا تھا۔۔۔۔۔ کون سا باپ پری۔۔۔۔۔ جس کا نام تک ہمیں معلوم نہ تھا۔

اج تک ہمیں کبھی سمجھ ہی نہ آیا کہ باپ کی شفقت میں رہنا کیا ہوتا۔۔۔

اج اگر یہ سب ملا بھی تو کیا ہماری ماما جو ہمارے لیے سب کچھ تھیں۔ وہ تو ہمارے ساتھ

نہیں ہیں اج۔۔۔۔۔ تو پھر کیا فائدہ۔۔۔

بابا مجبور تھے صائم۔

پری مرد مجبور نہیں ہوتا۔۔۔۔

غلط فہمی ہے تمہاری۔

میں بھی یہی سوچتی تھی صائم۔ لیکن تم حقیقت سے انجان ہو۔

کونسی حقیقت پری۔۔؟

اور وہ سب کچھ صائم کو بتا رہی تھی جو اسکے باپ پر بیٹا تھا۔ تاکہ صائم کا دل بھی بابا کے لیے صاف ہو جائے کوئی بھی خلعتش نارہیے۔۔

وہ لان میں پڑی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔۔ پری بھی پاس بیٹھ گئی تھی۔ صائم میں جانتی ہوں مرد مجبور نہیں ہوتا لیکن اسے مجبور کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ کوئی بھی قدم نا اٹھائے۔۔

مجھے پتا ہے صائم ہم نے بابا کے بغیر اپنی زندگی کے بہت حسین پل گنوا دیئے ہیں لیکن اب ہماری باری ہے کہ ہم اپنے بابا کا سہارا بنیں۔۔

اور میں جانتی ہوں میرا بھائی بڑا سمجھدار ہے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے سوچ لو۔۔ ماما کو تو کھو دیا کیا اب اتنی ہمت ہے کہ بابا۔۔۔۔۔ کو بھی کھو دیں۔۔۔ اور وہ ڈھے سی گئی تھی۔۔ رات ہونے کو تھی۔

اندر اجا و بابا نے وائیں ہوں گے۔۔۔۔

اور وہ اٹھ کر اندر چلی گی تھی۔۔۔۔ اور صائم وہیں سر کو تھامے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ اک

عجیب کشمکش میں ڈال گی تھی پری اسے۔ وہ دونوں تو واپس لینے آئے تھے انہیں۔۔

ولی شاہ گھر میں داخل ہوئے تھے تو سب گھر والے تیر کی طرح سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

تھے۔

دلاور پتر اگیا توں۔ پیچھے ہی دلاور شاہ گھر میں داخل ہوئے تھے۔۔

اسلام علیکم اماں جیتا رہ پتر۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صائم اور علی کو دیکھ کر وہ دونوں ہی چونکے تھے۔۔۔

پتر ادھر دیکھ اوکھ تیرا پتر۔۔

ر باب دی اخری نشانی تیرا پتر صائم پریشہ دا چھوٹا بھائی۔۔۔۔

اور ولی شاہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھوٹا تھا۔۔۔۔۔

دلاور شاہ کو تو جیسے کوئی سانپ سونگھ گیا تھا۔ وہ بس بے بسی سے صائم کی طرف دیکھ

رہے تھے۔۔۔۔۔

اور بڑی مشکل قدم اٹھاتے ہوئے صائم پاس آئے تھے۔

می میر ایٹا۔۔۔۔

اور وہ صائم کے گلے سے جا لگے تھے۔ کندھے جھک سے گئے تھے۔ انسو تھے کہ ان کی آنکھوں میں بہے جا رہے تھے۔ اماں جی کا بھی رورو کے برا حال تھا۔ بابا بس کریں روپیے مت آپکی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ اور وہ بابا کی جانب لپکی تھی۔ جنہیں صائم نے سہارا دیا ہوا تھا۔

نہیں مجھے بیٹا کچھ نہیں ہونا اب میرے بچے میرے پاس ہیں۔۔۔۔ موت بھی اجائے اب کوئی ڈر نہیں ہے۔۔۔۔

اللہ نا کرے بابا پری اور صائم نے اک اواز میں کہا تھا۔ اور دونوں دلاور کے سینے سے جا لگے تھے۔ کہ ان انکی کھوی ہوئی خوشیاں واپس لوٹ آئیں تمہیں۔ اماں تو صدقے واری جا رہیں تھیں۔۔۔۔

بابا ان سے ملیں اپ کے دوست کے بیٹے مائی بیسٹ فرینڈ علی۔ اور وہ بابا سے علی کو ملواری ہی تھی۔۔۔۔

اور اک وجود لزتتا ہوا صائم کے پاس آیا تھا۔۔۔

آخر کو ولی شاہ کا پوتا تھا صائم۔۔۔ ان کی چھاتی اپنے وارث کو دیکھ کر اپنی نسل کو دیکھ کر
اور چوڑی ہو گی تھی۔۔۔۔

پری یہ کون ہیں۔۔۔۔

ہماری خوشیوں کے قاتل۔۔۔

مطلب صائم نے حیرانگی سے پری کی جانب دیکھا تھا۔

رشتے میں ہمارے دادا لگتے ہیں یہ چوہدری ولی شاہ۔۔۔

اوہ تو یہ ہیں وہ۔۔۔۔

خیر ای ایم ٹو مجھ ٹائرڈ۔۔۔۔۔

اوہ ہاں حنا صائم کو انکار و دم دکھا دو۔

جی اپنی۔۔۔۔

اور جو صائم سے ملنے کیلئے کھڑے ہوئے تھے وہی لڑکھڑا گئے تھے۔۔۔۔

کیا ہوا چو ہداری صاحب خاندان کا وارث دیکھ کر اپ کا سارا غرور خاک میں مل گیا۔ افسوس ہیں ناسب کچھ پاس ہو کر بھی اپ خالی ہاتھ رہ گئے اور وہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

یہ رہا اپکا کمرہ۔۔۔۔۔ مسٹر صائم۔۔

ویل میں کوئی مسٹر۔ ہیں ہوں جسٹ صائم ہوں۔۔۔

حناجی۔ امی سمجھ۔۔۔۔۔

ججی۔ وہ دھیمی اواز میں بولی تھی۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگر اپ کا شرمنا ختم ہو گیا ہو تو میں اندر جاؤں۔

اور وہ سٹیٹا کر رہ گئی تھی۔ ججی۔۔ جائیں میں نے ہاتھ پکڑ کر روکا ہے کیا۔۔ یہ لیس پکڑیں

اپنا کوٹ۔۔۔۔۔ اور حنا صائم کا کوٹ اس کے سر پر بٹکھ کر گئی تھی۔۔

ہا ہا ہا یہ تو بالکل میرے جیسی ہے تیکھی مرچی ہا ہا ہا اور صائم ہنسا تھا۔

اوہ کدھر گم ہے میری سویٹ کزن۔۔ علی حرا کے پاس آیا تھا تو وہ چونکی تھی۔

اوہ میں نے کہاں ہونا۔۔۔ اچھا ماما کیسی تھیں۔ اور پاپا۔۔ انکل انٹی۔۔۔ اوہ بس بس

وہ اکھی سانس میں بولی تھی۔۔۔۔

وہ بلکل ٹھیک ہیں۔ اور انٹی ریلی مس یو یار۔۔۔

ہوں مس تو میں بھی کرتی ہوں انہیں۔۔۔۔

کیا میں یاد نہی انا تمہیں حرا۔۔۔

نہیں بلکل بجی نہیں۔ بس تمہیں ہی یاد کرنا تھا۔

اچھا جی بڑی ظالم ہو تم حرا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ وہ کیوں۔۔۔

کیا کیوں کوئی آئیڈیا ہی دے دو اس چڑیل کو کیسے بتاؤں اپنے دل کی بات ہر

بات۔۔۔۔۔ ابھی جاو او دبتا او دل کی ہر بات۔۔۔۔۔

کیوں میں کیوں بتاؤں۔۔۔ کبھی خود بھی تو سمجھے میری کیفیت کو۔۔۔

اوہ جناب ابھی وقت ہے ضد چھوڑو اور اظہار محبت کر دو وگرنہ یہ ناہو کہ کہیں دیر

ہو جائے۔۔۔۔

اور اس نے سامنے کھڑی پری کو دیکھا تھا۔ جو غازیان سے بات کرنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

جی ٹھیک ہے میں کل سے ہی ہاسپٹل جوائن کروں گی۔۔ اوکے دیٹس گڈ۔ میں کل اپکو ڈراپ کر دوں گا۔

اور علی کو تو الگ فکر لاحق ہو گئی تھی۔۔ یاریہ کی چکرھے حرا۔۔ ابھی تک تو کوئی چکر نہیں ہے بس اپنی پری بہت معصوم ہے۔۔ اگے تم سمجھدار ہو۔۔

پری ازما مین اور وہ یہ کہتا پری کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
پری مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ اور پری جسے حرا نے اشارہ کیا تھا تو وہ بھی مسلسل علی کو اگنور کرنے میں لگی ہوئی تھی۔۔۔

غازیان نے علی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جسٹ ایکسکوز می مسٹر غازیان۔ اگر آپ دونوں کی باتیں ختم ہوگی ہوں تو مجھے پری سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔

اوکے۔۔ پری کل اپ ریڈی رہیے گا۔۔۔۔۔

علی اس نے علی کی جانب دیکھا تھا میں کیوں جلوں گی۔۔

جل تو تم رہے تھے نا۔ مجھے غازیان جی کے ساتھ کھڑے دیکھ کر۔ اور پریشہ نے

شرماتے ہوئے جان بوجھ کر غازیان کے ساتھ جی کا لفظ لگایا تھا۔۔۔

جس سے علی اور تپ کر رہ گیا تھا۔۔

کیا کیا غازیان جی۔ اتنا شیریں لہجہ میں پوچھ سکتا ہوں کس خوشی میں۔

ہائے میں بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ اور وہ جانتی تھی کہ علی اب اور تپے گا۔۔

لیکن خود بھی توجہ سے آیا ہوا ہے مجھے اگنور کر رہا ہے اب دیکھتی ہوں مسٹر تمہیں

میں جیسے کوتیسا۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا تھا۔۔۔۔۔

کیا مطلب بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔

وہ میرے کزن ہیں جناب۔۔

ہاں تو کزن ہے تو ہو گا۔۔۔ میں کیا کروں۔ تمہارا اتنا خوش اخلاق ہونا ضروری ہے

کیا۔۔۔۔۔

ہائے بس غازیان جی کے سامنے الفاظ خود بخود ہی منہ سے نکلنے لگتے ہیں۔۔

سٹاپ اٹ پری اور علی نے پری کو کھینچ کر اپنے پاس کیا تھا۔۔۔۔۔ کہ پری بھی سٹیٹاگی تھی۔۔۔ اور دونوں اک دوسرے کی آنکھوں میں ڈوب گئے تھے۔۔۔۔۔

لیکن پری ہمیشہ کی طرح اسکی آنکھوں میں زیادہ دیر دیکھنا پائی تھی۔۔۔

چھوڑو علی کوئی اجائے گا اور جس کی بانہوں کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ خود کو آزاد نہی کر پار ہی تھی۔۔۔ کیا ہو گیا ہے علی چھوڑو بھی۔۔۔

چھوڑوں گا تو کبھی بھی نہیں اس غلط فہمی کو دل میں کبھی لانا بھی مت۔۔۔۔۔ اور وہ تو علی کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اخرا سے ہو کیا گیا ہے۔

اور پری جانتے بوجھتے بھی انجان بنی علی کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔۔ کہ وہ اظہار محبت صرف علی کے منہ سے سننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

علی کوئی دیکھ لے گا۔ تم سدھر وگے نہیں۔۔۔

ہائے جو سدھر جائے وہ علی نہیں۔۔۔ اور اس نے روہانسی پری کی طرف اپنی گرفت ڈھیلی کر دی تھی۔۔۔

اچھا کچھ کہوں۔۔۔

کیا پری نے علی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

وہ پری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔

پری وہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

بہت موٹی ہو گی ہو۔۔۔۔۔ تم۔۔۔

ہیں پری کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔ اور علی اسکی کیفیت دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry|Ghazals|Etc.

علی تم میرے ہاتھوں سے مڑو گے۔

ہائے اوے ہم تو راضی ہیں جناب۔۔

بھاڑ میں جاو۔ اور وہ علی کو دکھا دیتی اندر کی جانب بھاگی تھی۔

اور علی جان بوجھ کر ستار ہا تھا پری کو۔ اور کوس بھی رہا تھا خود کو کہ وہ اج بھی پری کی

آنکھوں میں ایسے کھویا تھا کہ اظہار محبت ن کر پایا تھا۔۔

اور کھڑکی پر کھڑا غازیان یہ منظر دیکھ کر بہت بے قابو ہوا تھا۔ اور پاس پرے شیشے کے

میز پر زور سے ہاتھ ماڑا تھا۔۔۔ کہ کانچ ٹوٹنے سے اس کا ہاتھ لہولہان ہو گیا تھا۔
 لیکن درد کی اک لہر تو اسکے دل میں اٹھی تھی۔ ہاتھ کا درد تو کہی کم تھا اسکا۔۔۔۔۔۔۔
 سمجھتا کیا ہے گدھا۔۔۔۔۔

اوے کی ہو گیا کڑیئے حرانے کہا تھا۔۔۔ فلم پنجابی سین میں۔
 کہ جب سے پری کمرے میں ای تھی۔ بڑ بڑائی ہی جارہی تھی۔۔۔
 اک نمونہ ڈرامے باز کم ہے کہ تم بھی فل ان ڈرامائی روپ میں میدان میں اگی ہو۔۔۔
 اوے کی ہو گیا۔ کس دی گل کر رہی ہے کڑیئے توں۔۔۔۔
 اور پری نے غصے سے حرا کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

جو اماں جی کی نقل اتارتے ہوئے ان طرح پنجابی بول رہی تھی۔۔
 اوہ بتاؤ بھی ہوا کیا ہے۔ سلمی پھو پھونے کچھ کہا کیا۔۔
 نہیں وہ تو سلمی پھو پھو سے بھی چار قدم اگے ہے۔

کون۔۔۔۔

تمہارا کزن۔۔۔۔

کسکی علی کی بات کر رہی ہو۔

ہاں اسکی بھی بات کر رہی ہوں۔۔۔

سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔

کیا پوز کر دیا کیا اسنے۔۔

ہا ہا ہا۔ پری غصے سے گڑائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Gedha۔۔۔۔

اونے کہا کیا۔۔۔۔ اسنے۔۔۔۔

اور پری نے ہر بات حرا کے گوش اتاری تھی۔

اسکی ہمت کیسے ہوئی مجھے موٹا کہنے کی۔۔۔

اور حرا کا ماڑے ہنس ہنس کے برا حال تھا وہ تو بیڈ پر لہٹی لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

علی کے بھی کیا کہنے رومینٹک موڈ کو فنی موڈ پر لے گیا۔۔

حرادفعہ ہو جاوہنسو تم بھی۔ بات مت کرنا مجھ سے تم۔۔

ارے بات تو سنو سوری سوری۔

میری پیاری دوت اب ناراض ہوگی مجھ سے۔۔

نہی یار۔

لیکن ایسے کون کرتاھے بھلا۔۔

ہاں تو ایسے وہ لاکھوں میں ایک نمونہ ہی کر سکتاھے۔ علی جیسا۔۔ تم نے کیا سمجھا اتنی
اسانی سے بول دے گا وہ اپنے دل کی ہر بات۔۔

نہیں جناب اسکے بس میں ہو تو وہ تمہارے لیے چاند تارے بھی توڑ لائے۔ تو کچھ تو فلمی
کرے گا ہی وہ۔۔ ایسے سیدھے سیدھے تو وہ کبھی کچھ نا کرے۔۔

کیا سچ حرا۔۔۔۔

ہاں نا۔ ادھر دیکھ۔ کیا تم بھی محبت کرتی ہو علی سے پری۔۔

اور پری اٹھ کر کھڑکی کی جانب آئی تھی۔۔

حراجب جب مجھے کوئی بھی مشکل پری اک انسان میرے ساتھ قدم سء قدم ملائے
کھڑا رہا۔ بچپن سے لیکر اجنگ کسی کی بھی جرات ناہوتی تھی کہ کوئی مجھے کچھ کہہ
سکے۔۔۔۔

اور ہر بار جب میں علی کے قریب ہوتی ہوں نا مجھے ایسے فئیل ہوتا جیسے میں کسی
مضبوط حصار میں ہوں۔ دنیا جہان سے بیگانہ۔۔۔ اسکی آنکھوں میں تو میں کبھی دیکھ ہی
ناپائی۔ پتا نہیں کیا ہوتا ہے مجھے کہ میرا دل بے قابو ہو جاتا ہے۔

اک انجان سی کیفیت ہوتی ہے۔ اجنگ میں اپنے دل کی کیفیت سے انجان رہی
ہوں۔۔ اگر تم مجھے علی کی فیلائنگز نا بتاتی تو شاید آنجان ہی رہتی کہ پری کے دل میں علی
کا مقام بہت معتبر ہے۔۔

لیکن حراجب اتنی خوشیوں کی عادت نہیں ہے۔۔ اک سات اتنے رشتے مل
گئے۔ کہیں کچھ غلط نا ہو جائے۔ اب انہیں کھونے کی ہمت نہی رہی ہے۔۔ کہیں یہ
سب رشتے اود یہ سب خوشیاں کھو ہی نا جائیں۔ حراجب بہت ڈر لگتا ہے۔۔۔۔
اور پری یہ کہہ کر رودی تھی۔۔۔

پاگل ہو پری تم تو شکر ادا کرو اللہ پاک کا کہ تمہیں اتنے پیار کرنے والے لوگ ملیں
 ہیں سب تمہارے اپنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے اچھے بندوں کے ساتھ برا نہیں
 کر سکتے۔ بلکل پاگل ہو تم اور حرانے اسے گلے سے لگایا تھا۔
 اور تم تو اتنی لکی ہو پری کہ علی تم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔
 حرا کیا سچ میں وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے۔

ہاں پاگل دیوانہ ہے وہ تمہارا۔

اور تم تو پہلے ہی بیوقوف ہو بس تمہیں چرار ہا ہے۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اگر وہ تمہیں کسی اور کے ساتھ برداشت نہی کر رہا ہے تو تم خود سمجھدار ہو

ڈیر۔۔ اب وہ تمہیں ستار ہا ہے تو تھوڑا ہمارا ستانا بھی بنتا ہے۔۔

اور حرانے پری کو انکھ سے اشارہ کہا تھا تو وہ بھی مسکرا دی تھی۔۔

ابے کلمو ہی چھڑا لے اس لڑکے سے جان۔ اپنی یہ اوارہ گردیاں ختم کر یہ کراچی نہیں

ہے۔۔۔

چھوڑ دے اس موبائل کی جان اور میں بتا رہی ہوں غازیان کے دل میں جگہ بنالے
ورنہ وہ شہر کی چھکندری اپنی ماں کی طرح جلوے دکھاتی پھر رہی ہے۔ جیسے اس کی ماں
نے۔۔۔ یرے بھائی کو اپنے جال میں پھانسا تھا۔۔۔

اف ہوامی کیا ہو گیا ہے اپ کو۔ اپ کی بیٹی کے سامنے سب فیمل ہیں۔ اور کہا کمی تھی
عمر میں اک امیر زادہ ہے اور اپکی بیٹی پر مرتا بھی ہے۔۔۔ تو کیا ضرورت تھی نانا سے
میری اور غازیان کے رشتے کی بات کرنے کے لیے۔۔۔
اے بہن تو تو رہنے ہیڈے۔۔۔ اگر تیرے اس لوفر عاشق میں اتنی ہی غیرت ہوتی تو
کب کا اپنے گھر والوں کو رشتے کیلئے بھیج ہی چکا ہوتا۔۔۔

اور اگر تیری پچھلی کسی بھی کر توت کا غازیان یا اباجی کو پتہ لگا رہا تو میں تجھے چھوڑو گی
نہی۔ اور ادھر پکڑا یہ فون۔ اماں کیا ہے میرا فون واپس کریں۔

اس کلمو ہے فون کو تو میں چولہے میں جھونکوں گی اور ہاں میری اک بات سن
لے۔ غازیان سارے بزنس کو سنبھال رہا ہے تو عیش کرے اس گھر میں۔ لیکن یہ جو تو

کراچی میں تماشے کر کے ایّھے نادھر کسی کو بھی کانوں کان بھنک پڑگی تو تیرے
ساتھ مجھے بھی لٹا لٹکادیں گے سب۔۔ اور مجھے مجبور مت کرنا کہ میں جو تاتار لوں
تجھ پہ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور توں ادھر بھی کتابیں ساتھ لے ایّھے۔ تھوڑا تو بھی صائم کے ساتھ گھل
مل۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے وہ حنا مٹکتی پھر رہی ہے صائم کے اگے پیچھے۔۔ تاکہ تیرا بھی لگے ہاتھ
کروں کچھ اور پھر ایک اور پڑی ہے میرے زمرہ۔۔ اور سحرش نے اپنی ماں کی جانب
دیکھ کر سوچا تھا کہ کیا سب مائیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جو اپنی ہی بیٹیوں کو بوجھ سمجھ کر
دوسرے پر لادتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھانا ماں فون دے دے دو۔ میں کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرتی کہ تمہاری ناک
کٹے۔۔۔۔۔۔۔۔

اگے ہی تیری وجہ سے تیرا بھائی مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرتا ہے۔۔ اور میں
اب اپنے جوان بیٹے کے اگے سر نہیں جھکا سکتی۔ لگی سمجھ تجھے۔ اور انہیوں نے ربیکا کا
فون زمین پر زور سے پٹھکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اور ربیکا چلا اٹھی تھی۔

امی میرا فون۔۔۔

اور سلمی بیگم فون کو پاؤں سے کچلتی ہوئی کمرے سے نکلی تھیں۔۔۔۔۔

گڈ مارنگ ماما۔۔۔۔۔ پریشہ نیچے ای تھی۔ سفید قمیض شلوار پہنے۔۔۔۔۔ اج علی نے پہلی بار پری کو اس حلیہ میں دیکھا تھا۔۔۔۔۔ جو واقعی میں کسی سفید پری سے کم نہیں لگ رہی

تھی۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
علی تو پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔۔۔۔۔

ارے بچو کیا ہو گیا ہے۔ یہ سفید آتما کو بن گی صبح سویرے۔۔۔۔۔

پری نے صائم کو گھوڑا تھا۔۔۔

چپ کر صائم پتر۔۔۔۔۔ ایسے نہیں کہتے بڑی بہن ہے تیری۔۔۔۔۔

پری پتر لے میں اپنی دھی کی نظر لاد اوں اور انہوں نے پری کے اوپر سے مرچیں واری

تھیں۔۔۔

پر اماں جی نظر کیوں۔۔۔۔

ارے پتر ہسپتال جا رہی ہے میری دھی۔ اوتھے طرح طرح دے لوگ ہو و نظر نا لگے
میری دھی نوں۔۔

شبانہ پتر وہ شال تولے کرانا میرے کمرے سے۔۔

جی اماں ابھی لائی۔۔

یہ لیں اماں جی شال۔۔۔

اور انہوں نے پری کو کام دار کالی شال اڑائی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی
میری دھی۔۔۔۔

ھاھاھا اھا ا بچو یہ کپڑے کے تھان میں تو اپ کیا لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔

منہ بند کرو اپنا۔۔۔۔۔

اور پری چیئر کھینچ کر علی کے پاس والی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔ علی نے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔

اور پری نے غصے سے علی کی جانب دیکھا تھا۔۔

گڈ مارنگک غازیان بھائی۔ صائم نے بولا تھا۔۔۔۔

مارنگ۔۔۔۔ پریشہ اگراپ نے بریک فاسٹ کر لیاھے تو ہم ہسپتال کے لیے نکلیں۔

ارے غازیان بیٹا بیٹھو ناشتہ کرو۔

نہیں امی بھوک نہیھے۔۔

میں اپکا گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں اجائیں۔۔۔۔۔

اپنے بیٹے کا بیگانہ پن دیکھ کر وہ پریشان سی ہوگی تھیں۔۔۔۔ لیکن گھر کے رتی رواجوں

کے خلاف وہ کبھی اپنے بیٹے کو بغاوت نا کرنے دیں۔

پری کہاں جارہی ہو۔۔۔۔ علی پری کے پیچھے بھاگا تھا۔ دکھ نہیں رہا ہسپتال جارہی

ہوں۔۔

ہاں تو میں بھی چلتا ہوں ساتھ

ایسے کیسے اکیلے جاوگی۔ ارے اکیلی کہاں غازیان ہیں میرے ساتھ۔ فارپور کانسٹ

انفارمیشن۔۔۔۔۔

علی جی اپکی چائے۔۔۔ ربیاعلی کا نام پکارتی ان کی طرف ارہی تھی۔۔۔
 جاہیے چائے ٹھنڈی ہو جائے گی اپکی۔۔۔ اور وہ کہتی گھر سے نکلی تھی۔۔۔
 کار کا ڈور کھولے وہ کار میں بیٹھی تھی۔۔۔

غازیان نے کار سٹارٹ کی تھی۔۔۔ ارے غازیان اپکے ہاتھ سے تو خون نکل رہا ہے۔

غازیان نے ہسپتال کے باہر بریک لگائی تھی۔۔۔۔۔

ادھر دکھائیے۔۔۔۔۔ اتنا زیادہ زخم کیسے لگی ہاتھ پر چوٹ اف۔

کچھ نہیں معمولی زخم ہے یہ۔۔۔۔۔
 NEW ERA MAGAZINE.COM
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Reviews

واٹ معمولی۔۔۔

دکھائیں ادھر اور پری نے غازیان کا ہاتھ پکڑا تھا۔

اور اس نے ہسپتال داخل ہوتے ہی غازیان کی مرحم پیٹی کی تھی۔۔۔

غازیان اپ جیسے سمجھدار انسان سے ایسی بچکانہ حرکت کی امید نہیں تھی۔ اتنی غیر

زمیدرانہ حرکت۔ پتا بھی ہے اپکو ایسے زخم کھلا رکھنے سے کتنا انفیکشن ہو سکتا تھا۔۔۔

ڈاکٹر گھر کی مھی تو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔

ہاں یہ تو ٹھیک کہا اپنے اسلیے مھی جب چوٹ لگی تب مھی اتنی لا پرواہی دکھائی اور بینڈ تاج
بھی نہی کروائی۔۔۔۔۔

بس دیکھ لو فرسٹ پشینٹ ہوں اپکا۔۔

ہا ہا ہا جی یہ تو صیح کہا اپنے۔۔۔۔

اور وہ پری کی مسکراہٹ میں کھو گیا تھا۔۔۔۔

ارے کدھر گم گئے مسٹر غازیان۔

پری نے آنکھوں کے سامنے ہوا میں ہاتھ لہرایا تھا۔۔

ہوں کہیں نہیں۔۔۔ اور وہ دل مھی دل میں پری کو اپنانے کا عہد کر بیٹھا تھا۔۔۔

ارے یاد آیاں جاپ نے افس نہی جانا تھا۔۔

نہی شادی کی تیاریوں کی وجہ سے کچھ دن تک اف ہوں افس سے۔۔ اوہ سہی ایسے میں

اپکو باقی سٹاف سے ملواتا ہوں۔۔۔۔۔

جی داداجان پریشہ ہسپتال جا رہی ہے اور گاؤں کے لوگ بھی راضی ہیں کہ انہیں اب شہر کا رخ نہی کرنا پڑ رہا۔ اور اب اپ لیکشن کی بھی فکر مت کریں۔۔۔

بے فکر ہو جائیں۔۔۔ لوگ اپ کی خدمت سے کافی خوش ہیں۔ پریشہ نے بھی بخوبی ہسپتال سنبھال لیا ہے۔

یہ تو بہت بڑی خوشی والی خبر ہے غازیان پتر۔۔۔۔۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 دل خوش ہو گیا ہے یہ سن کے۔۔۔ کہ ولی شاہ دی پوتی اس کا بنایا ہوا ہسپتال چلا رہی ہے۔۔۔۔۔

لیکن داداجان۔۔۔۔۔ اک بات ہے کہ کیا لیکشن تک پریشہ یہاں رہتی بھی ہے کہ نہیں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ ورنہ دوسری پارٹیوں کی نظروں میں تو آپ ویسے ہی اے ہوئے ہیں وہ کوئی موقع نہی چھوڑیں گے اپکو نیچا دکھانے کیلئے۔۔۔۔۔ ہاں پتر یہ تو میں کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ مہ اگر اس کڑی دادا ماغ گھوم گیا تو وہ کچھ بھی کر ڈالے

اور غازیان کے ہونٹوں پر اک فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔۔۔

کیوں کہ آج اس نے اپنے دادا کے ساتھ ان کے جیسا ہی کھیل کھیلا تھا۔۔۔۔۔

اسے دادا کی سیاست سے غرض نہیں تھا اسے غرض تھا تو صرف اپنی محبت سے جسے وہ

کسی صورت بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

لیکن دروازے کے پاس کھڑی اماں جان یہ سب باتیں سن کر لرز اٹھی تھیں۔ اور دبے

قدموں وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔

وہ مرے ہوئے قدم اٹھاتیں دلاور شاہ کے کمرے میں آئیں تھیں۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلاور پتر۔۔ جو کھڑکی سے باہر اپنے بچوں کو چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے دیکھ کر خوش

ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

جی اماں جی آپ۔۔۔۔

خیر تہ تھی مجھے بلا لیا ہوتا۔

نہیں پتر خیریت ہی تو ناھے۔۔

اماں جی وہ ان کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھے تھے۔۔

کیا بات ہے اپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔
 جس کا شوہر مفاد پرست ہو اور اس کا پوتا بھی اپنے دادا کے نقش قدم پر چل نکلے تو میں
 کیسے نا پریشان ہووں پتر۔۔۔۔۔

میں اپنے پتر لیے تے کچھ نا کر سکی لیکن اپنی پوتی دی خوشیاں نو تباہ نہیں ہون دوں
 گی۔۔۔۔۔

کیا مطلب اماں وہ چونکے تھے۔۔۔۔۔

اور اماں جی نے وہ سب باتیں جو وہ سن کر انیں تھیں۔۔۔۔۔ دلاور کو بتادیں
 تھیں۔۔۔۔۔

وہ بھی سن کر سکتے میں اگئے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے بیٹھے تھے۔ اماں
 میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ میرا سنگدل باپ اب میری بیٹی کا بھی استعمال کرے گا ابھی
 جھوٹی شان و شوکت کے تلے۔۔۔۔۔

میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ جو انہوں نے میرے ساتھ کیا وہ میں اپنے بچوں
 کے ساتھ کبھی نا ہونے دوں گا۔۔۔۔۔

میں ابھی ان سے بات کرتا ہوں۔۔

نہیں پتر جذباتی مت بن اور ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا پتر وہ تیری بیٹی
ھے اور تو اس کی بھلائی ہی سوچے گا۔۔ غازیان بھی گھر دا بچہ ھے۔ عقلمند
سمجھدار۔۔۔۔

ججی اماں اسلئے میرا بھتیجا باجی کو مشورے فراہم کر رہا ھے۔۔۔۔

نہیں اماں پری اپنی زندگی کے فیصلے خود کرے گی اور ان سب میں اسکا باپ ڈھال بن
کر کھڑا ھے۔۔۔۔ NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
وہ واپس کھڑکی کی جانب ائے تھے جہاں پری اور علی کسی ٹاپک پر بحث کر رہے
تھے۔۔۔۔

پتر اب کہ بار فیصلہ کرتے ہوئے کمزور نا پڑنا۔

انہوں نے پری اور علی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔

بیٹی کی خوشیوں کے لیے تو باپ سارے جہاں سے لڑائی مول لے لے اماں۔۔۔ فکر
نہی کر پتر اب کی بار تیرے باپ کے شیطانی ہتھکنڈے کام نائیں گے میں ہوں تیرے

ساتھ۔۔۔

اور وہ ان کی پیٹھ تھپتھپاتے کمرے سے نکلیں تھیں۔۔۔۔

ہائے بارش کب ائے گی موسم تو دیکھو کیسے بادل چھائے ہوئے ہیں آسمان پر۔

حرانے حنا سے کہا تھا۔۔۔

اور انہیں دیکھو بھوکوں کو کیسے پکوڑوں پر جنگ کر رہے ہیں۔ انہوں نے علی اور صائم

کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ویسے حراباجی بڑے لوگ کہتے تھیں کی اگر کسی پر پانی پھینکیں تو بارش اجاتی ہے۔۔

کیا سچی میں یار۔۔۔

ہاں پر اب یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔ تو کیوں ناں آج آزما کر دیکھا جائے۔۔۔۔۔

اور حرانے پری کی طرف دیکھا تھا جو سامنے سے چلتی ہوئی آرہی تھی۔

تو ابھی ازما لیتے ہیں۔ اور حرامڑی تھی۔ صائم کے پاس پڑاپانی کا گلاس اٹھایا تھا۔ اور بن دیکھے پلٹی تھی۔ اور ساراپانی کا گلاس سامنے کھڑے شخص کے اوپر انڈیل دیا تھا۔۔۔۔۔

حرا کی یہ حرکت دیکھ کر علی اور صائم بھی دنگ رہ گئے تھے۔۔۔ اور حنا کا تو ہنس ہنس بڑا حال تھا۔

واٹ از دس۔۔۔۔۔ امان مارے حیرانگی سے بولا تھا۔

وہ یہاں تو پری۔۔۔۔۔
 NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 میں تو یہاں ہوں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پری نے آنکھوں کے اشاروں سمیت پوچھا تھا۔۔۔

وہ حنا۔۔۔۔۔

کیا حنا۔۔۔۔۔ وہ امان بھائی بارش نہیں آرہی تھی تو ہم نے سوچا کہ کیوں نا کسی پر پانی پھینکا جائے اور کیا پتا بارش اجائے۔۔

اوہ واہ جی کیا لوجیک ہے۔۔ صائم بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔ حنا صاحبہ کا اتنا دماغ چلتا

ھے تو اج آپ محکمہ موسمیات کی وزیر اعلیٰ کیوں نابینیں۔۔ بتانا پسند فرمائیں گی۔۔
 وہ اسلیے کہ کہیں آپ جیسا انسان بارش کے پانی میں ڈوبھی نا جائے۔۔۔ میری
 انفارمیشن کے تحت۔ حنا بھی کہاں جواب دیئے بغیر رہ سکتی تھی۔

اف بہتھی تیزھیں آپ۔۔

جی آپسے تو کمھی ہوں۔۔۔

وہ ای ایم سوری۔۔۔ یہ حنا کی پلینگ تھی۔ اور میں نے پری پر پانی پھینکنا تھا۔ درمیان
 میں آپ انا گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر سلی بتاونا حنا۔۔۔

اٹس اوکے کوئی بات نہیں امان نے دھیے انداز میں حرا کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

کیا کیا مجھ پہ پانی پھینکنا تھا حرا کی بچی یہ دن بھی دیکھنا تھا میں نے اب۔۔۔

تو پانیھی تھا۔ پری کون سا بمب پھینکنا تھا میں نے۔۔۔۔

ہائے جناب آپ کا تو پتا بھی نہیںھے۔ کہ کب منہ سے انگارے برسادیں۔ اور سامنے

والا راکھ ہو جائے۔۔۔

صائم کے بچے رکوتم۔۔۔ اور وہ صائم کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔۔

ارے امان بھائی حرا کا تھوڑا دماغی سٹر وڈھیلا ہے۔۔۔۔۔ علی نے کہا تھا۔ اُس اوکے
میں چلینج کر کے اتا ہوں۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔۔۔

حناجی امان بھائی۔۔۔۔۔

اک کہ چائے ملے گی۔۔۔ جی بلکل ملے گی۔

بس ابھی لائی۔۔۔۔۔

ارے ارے اپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔

اور علی نے پری کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔۔۔

بارش آنے والی ہے موسم دیکھو۔۔۔۔۔

ہائے ٹوچھ رومینٹک۔۔۔۔۔

ہاتھ چھوڑو۔۔۔۔۔ میرا پری نے خفا خفا سے انداز میں کہا تھا۔



NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ ہاتھ چھوڑنے کیلئے کب پکڑاھے جناب-----

نوڈا نیلا گز علی---

اور یہ لندن نہیںھے میرا گھرھے۔۔ اورا گرایسی فضول سی حرکتیں کرتے تمہیں کسے

نے دیکھ لیا تو سامان سمیت گھر سے باہر ہوگے-----

ہائے ظالم لوگ----- ان سے بھی بڑی ظالم تم ہو-----

اوہ اب میں بھی ظالم-----



NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بلکل

علی بارش ہونے لگی ہے---

تو ڈر لگ رہا کیا---

میں ڈرتی نہیں-----

تبھی بجلی کڑکنے کی اواز سننےھی پری علی سے جا لگی تھی۔ اور زور سے انکھیں میچلی

تھیں۔۔

وہ جانتا تھا۔۔۔۔۔ پری کو بادلوں کی گرج سے بھی خوف اتاھے۔۔۔۔۔

علی مجھے چھوڑ کر نہیں جانا۔ وہ گھبرائی گھبرائی سی بول رہی تھی۔

بلکل نہیں کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔

میں ہمیشہ اپنی پری کے پاس ہوں۔۔۔ نہیں وعدہ کرو پری کا لہجہ بھیگ سا گیا تھا۔ وعدہ

ھے پری پکا وعدہ۔۔۔ مڑ جاؤں گا لیکن کبھی ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

اللہ نا کرے پری اک دم سے ہوش میں ای تھی۔

خبر دار جو مرنے کی بات کی۔ ورنہ یہ گردن مڑو دوں گی۔۔۔۔۔

اچھا جی اپکا غلام حاضر ہے۔۔۔۔۔

اندر چلیں بارش کافی تیز ہو گئی ہے۔۔۔۔۔

پری اور پری کے چلتے قدم ر کے تھے۔۔۔۔۔ اور وہ واپس پلٹی تھی۔۔۔۔۔

علی کو گھنٹوں کے بل بیٹھے دیکھ وہ چونکی تھی۔۔۔۔۔

علی پاگل ہو اس طرح کیوں بیٹھے ہو دیکھو بارش کتنی تیز ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

اور علی نے اک مٹھی سرخ ڈبی کھولی تھی۔ جس میں اک ڈائمنڈ کی رنگ جگمگا رہی تھی۔۔

پری تو ششدر رہ گئی تھی۔

بچپن سے لیکر آج تک صرف اس دل میں اک لڑکی سمائی ہے۔ جس کے بنا میرا وجود ادھوڑا ہے۔ جو میرے جینے کی وجہ ہے۔۔ میرے دل کی ہر دھڑکن پر صرف ایک ہی نام ہے۔ اور وہ ہے پریشہ دلا اور۔۔۔۔۔

بے پناہ عشق ہے مجھے اپنی پری سے۔۔۔۔۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 کیا تم میری زندگی کا حصہ بنو گی پری۔۔۔۔۔ ویل یو میری می۔۔۔۔۔

اور علی کے یوں اعتراف محبت پر پری کی آنکھوں میں انسو اگئے تھے۔۔۔

بنو گی علی کے دل رانی۔۔۔۔۔ کیونکہ اس دل کی مالکن صرف تم ہو۔۔۔۔۔ صرف تم۔۔۔

بنو گی میری ہمسفر۔۔۔۔۔

اور پری کو تو جیسے یہ سب خواب لگ رہا تھا۔

بولو پری۔۔۔

اور پری نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

علی نے وہ ڈائمنڈ کی رنگ پری کے ہاتھ میں پہنائی تھی۔۔۔۔

اور اٹھ کر پری کے پاس آیا تھا۔۔۔۔

ای لویو پری۔۔ ای ریلی لویو۔۔۔۔

اور پری تو جیسے اس وقت آسمان میں اڑ رہی ہو۔۔۔

وہ وہاں سے بھاگنے کی زد میں تھی۔ لیکن علی اسکی شرارت بھانپ گیا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Poetry

اور اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔۔

جواب دیے بغیر تو نہیں جانے دوں گا۔ وہ پری کے منہ پر امی بالوں کی لٹ کو چہرے

سے ہٹا رہا تھا۔۔۔

چھوڑو علی کوئی اجائے گا۔۔

نا جواب دیئے بنا نہیں جانے دوں گا۔ اچھا جیسی۔ ابھی دیتی ہوں جواب۔۔۔ اور وہ

شرماتے ہوئے علی کے کان کے پاس ای تھی۔۔۔

علی۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ جب دل کرے گاتب تین میچیک ورڈز بولوں گی۔
اور کب بولوں گی یہ میری مرضی۔

اور وہ منہ چڑاتے ہوئے وہاں سے بھاگی تھی پری کو۔۔۔۔۔

وہ دونوں بری طرح بارش میں بھیگ گئے تھے۔

سامنے کھڑے غازیان کو انگور کرتی وہ اندر کی جانب بھاگی تھی۔

لیکن وہ علی کو گھوڑتا ہوا غصے سے کار کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے میں اتے ہی چینج کر کے پری باہر نکلی تو حرا کو گھوڑتے ہوئے پایا تھا۔

یہ تم دونوں کیا بچوں کی طرح بارش میں بھگتے رہے پتا بھی ہے سلمیٰ پھوپھو کتنی باتیں

کر رہی تھیں۔۔ وہ تو شبانہ انٹی نے بات سنبھالی۔۔۔

کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے کہ کون کیا کہتا۔

حرا حرا ارے کیا ہو گیا پری۔ حرا انج میں بہت خوش ہوں بہت خوش۔۔ یہ دیکھو اور اس

نے رنگ والا ہاتھ حرا کی جانب کیا تھا یہ دیکھو۔

علی نے مجھے پرپوز کیا حرا۔۔۔۔

کیا سچ میں ہاں حرا ہاں اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں اسماں میں اڑ رہی ہوں۔۔۔۔

مجھے تو یقین نہیں آرہا ہے۔۔۔

اور وہ حرا کے گلے لگی تھی ای ایم ویری پیپی بی فور یو۔۔۔۔ پری

اور حرا کی آنکھیں بھر گئیں تھیں لیکن وہ اپنے دوستوں کی خوشی میں بہت خوش

تھی۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازیان کا تو حال مجنوں کی طرح ہوا تھا۔ وہ اندھا دھند کار چلا رہا تھا۔۔۔ اسکی اتنی ہمت

میری پریشہ کو انگوٹھی پہنائے اور اس نے کار کو بریک لگائی تھی۔۔۔ پریشہ پر صرف میرا

حق ہے علی میں کسی صورت بھی اسے تمہارا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ کبھی

نہیں۔۔۔۔۔

وہ چلا اٹھا تھا۔۔۔۔۔

ججی ممانی میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔۔۔اپنے کمرے میں جاو صبح بات ہوگی تمہاری ماں
کے سامنے۔۔۔۔۔

اور ربیا کے منہ پر اک رنگ ا رہا تھا اور اک جا رہا تھا۔۔۔۔۔

سلمیٰ اپا بر امت مانئیے گا جب بچیاں جوان ہو جائیں تو انکھ اور کان دونوں کھلے رکھنے
پڑتے ہیں س۔ میں کچھ سمجھی نہیں بھا بھی۔۔۔۔۔ وہ جو چائے بسکٹ سے استفادہ
کر رہیں تھیں ان کے ہاتھ وہیں رکے تھے۔۔۔۔۔

رات میں پانی لینے کچن میں گی تو ربیا کسی سے فون پر بات کر رہی تھی باتیں تو نہیں سنی
اپا لیکن اتنی رات گئے آخر کس سہیلی سے باتیں ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ معاف کیجیے گا اپا
غازیان پہلے ہی اس رشتے سے رضامند نہیں ہے لیکن اگر کل کو کوئی ایسی ویسی بات
نکل ائی تو میں بھی اپنے بیٹے کو اس کی من مرضی کرنے سے نہیں روکوں گی۔
پر بھا بھی۔۔۔۔۔

مجھے غازیان کو ناشتہ دینا ہے بھابھی۔۔۔ اور وہ کہتی کچن سے نکلیں تھیں۔

اف میرے خدایہ لڑکی مرواے گی مجھے۔۔۔ کلمو ہی خود تو ڈوبے گی مجھے بھی ڈوبوئے
گی۔۔۔۔

پوری حویلی کو دلہنوں کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ مہمانوں کا اناجانا بھی شروع ہو گیا
تھا۔۔۔۔۔ آج شام سویرا کی مہندی تھی۔۔۔۔۔ سبھی گھر والے مہمانوں کی اوبھگت میں لگے
ہوئے تھے۔۔۔۔۔

حرا اور پری کے لیے تو سب کچھ بہت انوکھا تھا۔۔۔۔۔ سب رسم و رواج میں دونوں بڑھ چڑھ
کر حصہ لے رہی ہیں۔

اف پریشہ اپا یہ ڈانسنگ سٹیپ اپ ٹھیک سے کریں نا اور حنا تو پری اور حرا کو لیے ڈانس
سکھا رہی تھی۔۔۔۔۔ کہ دونوں کے پاؤں جو اب دے گئے تھے بس میری ماں بس اور نہی
ہوتا ہم سے۔۔۔

اپ تھک بھی گئیں۔ اتنی جلدی۔۔۔ پری اور حرانے اک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اوہ بہن پچھلے دو گھنٹے سے ایک ہی گانے پر اتنا ڈانس کیا ہے اور ابھی یہ بس ہے۔۔۔۔

مجھ سے نہیں ہوتا۔ اف پری باجی لڑکے والے بھی ہوں گئے تو ہمیں انہیں ہر صورت ہرانا ہے۔۔۔ اچھا بابا تھوڑی بریک لے لیں۔
اوکے میں اپ دونوں کے لیے کافی لاتی ہوں۔

شکر ہے تمہیں خیال تو آیا۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور حنا مسکراتی ہوئی کمرے سے نکلی تھی۔ کہ لاونج میں بیٹھے صائم کو دیکھ کر رکی تھی۔ جو سحرش کا ہاتھ تھا مے اس کی لکیریں دیکھنے میں مصروف تھا۔ ایا اتنا بڑا نجومی ابھی بتاتی ہوں اسے۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔ اور سحرش نے گبھرا کر ہاتھ پیچھے کیا تھا۔ تم یہاں بیٹھی ہو اور سلمی پھوپھو کا تمہیں آوازیں دے دیکر برا حال ہو گیا ہے۔ اچھا مجھے پتہ نہیں چلا۔
پتا بھی کیسے چلتا ہاتھ دکھانے میں جو اتنا مصروف تھی تم۔ اوہاں صائم جی۔۔۔۔

کیا کیا صائمہ جی نہیں صائمہ بھائی بلاؤ۔ جیسے میں اک سال بڑی ہوں اور تم مجھے اپنی بلاتی

ہو ویسے ہی صائمہ بھی بڑے ھیں تو بھائی کہو۔۔۔

ارے نوپرا بلم سحرش یوجسٹ کالڈمی صائمہ۔

جی ٹھیک ھے۔۔ میں امی کی بات سن لوں۔

اوکے بات سن کے جلدی انائی ایم وٹنگ۔۔

اور صائمہ نے حنا کی جانب دیکھا تھا۔ جو غصے سے لال ہوئی پری تھی۔۔۔

ویسے لائیے اپکا بھی ہاتھ دیکھ دیتا ہوں۔۔۔

کیوں اپ نجومی ہو۔۔۔

بس ایسا ہی سمجھ لیں اپ۔۔

مجھے کوئی شوق نہیں ھے کہ کوئی اجنبی میرا ہاتھ پکڑے۔۔۔

ہائے اجنبی کہاں ہم تو پکے کزن ھیں۔

تو کیا ہوا کزن ھی کونسا تیس مار خان ہوں کہ اتنی شیخی بکھیر رہے ہو۔۔

جاو پنی سو کالڈ کزن سحرش کے پاس۔۔۔۔

اور البتہ ان کی امی جان کا ہاتھ ضرور دیکھیے گا۔ کہ ان کا پتہ کب تک کٹے گا۔۔۔

اور حنا بالوں کو جھٹکتی اس کے پاس سے گزری تھی۔۔

ہائے یہ ادا ماڑ ڈالے گی۔

اوے کیا ہو گیا۔

کچھ نہیں علی بھائی۔۔۔۔



کڑی لگدا پسند آگی جو اکھ نوں۔

ارے نہیں یار اور یہ پنجابی کیسے بولی۔۔۔

بس دیکھ لو ایویں تو سب مجھے ہیر و نہیں بولتے۔۔ واو علی بھائی کمال ہو ویسے اپ۔۔۔

وہ تو میں ہوں صھی۔۔۔۔۔

لال لہنگے اور ہرے رنگ کی کام دار کرتی پہنے ہوئے وہ کوئی اسپر الگ رہی

تھی۔۔۔۔۔

وہ بالوں میں کنگھی کر رہی تھی۔ جب شبانہ کمرے میں داخل ہوئی تھی ماشاء اللہ میری
بچی تو بہت پیاری لگ رہی ہے۔

ارے ماما۔۔۔

میں صدقے جاؤں۔ اخراک دن وہ بھی ائے گا جب میں اپنی گڑیا کو خود دلہن کی طرح
سجاؤں گی۔ اور وہ تو شرماسی گی تھی۔۔۔

بس میری پری کا شہزادہ اجائے۔۔ اور انہوں نے پری کے ماتھے پر بوسہ دیا

تھا۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مما یہ دیکھیں چہ چیز کیسے سیٹ کروں۔۔ اور حنا کہہ کر گی ہے سب نے گولڈن

چہ چیز لینی ہے۔۔۔۔

ارے بیٹا اپنی ماما میں نا وہ تیار کریں گی اپکو۔۔۔۔۔

اور پری تو واقعی پری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ جیسے آسمان سے اتری کوئی حور ہو۔

ماشاء اللہ اور انہوں نے پری کے کان کے پیچھے کالا تیکا لگایا تھا نظر نا لگے میری بچی کو کسی

کی بھی۔۔

ہاہا ہا ماما پ بھی نا مجھے کس کی نظر لگ سکتی ہے۔

نا اللہ نا کرے کے کبھی کسی کی بھی بری نظر بھی پڑے میری بچی کو۔۔

چلو اب فٹاٹ نیچے اجا و سب مہمان اٹا گئے ہیں۔

جی ماما بھی ائی۔۔۔۔ اور یہ حرا کدھر گی۔

ہا ہا کہاں ہونا ماما بس اپنا بیوٹی بکس اٹھا کے لے کے گی ہے سب کو تیار کر رہی ہونی۔۔

چلو ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔۔

وہ پاؤں میں جوتا پہن رہی تھی کہ اپنے پیچھے کسی کو کھڑے پایا تھا۔۔

اور وہ چیخنے ہی والی تھی کہ علی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

پری کی انکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گی تھیں۔۔

شش۔۔۔۔۔ چپ۔۔۔۔۔ میں ہوں۔۔۔

تم۔۔۔۔۔ یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔

کیا مطلب کیا کر رہا ہوں۔۔۔

اپنی محبوبہ کے کمرے میں آیا ہوں۔ بنا کسی خوف و ڈر سے۔۔

ارے کوئی دیکھ لے گا تو سو قسم کی باتیں بنائیں گا۔۔

تم کب سے لوگوں کی باتوں میں دھیان دینے لگ گئی چڑیل۔

واٹ کیا بولا۔ میں چڑیل نظر ار ہی ہوں تمہیں۔۔۔

اچھا یار خفا تو مت ہو۔ تمہیں پتا ہے کتنی مشکل سے پہنچا ہوں تمہارے پاس۔۔

ہاں تو کس نے بولا تھا کہ یہاں او۔۔

کیوں کہ میں چاہتا تھا۔ کہ سب سے میں پہلے میں اپنی پری کو دیکھوں۔۔۔

چلو دیکھ لیا اب نکلو یہاں سے۔

تو بے یار کتنی سیلغیش ہو تم۔

وہ تو بہت ہوں۔ پری اترائی تھی۔۔

اوائے۔۔۔ علی نے پری کو اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

علی۔۔۔

شیش بولنا مت۔۔۔ اور اس نے پری کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھی تھی۔۔
 پریشہ دلا اور اپ نے تواج میرے دل کے تار چھیڑ دیے ہیں۔ کوئی اتنا پرکشش کیسے
 ہو سکتا ہے۔۔

اج مجھے اک گستاخی کرنے کی اجازت ملے گی کیا۔

اور پریشہ تو علی کی بات سن کر کانپ گی تھی۔۔

پاگل ہو گئے ہو علی۔

تم نے ہی تو کیا ہے۔۔

اور وہ پری کے پاس آرہا تھا لیکن پری اک قدم پیچھے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

لیکن اک دم وہ دیوار سے لگی تھی۔۔۔ اب کوئی راستہ نہیں ہے بچنے کا۔۔۔

وہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ اور پریشہ کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔

پری تو شرم کے مارے انکھیں بھی ناملا پارہی تھی۔۔۔

علی نے پری کا منہ اپنی جانب کیا تھا۔۔۔۔۔

پری نے آنکھیں کھولیں تھی اور اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔ پری کی گھبراہٹ کو
وہ بھانپ گیا تھا۔۔ اور مسکرایا تھا۔۔

ویسے لگ تو واقعی رنگ برنگی چڑیل ہی لگ رہی ہو۔۔

اور علی اسے چڑاتا ہوا بھاگا تھا۔۔

علی کے بچے رکومیں چھوڑوں گی نہیں تمہیں۔۔۔۔۔

ارے ارے کیا ہو گیا بچو۔۔۔

دیکھئے دیکھئے نا انکل کیسے بھوتوں کی طرح مجھے مارنے لے لیے لپکی ہے۔۔۔

پاپا ہٹ جائیں یہ اج میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچے گا۔۔۔۔۔

نو بیٹا اچھے بچے لڑائی نہیں کرتے۔۔۔۔۔

اور علی میری بیٹی کو تنگ نہیں کرو۔۔۔

جی انکل اور پری نے علی کو منہ چڑایا تھا۔۔۔

پاپا میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی۔۔۔ ماشاء اللہ اور انہوں نے پری کو پیار کیا تھا۔۔۔۔

ویسے انکل تھوڑی چڑیل جیسی نہیں لگ رہی۔

علی تم نہی بچتے اور وہ پھر سے علی کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔

دلاور شاہ دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیے تھے اور کچھ خیال ذہن میں لاتے چل دیئے

تھے۔۔۔۔

تو بہ استغفار کیسا دورا گیا ہے بھابھی یہ دلاور بھائی کی بیٹی دیکھو کیسے بھاگتی پھر رہی ہے

علی کے اگے پیچھے نا کوئی لحاظ نا شرم۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شبانہ نے ٹرے شلیف پر رکھی تھی۔۔۔۔۔

تو کیا ہوا سلمیٰ پاگھر کے بچے ہیں آنکھوں کے سامنے ہیں ہمارے۔۔۔۔۔

ان کے دن ہیں جیسے مرضی کھیلیں کو دیں۔۔۔۔۔

اور ماشاء اللہ سمجھدار بچے ہیں۔۔۔۔

واہ شبانہ بڑی باتیں اگیں تمہیں تمہیں کرنی۔ مت بھولو کہ وہ کون سا تمہاری کوکھ سے جمی

ہے۔۔۔۔

تو کیا ہوا اباھے تو میرے دلاور کا خون ھی۔ اور ہاں اگر میری سگی اولاد بھی ہوتی تو پرشہ
اور صائم سے بڑھ کر ناہوتی۔۔۔۔

لیکن خیر اپکو کیا فرق پڑتا کہ وہ رشتہ میں تو اپکی بھتیجی ھے۔ لیکن اپ نے ہمیشہ اسے
حقارت کی نگاہ سے ھی دیکھا ھے۔ لیکن میں اپنے بچوں کے خلاف اک لفظ بھی نا
سنوں گی۔۔۔ اور میرے بچوں پر تانک جھانک کرنے کی بجائے اپ اگر ر بیار توجہ
دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔۔۔۔

اور وہ بڑے اٹھائے باہر کی جانب گی تھیں۔۔۔
دیکھا بھا بھی یہ شبو جس کی زبان نا کھلتی تھی اج کیسے باتیں کر کے گی ھے۔۔۔

تو سلمی اپا کہاں کچھ غلط کہا ھے اس نے بہن بیٹاں تو سب کی ھی سانجھی ہوتی ھیں۔ اپکو
بھی بات کرتے ہوئے سوچنا چاہیے تھا کہ تین تین بیٹیوں کی ماں ھے اپ۔۔۔۔ اور وہ
کہتے ہوئے باہر نکلی تھیں۔۔۔

بہت زبانیں کھل گی ھیں دونوں کی اماں کی دی گی ڈھیل کا نتیجہ ھے بس۔۔۔

پری غازیان سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔۔۔

اوہ امی ایم سوری۔۔۔۔۔ میں نے دیکھا نہیں۔۔۔۔۔

غازیان تو پری کو اک الگ سے روپ میں دیکھ کر اس میں کھوھی گیا تھا۔۔

پری علی کی آواز پر غازیان جیسے ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔۔

جسٹ کڈنگ یار یوار لک لائک مائی بیوٹی فل پری۔۔۔۔۔

رینی علی۔۔۔

یس مائی ڈیر۔۔۔

ارے علی بھائی پری تم لوگ ادھر ہو تو حرا کدھر ہے۔۔ صائم پاس آیا تھا۔۔

امی تھینک روم میں ہوگی چلو تم دونوں رکو میں دیکھتی ہوں اسے۔

ارے غازیان تم ادھر ہو اور میں نا جانے تمہیں کہاں کہاں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔۔

کیوں کوئی کام تھا۔۔۔۔۔ وہ ریا کو بن دیکھے بولا تھا۔ کیا مطلب ہے غازیان کل

ہماری انگیجمنٹ ہے۔ اور میں اپنے ہونے والے منگیتر سے بات بھی نہیں

کر سکتی۔۔۔۔۔ اب

چلو یہ بتاؤ کے میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔

دیکھو ریا مجھے کوئی انٹریسٹ نہیں ایسی فضول قسم کی باتوں میں ناویومی۔۔

اور ریا اپنا سامنہ لیے رہ گئی تھی۔۔۔۔

حرا کمرے سے نکلی ہی تھی کہ سامنے امان کو کھڑے پایا تھا۔ کل کی پانی والی حرکت پر

اور اپنی نادانی پر خوب غصہ بھی آیا تھا۔۔۔۔

تو وہ قدم اٹھاتی امان کے پاس آئی تھی۔ جو سفید شلوار قمیض کے ساتھ اجرک لیے بہت

دلکش لگ رہے تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایکسیوزمی۔۔۔

اور امان پلٹا تھا۔۔ لیکن اک دم کو تو وہ حرا کو دیکھ کے حیراں رہ گیا تھا۔ بہت پیاری

لگ رہی ہیں اپ۔

ان کے لب ہلے تھے کہ حرا بھی چونکی تھی۔

جی کیا کہا۔۔۔

مم میں نہیں کچھ نہیں۔

اپ یہاں پر خیر توھے۔۔

ججی کیا مطلب میں یہاں نہیں اسکتی۔۔

نہی ایسی بات نہی ای مین ٹوسے۔۔ اس وقت سب فنکشن میں باہر ہیں تو۔

اوہ جی مجھے اپ سے سوری بولنا تھا۔۔

وہ کس لیے۔۔۔۔۔

کل بے دھیانی میں اپ پر پانی جو پھینک دیا تھا۔۔

اوہ وہ تو میں بھول بھی گیا۔ اور اپ معافی مانگ کر مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔۔۔۔

پلیز ڈونٹ سے دیٹ۔ اٹس اوکے۔۔

ریلی۔۔۔

یس مس حرا۔۔۔۔۔

پھر ٹھیک ہے۔۔

اور وہ باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔

حرا۔۔۔

جی وہ پلٹی تھی۔۔۔

اب انج بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔

اور حرا حیرانگی سے امان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

تھینک یو وہ کہہ کر باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

حرا، حنا اور پری نے سیم ڈریس بنوائے تھے۔۔۔

اور تینوں بہت ہی پیاری لگ رہی تھیں۔۔۔۔۔

ہر دیکھنے والی انکھ ماشاء اللہ کیے بغیر نارہ پائی تھی۔۔۔

نکلو باہر۔۔۔۔۔ یہ لیڈیز فنکشن ہے۔ اور حنا پچھلے دس منٹ سے صائم کے ساتھ بحث

میں مصروف تھی۔۔۔ کہ کب وہ لوگ یہاں سے نکلیں اور وہ اپنی پرفارمنس کا جلوہ

بکھیریں۔۔۔ کیوں یہ لان پر اور اس فنکشن پر تمہارا نام لکھا ہے کہ تمہارے حکم کے تابع

ہوں سب۔۔۔ میرا گھر اور میری مرضی۔۔۔

اوہ ہیلو میڈم فاریور کا سنڈانفار میشن یہ گھر جتنا تمہارا ہے اتنا ہی میرا بھی ہے۔ لگی

سمجھ۔۔۔۔

سوواٹ نکلو یہاں سے۔۔

حنایہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ دیکھیں ناتائی امی مجھے نکال رہی ہے یہاں سے۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے حنا۔۔۔۔

پرامی یہ لیڈریز کا فنکشن ہے۔۔۔۔ تو کیا ہو گیا۔۔۔۔ صائم بیٹا جیسے مرضی گھومو پھر وہ
تو ہے ہی جھلی۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی تائی امی۔۔۔۔

پرامی۔۔ چپ کرو حنا۔۔۔۔۔ پہلے ہی بہت کام ہیں مجھے۔۔۔

اور حنا پیر پٹھکتی وہاں سے چل دی تھی۔ کہ صائم اس کی حالت دیکھ کر ہنس دیا

تھا۔۔۔۔

سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔۔ جیسے کوئی تیس مار خان ہو۔۔۔

اوہ جناب کی ہوا۔

حرا وہ ایڈیٹ۔۔۔

کون۔۔ وہ دیکھو سامنے کیسے لڑکیوں کے درمیان بیٹھا ہے۔ اور یہاں سے نکلنے کا نام
نہی لے رہا۔۔۔۔

اوہ تو یہ بات ہے۔ اسے میں ابھی ٹھیک کرتی ہوں ڈانٹ وری۔۔۔۔۔

ارے اپ کی لائف میں اک ہیر وانے والا ہے۔ اور صائم کسی لڑکی کا ہاتھ پکڑے اپنی
فلاسفی جھاڑ رہا تھا۔۔۔۔۔

جان من صائم صاحب یاد ہے جب اپ نے میری سرونٹ کا ہاتھ دیکھا تھا تو اگلے دن
وہ مر گئی تھی۔۔

کیا بتایا نہیں سب کو۔۔۔

کیا نہیں بتایا حرا اپی انہوں نے پاس کھڑی لڑکی نے پوچھا تھا۔ یہی کہ جناب جس کا۔
بھی ہاتھ دیکھتے ہیں۔ وہ جہان فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔۔۔۔

کیا کیا اور جو لڑکی ہاتھ دکھا رہی تھی گبھراہٹ کے ماڑے سب ایسے بھاگی تھیں کی حرا
کا ہنس ہنس برا حال تھا۔

حرا بی سب کیا تھا۔۔۔۔

دکھ نہیں رہا ڈرامہ تھا۔۔۔

کیا یار اچھا خاصہ دل لگا ہوا تھا۔ پیاری پیاری لڑکیوں کے درمیان۔۔۔

شرم نہیں آتی۔۔۔ کس بات کہ شرم۔۔۔

اک پیاری سی لڑکی کو ستاتے ہو۔۔۔

کون وہ حنا وہ پیاری ہے کیا حرا ایسی سائید خراب ہے تمہاری۔ پتا بھی ہے کتنی ہٹلر لڑکی
 ہے۔۔۔ وہ۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ ہو دیکھو بھی کیسے منہ لٹک گیا ہے اسکا۔۔

اور اس نے حنا کی طرف دیکھا تھا جو چپ چپ سی لگڑی تھی۔۔

اسے کیا ہوا۔۔۔۔ یونوا سکی بہن کی شادی ہے سارے ارمان تو پورے کرے

گی۔۔۔ ہاں تو وہ کھڑے ارمان بھائی۔ ان سے کہے۔

اف ہو پاگل ہوگی ہو۔۔۔۔ صائم۔

ہاں تو چلو پھر کرتے ہیں ڈرائیو لاکا موڈ ٹھیک۔۔۔

وہ کیسے۔۔۔۔۔

اپنے سٹائل سے۔۔۔۔۔ اور وہ حرا کا ہاتھ پکڑے سٹیج کی طرف آیا تھا۔ علی بھائی

میوزک ان کریں۔

اور وہ بھاگتا ہوا حنا کے پاس آیا تھا۔۔۔ کزن کین یو ڈانس ود می۔۔

نو وہ روٹھے ہوئے انداز میں بولی تھی۔۔۔

چلتی ہو یا اٹھا کہ لے کے جاؤں اور وہ حنا کو کھینچتا ہوا سٹیج کی طرف لایا تھا۔۔۔۔

سب کو اکٹھا دیکھ اماں جی کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔۔ اور وہ دعائیں بھی دے رہی

تھیں۔

لیکن غازیان کا تو ماڑے غصہ کے برا حال تھا کہ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ پری کو علی

سے کسی طریقے سے چھین لائے۔۔۔۔

وہ غصے سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔۔۔

اباجی میں کہتی ہوں کہ کل کے دن ریا اور غازی پتر کا نکاح کر دیا جائے۔۔ منگنی تو سب عارضی رسمیں ہیں۔۔

اب کچھ بول کیوں نہیں رہے اباجی۔

سوچتا ہوں کچھ میں۔ اباجی گھر دی دھی ہے ریا۔ اب کے سامنے بڑی ہوئی ہے۔۔

وہ تو ٹھیک ہے پر میں ایسے کیسے اتنی جلد بازی میں کوئی فیصلہ کر سکتا۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں اباجی جو بھی فیصلہ کیا اب تک اب جی نے کیا ہے۔۔ اور اب جی

اب سب کے سامنے ریا اور غازی ان کے رشتے کا فیصلہ کریں گے۔۔

اور سلمیٰ یہ کہہ کر کمرے سے نکلیں تھیں۔۔ جو بھی ہو کل ریا اور غازی ان کی منگنی

نہی نکاح ہوگا۔۔

ورنہ سب کچھ ہاتھوں سے پھسلتا ہوا دکھ رہا ہے مجھے۔ اور یہ لڑکی پھر کوئی اوٹ پٹانگ

حرکت بھی نا کر بیٹھے۔۔

عمر کل میرا نکاح ہے میرے کزن کے ساتھ چاہے جو بھی ہو مجھے میری امی کے فیصلے پر

ہی عمل کرنا ہوگا۔۔ اب کبھی فون مت کرنا۔ سمجھو کے ریا مڑ گئی ہے۔ اور ریا نے

فون بند کیا تھا۔

اف پیچھے ہی پڑ گیا تھا یہ تو شکر ہے بلا ٹلی۔ وہ مسکراتی ہوئی اندر کی جانب بڑھی تھی۔

ہائے تھک گی میں تواج۔۔۔۔ حنا سمیت حر اور پری بھی بیڈ پر گری تھیں۔۔

واقعی یار تھکے تو ہیں لیکن زندگی میں یہ ایونٹ ہمیشہ یاد رہے گا۔۔ واقعی یار انوڈاٹوٹ

پری نے کہا تھا۔۔۔۔۔

اباجی تسی میری دھی نال ایچ نہیں کر سکتے۔۔۔ تب ہی سلمیٰ پھپھو کے چلانے کی آواز

ای تھی۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنی رات انہیں کون سا نیا پایا یاد آ گیا۔۔۔۔۔ یار۔۔۔۔۔

حنا تملای تھی۔۔۔

چلو دیکھتے ہیں یار پری فکر مندانہ انداز میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔۔

بس سلمیٰ پتر میں فیصلہ کر چکا ہوں۔ ربیا کے لیے میں نے اپنے دوست سے بات کی

ہے بہت بڑے لوگ ہیں وہ ربیائی ذمہ داری میں نبھاؤں گا لیکن۔۔۔

لیکن کیا اباجی بولو۔۔ کی کمی ہے میری دھی وچ۔۔۔۔۔

کہ تسی اج اپنی زبان تو مکڑ گئے۔

گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد لاؤنج میں جمع تھے۔۔

پری کو کافی حیرت ہوئی تھی کہ یہ ولی شاہ اپنی زبان سے اخر کیوں پھر گئے۔۔۔۔۔

بس میں فیصلہ کر چکا ہوں کل سویرا کی رخصتی کے بعد غازیان اور پریشہ کا نکاح

ہوگا۔۔

اور یہی میرا آخری فیصلہ ہے۔۔

اور پری کا تو سرھی چکرا کر رہ گیا تھا۔ جیسے کوئی بمب پھوڑا ہو کسی نے اسکے سر

پر۔۔۔۔

وہ تو بروقت حرا اور حنانے اسے سہارا دینا تھا ورنہ وہ تو گرنے کو تھی۔۔

لاونج میں بیٹھا ہر شخص اک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

ہائے وہ بد بخت لڑکی میری بچی کے نصیبوں کو ڈس گئی ہے۔۔

وہ لڑکی تو مجھے پہلے ہی دن ہی اک انکھ نا بھائی تھی۔۔

جانتی تھی میں مہ یہ لڑکی لڑکوں کو اپنے حسن کے جلوے دکھا دکھا کر اپنی انگلیوں پر

نچائے گا۔ اور سلمیٰ کے منہ میں جوار ہاتھا وہ پری پر بہتان لگا رہی تھی۔۔۔۔

پتا نہیں پردیس میں پلی ہے کیسا کردار ہو گا اسکا۔۔۔

بس اپا بس۔۔۔۔۔ اور دلا اور شاہ کے غصے بھری آواز سے وہ دھل گئی

تھیں۔۔۔۔۔

میں کب سے چپ کر کے یہاں سب کی باتیں سن رہا ہوں۔

اور آپ ہوتی کون ہیں میری بیچی کے بارے میں ایسی فضول باتیں کرنے

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

والی۔۔۔۔۔

اندھا یقین ہے مجھے میری اولاد پر اور میری رباب کی کی ہوئی تربیت پر۔۔۔۔۔

آپ کی زبان زرا بھی نالڑ کھڑی ایسی بات کرتے ہوئے۔۔۔۔۔

یہ مت بھولیں آپ سب کہ ابھی میرے بچوں کا باپ زندہ ہے۔۔۔۔

اور اپنے بچوں کی زندگی کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔

اور پری انسوپو نچھتی اپنے بابا کے پاس ای تھی۔۔۔۔۔

جس کی ذات پر اجاسکی سگی پھپھو کیچل اچھال رہی تھیں۔۔۔

بس دلاور پتر بس۔ اس گھر میں وہی ہوگا جو میرا فیصلہ ہوگا۔۔۔

اور میں کسی کو بولنے کا حق نہیں دیتا۔۔۔

صبح کہا باجی اپ نے بلکل سہی کہا۔۔۔

کسی کو بولنے کا حق دیا ہوتا تو اج میں سب رشتوں کے ہوتے ہوئے بھی اپ کے سامنے
تن تنہا کھڑا ہوتا۔۔

میری رباب میرے ساتھ ہوتی۔۔

بس میں اور کچھ نہیں سنوں گا۔۔۔ اگر جو کہہ دیا ہے کل غازیان کا نکاح پریشہ
سے ہر صورت ہوگا۔۔

تب ہی پریشہ تالیاں بجاتی ولی شاہ کے سامنے ان کھڑی ہوئی تھی۔۔

کیا بات ہے چوہدری ولی شاہ صاحب کیا کہنے اچکے۔۔

غازیان سمیت سب کا دھیان پری کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

انسان اپنے مفاد کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ یہ بات میں نے سنی تھی۔۔۔ انج دیکھ
بھی لیا کہ واقعی انسان اتنا بھی گر سکتا ہے۔۔۔

انہوں نے بولنے کے لیے لب کھولے تھے کہ پری نے ہاتھ کے اشارے سے
انہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔۔

نہیں میرے سامنے منہ کھولنے کی گستاخی مت کیجیے گا۔ چوہدری صاحب میں اپنی غلام
نہیں ہوں۔۔۔

جو آپکے اشاروں پر چلوں گی۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
میں پریشہ رباب ہوں۔ اسی رباب کی بیٹی جس کی طرف آپ نے اپنا رخ تک ناکیا
تھا۔ اور دھتکارتے ہوئے اسے گھر سے نکالا تھا۔

میں اسی رباب کی بیٹی ہوں۔ جسکے سہاگ کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے اسکا سہاگ
چھینا تھا۔۔۔

میں وہی رباب کی بیٹی ہوں جس کے باپ کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے اس کے بچوں
کو باپ کی شفقت سے محروم رکھا۔۔۔۔۔

اپ میری اور غازیان کی شادی اسلیے کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔ کہ میری رگوں میں بھی اسی
خاندان کا خون دور رہا ہے۔۔۔۔۔

نہیں پریشہ بیٹا یہ شخص اپنی جھوٹی سیاست کے نشے میں دھت ہیں۔۔۔

اپنی سیٹ بچانے کیلئے میری بچی کا استعمال کرنا چاہتے ہیں اپ۔۔۔ اباجی۔۔۔

نہیں اپ کو تواج باپ کہتے ہوئے بھی شرم ارہی ہے مجھے۔۔۔۔ کہ اپ نے تو کسی کو
بھی نا بختا۔۔۔

کاش بہت پہلے میں اپنے فیصلے پر قائم رہتا تواج یہ نوبت نا اتی۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن آج سے اور ابھی سے میرا ہر رشتہ ختم ہوتا ہے اباجی میں آپکے لیے مر گیا اور اپ
میرے لیے مر گئے۔۔۔

اور میں زندہ ہوں اپنے بچوں کے زندگی کے فیصلے کرنے کیلئے۔۔۔

اور میں پریشہ کے لیے اپنے دوست کو زبان دے چکا ہوں۔۔۔۔۔

پری نے دلا اور شاہ کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ پری کا ہاتھ پکڑے علی کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

علی بیٹا میری پریشہ اج سے تمہاری ذمہ داری ہے۔

کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔ تمہیں۔۔

نن نہی انکل وہ دونوں ہکا بکا دلاور کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔

تبھی دلاور نے اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال کر پری کو دی تھی۔۔۔۔

بیٹا پہنادو علی کو اور اماں جی اور شبانہ سمیت حرا، حنا، اور صائم بھی اگے بڑھے تھے۔۔

کم ان پری۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو مارے حیرت سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

میرا پیارا بچہ۔ انہوں نے پری کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

اور پری نے علی کو رنگ پہنائی تھی۔ کچھ لوگ تو اس کی خوشیوں میں بہت خوش

تھے۔۔۔

سلمی پھپھو تو شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجائیں ہوئی تھیں۔۔

لیکن کوئی تھا جو ٹوٹ گیا تھا۔ بکھر گیا تھا۔۔ جو اپنی ہی محبت کو اپنی آنکھوں کے

سامنے کسی اور کا ہوتا ہوا دیکھ کر ولی شاہ کے سامنے آیا تھا۔۔۔

ہار گئے آج آپ۔۔۔

کچھ بھی حاصل نہیں ہوا آپکو۔۔

اور وہ کہتا باہر نکلا تھا۔۔۔۔

اور پری بابا کے گلے لگے بچوں کی طرح سسکی تھی کہ سب گھبرائے تھے۔

یہاں تک کے سامنے بے سود کھڑے ولی شاہ بھی گھبرا اٹھے تھے۔۔

پاپا ماما۔۔۔ ماما کیوں چھوڑ گئی ہمیں آج ماما نہیں ہیں بہت یاد آرہی ہے انکی۔۔

آج سب ہے بس ماما نہیں ہیں۔ اور اس کی تڑپ میں ہر آنکھ اشکبار ہو گئی تھی۔۔

نن نامیرا پتر ہم ہیں ناتیرے کول اینجی کری دا۔ اور اماں جی اسے سینے سے لگایا تھا۔ نا

میرا پتر نا۔۔

کہ ولی شاہ بہت مشکل قدم اٹھاتے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔۔۔۔

کہ انہیں پری کے سامنے خود کا وجود مجرم لگ رہا تھا۔۔

کمرے میں اتے ہی انہیں اپنا دم رکنا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

پری کی باتیں رباب کا چہرہ سب ان کی نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ ان کیلئے سانس تک لینا محال ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

شبانہ پری کو کمرے تک لائی تھیں۔ اور وہ ان کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ کسی چھوٹی سی بچی کی مانند وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تھی۔۔۔

نامیں نا کہتی تھی کہ بہت بڑی فلم ہے یہ لڑکی۔۔۔ دیکھیے کتنی زبان ہے کہ اباجی کے سامنے کھولی۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
بس کر دیں سلمی اپا کم از کم خدا کا خوف ہی کر لیں۔۔۔۔۔

لیں بھابھی میں کیا بول دیا۔ اب نین مٹکے کیے لڑکوں سے تب ہی دلا اور بھائی نے کیسے پری کا ہاتھ علی کے ہاتھ میں دے دیا۔۔۔

اپ تو شکر کریں کے ایسی لڑکی سے اپنے غازیان کی زندگی بچ گئی۔۔۔

اور اک تھپڑ کی اواز گونجی تھی۔۔۔۔۔ اماں۔۔۔ سلمی چلا اٹھی تھی۔

اج مینوں شرم ارہی ہے۔۔۔۔۔ کہ تو میری دھی ہے۔۔۔۔۔ اور کی کمی رہ گئی میری

تر بیت وچ کہ تو اپنی زبان سے ایسے کیڑے نکالے۔۔۔

اس ننھی سی جان کے لیے انا زہرا گلاتوں نے منحوس۔۔۔

یہ تک نا جانا کہ تیری مہی بھائی دی اولادھے تو پھوپھی ہے اسکی۔ اور پھوپھی تو ماں جائی ہوتی ہے۔۔۔

ناکرم جلی۔۔۔ میں تو اس دن کو کوس رہی جب تجھے جنم دیا میں نے۔۔۔ کاش تیرا گلا میں اسی دن دبا دیتی۔۔۔۔۔

تو اچ تو اس گھردی دھی بہن لیے اتنا اول فول نا بکتی۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے توں نے تو اتنا بھی نا سوچا کہ تیری بھی تین تین بیٹاں ہے۔ ارے بیٹیوں والی ہو کر بازاری عورتوں کی طرح بکواس کرگی۔ ڈر اس خدا سے۔ کہ توں اک فرشتہ صفت پنچی پر بہتان لگائیں ھیں۔ جو کہ خدا بھی معاف نہیں کرتا۔۔۔ اور وہ کہہ کر کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔۔۔

اور غازیان نے ہاتھ میں پکڑی شراب کی بوتل زمین پر پھنکی تھی۔۔۔۔۔

اااا۔۔۔۔۔ وہ ذور سے چلایا تھام۔۔۔۔۔

پری صرف میری ہے صرف میری وہ صرف میری محبت ہے۔۔۔۔ میں اسے کسی کا
ہونے نہیں دوں گا۔

ای سمجھ تجھے علی۔۔۔۔۔

اور وہ ویران سڑک پر ہوش و خبر سے بیگانہ چلا رہا تھا۔۔۔۔

پری میری ہے علی میرے ہوتے وہ وہ تمہاری کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔

اور یہ کہہ کر غازیان نے جیب سے فون نکالا تھا۔۔



کل سویرا کے نکاح کے بعد سلمی پھوپھو کی بے جا ضد کی بدولت ربیا اور غازیان کے
نکاح کا بھی کہا گیا تھا۔ لیکن غازیان تو تب ہوش میں آیا تھا جب شیر وانی اس کے
کمرے میں پہنچی تھی۔۔۔

غازیان تم ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔۔۔۔

تیار کیوں امی کیا کیوں تمہاری بہن کی شادی ہے۔۔۔ اور تمہارا نکاح ہے۔۔۔
 اور وہ ہر برا کراٹھا تھا۔ کہ اک دم سر بھاڑی سا لگا تھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر
 رہ گیا تھا۔۔۔

غازیان بیٹا کیا ہوا ہے بیٹا ٹھیک ہونا۔ وہ گھبرائی ہوئی غازیان کے پاس امی
 تھیں۔۔۔۔۔ امی میں ربیا سے شادی نہیں کروں گا اور یہ میرا آخری فیصلہ
 ہے۔۔۔

خدا کے لیے غازیان یہ الفاظ بارہ زبان سے مت نکالنا۔۔۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 سلمیٰ اپنا کل کا لگایا تماشہ بھول گئی ہو تم۔۔۔

انہوں نے تو پریشہ تک کونا چھوڑا۔۔

امی چاہے جو بھی ہو میں شادی نہیں کر سکتا۔۔۔

کیا کیا کہا پھر سے کہنا۔۔

اپنی ماں کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ لو میں اپنا شوہر تو کھو چکی لیکن اپنی آنکھوں کے
 نور کو نہیں کھو سکتی۔۔

اباجی کا دل اپنی سگی اولاد کے لیے نا پھسلا۔۔۔ تو وہ پوتے کے لیے کہاں پھسلے گا۔ اور
میں نہیں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا ان رشتوں کی آگ میں دھنسے اور اپنوں کے خلاف
بغاوت کرے۔۔۔

امی پلیز میرے سامنے ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ مت کریں۔۔۔
ماں ہو تمہاری جانتی ہوں بیٹے کے دل پسند اور اگر مجھے بھی ربا اور پریشہ میں سے کسی
ایک کو بہو کے روپ میں چننا پڑتا تو میری اولین پسند پریشہ ہوتی۔۔۔۔۔

لیکن مجھے معاف کر دو تمہاری ماں مجبور ہے۔۔۔۔۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
امی آپ مجبور ہیں آپکا بیٹا نہیں اور وہ یہ کہہ کر کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔

اور وہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھے رو دی تھیں۔۔۔۔۔

فون کی گھنٹی بجی تھی کہ سکرین پر عمر نانا جگمگایا تھا۔۔۔۔۔

ربانے دو تین بار کال کاٹی تھی۔۔۔۔۔

تبھی میسیجز پر میسیجز کی آواز کانوں میں گونجی تھی۔۔۔۔۔

ہو گیا کیا میک اپ۔۔۔

جی میم ال موسٹ ہو گیا ہے۔۔

ٹھیک ہے اپ لوگ جائیں۔۔

بیوٹیشن کو جاتے دیکھ اس نے ڈور لاک کیا تھا۔۔۔

اور میسجیز کو اگنور کرتے اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔۔

کیا ہے عمر کیوں بار بار کال کر رہے ہو۔

میں نے کہا تھا ناجو بھی ہمارے بیچ تھا وہ الموسٹ سب فینشڈ ہو گیا ہے۔۔ انج میری

شادی ہے۔ یوں بار بار مجھے ٹیکسٹ کر کے تنگ نا کرو۔۔۔۔۔

میں مر جاؤں گا ریا تمہارے بغیر۔۔۔

تو مر جاؤ لیکن مجھے تنگ نہیں کرو۔۔۔۔۔

تم نے تو محبت سے دعویٰ کیے تھے مجھ سے۔۔۔

کیا وہ رسمیں وہ قسمیں سب جھوٹی تھیں۔۔۔۔

ہاں سب جھوٹ تھا۔۔۔ از جسٹ ٹائم پاس۔۔۔۔

اب مجھے دوبارہ تمہاری کال نائے۔۔۔

اوہ اوہ ٹھیک ہے اگر تمہاری نظر میں یہ سب اک مذاق تھا۔

تو میں اس وقت تمہارے حویلی کے باہر کھڑا ہوں۔

کیا کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ اور ربیا کھڑکی کی جنش ای تھی جو گھر کے بیرونی سمت کھلتی تھی۔۔۔

اک سفید گاڑی کے پاس اک عکس نظر آیا تھا۔۔۔ وہ تو عمر کی گاڑی دیکھ کر گھبرا گئی تھی۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔

ہا ہا ہا۔ کیا کرنا ہے اپنی محبت کو دلہن بنے دیکھنے آیا ہوں۔۔۔

چلو اک بار واٹس ایپ تو اوپن کرو۔

اور عمر نے فون کٹ کر دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ ہر بڑاتی واٹس ایپ اوپن کیے تھی کہ اپنی تصاویریں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔۔

اگر تم پانچ منٹ کے اندر باہر نائی تو میں اندر آ جاؤں گا۔

اور اس کے بعد جو ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔۔۔۔۔

آخر کو بہت سے ثبوت ہیں میرے پاس۔۔۔۔۔

پورٹا تم سٹارٹ ناو۔۔۔

اور فون بند ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کانپتے ہوئے خود کو شمال میں اوڑھے سب کی نظروں سے بچتی بچاتی حویلی کے پچھلی
سمت بنے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

تم تم یہاں کیا کر رہے ہو بولو۔۔۔۔۔

وہ کانپتی ہوئی باہر آئی تھی۔۔۔۔۔

ارے ارے کیا ہو گیا رہا۔۔۔

بس اپنی محبوبہ کو دلہن بنے دیکھنے آیا تھا۔

نہیں۔۔۔۔۔

ہیلو ڈیل فائنل کر بیچی لے کے اربا ہوں۔۔۔۔۔ اور یہ کہہ کر عمر نے کال بند کی
تھی۔۔۔۔۔

نن نہیں عمر تم کیا کرنے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ سٹاپ دا کار
وہ چلائی تھی۔

پر وہ کار میں میوزک کا ولیم بڑھا چکا تھا۔۔۔۔۔

ارے بھابھی غازیان کدھر ہے ابھی تک نہیں آیا اور ادھر بہن کا نکاح ہو رہا
ہے۔۔۔۔۔ سلمی نے کہا تھا۔ ججی میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔۔

ارے تائی امی چھوٹی ممالار ہی ہیں اچکو۔۔۔

اچھا ہو گیا پریشہ بیٹا تم دکھ گئی۔۔۔۔۔

یہ غازیان کو تو دیکھو ابھی کمرے سے نہیں نکلا ہے۔۔۔۔۔

اسے بلا کر لاو جی تائی امی میں ابھی دیکھتی انہیں۔۔۔۔۔

اور وہ غازیان کو ڈھونڈتی ٹیرس تک ای تھی۔۔۔

جو سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔۔۔

اپ یہاں ہے اور نیچے سب اپ کی راہ دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔

وہ پریشہ کی اواز پر مڑا تھا۔۔

بلیک کام دار فراق میں وہ واقعی کی پری لگ رہی تھی۔۔۔۔

اور اج کے دن بھی اپ سگریٹ پی رہے ہیں۔۔۔۔ اج تو اپ کا نکاح ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Urdu Books | Poetry | Gists

کیوں نکاح والے دن لوگ سگریٹ نہیں پیتے۔

لوگوں کا تو پتہ نہیں۔۔۔۔ لیکن اپ سے یہ توقع نہیں تھی کہ بہن کی شادی پر بھائی ہی

غائب ہیں۔۔۔۔

ہوں۔۔۔۔ اور غازیان نے منہ موڑا تھا۔۔۔۔

غازیان اپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔۔۔

نہیں تو۔ وہ پری کو بن دیکھے بولا تھا۔۔۔۔۔۔

کچھ چھپا رہے ہیں۔۔۔۔ جو نظریں چرا رہے ہیں۔۔۔۔

بس ماضی کے پنوں پر نظر ثانی کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔ میں سمجھی نہیں۔۔۔۔۔

یہی کہ کچھ بھی نہیں بدلانا اس گھر کے دستور اور نا کوئی قائدے

قانون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں سب پر فیصلہ تھو پاجاتا ہے اور مجبوراً اس فیصلے پر خاموشی سے سر جھکانا پڑتا

ہے۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک کہہ رہے ہے اپ غازیان لیکن اپ تو لڑ کے ہیں اپ تو اپنی زندگی کا فیصلہ خود
کر سکتے تھے نا۔۔

وہ پری کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔

شاید تم بھول گی کہ چند سال پہلے بھی اس خاندان کے اک فرد نے بھی کچھ ایسے ہی

فیصلے کیے تھے جس کا خمیازہ انہیں آج تک بھگتنا پڑا۔۔۔۔۔

اور کبھی کبھی اپنے بڑوں کی خوشیوں کے لیے مجبوراً سب فیصلے ماننے پڑتے ہیں۔۔

کیسے بھول سکتی ہوں غازیان۔۔

ناجانے کیوں آج اسے غازیان کے لیے بہت دکھ ہو رہا تھا۔۔۔

ای ائی ام سوری غازیان۔۔۔۔۔

کس بات کے لیے۔۔۔۔۔

وہ چونکہ تھا۔۔۔ میری اٹینشن اپ کو ہرٹ کرنے کی نہیں تھی۔۔۔

لیکن میں کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کہ میں ولی شاہ کی پیروکار بنوں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|۔۔۔۔۔ ہوں جانتا ہوں۔۔۔

اپ بہت اچھے ہیں غازیان لیکن قسمت کے فیصلوں کے اگے ہم سب مجبور

ہیں۔ ریا بھی بہت اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔۔

ہاں قسمت سے لڑ سکتا تو شاید۔۔۔۔۔ تم میری ہوتی۔۔۔۔۔

جی کچھ کہا اپنے۔۔۔

جانتی ہو پریشہ۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔

اگر میرے بس میں ہوتا تو۔۔۔۔۔

ارے پری یار تم ادھر ہو۔۔۔

علی پری کو ڈھونڈتا ہوا آیا تھا۔۔۔

ارے تم لوگ یہاں ہو۔۔۔

ویل بروپ کو انٹی نیچے ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔۔۔

اور علی کی بے وقت انٹری پر غازیان تلملا اٹھا تھا۔۔۔

غازیان اک نظر علی پر ڈالے نیچے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔

اوی مائی ڈول یو لوک لونگ۔ علی پری کے قریب آیا تھا۔۔۔۔۔

غازیان کے قدم ٹھہرے تھے۔۔ اور وہ پیچھے کی طرف مڑا تھا۔۔۔

لیکن اک نظر دونوں پر ڈالے اس کے تن و من میں اگ لگ گئی تھی۔ ناچاہتے ہوئے

بھی اسے علی کا وجود زہر لگ رہا تھا۔ اور جیسے وہ پری کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ غازیان جیسے

غصے میں بے قابو ہو گیا تھا اور علی کی جانب بڑھا تھا۔

علی۔۔۔۔ وہ غصہ میں بولا تھا۔

لیکن خود کے غصے پر قابو پا گیا تھا۔۔۔

ارے اپ ابھی گئے نہیں۔

علی نے غازیان کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

لیکن پری کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ بلکہ اور زور سے پکڑا تھا۔۔۔۔

پری تو ہاتھ چھڑانے کی زد میں تھا۔ لیکن غازیان کے پکارنے پر اپنی گرفت اور مضبوط

کر بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

شاید اپ جانتے نہیں ہیں کہ یہ پاکستان ہے۔۔۔۔۔ اپکا لندن نہیں۔۔۔۔۔

میں کچھ سمجھا نہیں مسٹر غازیان۔۔۔۔۔

اور اس نے پری کی جانب دیکھا تھا۔

پریشہ ناویری ویل اباوٹ۔۔۔۔۔

اوہ ویل شاید اپ کو پتہ نہی ہے کہ جب دو لوگ کچھ وقت اکیلے میں سپینڈ کرنا چاہے تو ایسے درمیان میں اکرا نہیں ڈسٹرب نہیں کرتے۔۔۔۔۔

دوسری طرف بھی علی تھا۔ کہاں چپ رہنے والا تھا۔

پری نے علی کو گھوڑا تھا۔۔۔

لیکن علی نے مسکراتے ہوئے پری کے بازو پر ہاتھ رکھے اسے اپنے گھیرے میں لیا تھا۔ کہ پری شرم کے ماڑے لال پیلی ہوگی تھی۔

میں اپنی ہونے والی بیوی کے ساتھ ہوں مسٹر غازیان اور مجھے اس بات سے کوئی ملامت نہیں۔۔۔۔۔

امید کرتا ہوں کہ اپ بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ کا رول پلے مت کریں۔ اور جلدی سے اپنے نکاح میں شمولیت اختیار کریں۔

تاکہ اپ کے نکاح کی بریانی ہم بھی کھا سکیں۔۔۔ قسم سے بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔۔۔

غازیان کابس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑے علی کا منہ نوچ لے۔

تھا۔۔ دیکھو پری اب تو شرمانا چھوڑ دو۔۔ اب تو منگنی بھی ہوگی۔۔

ہاں جی منگنی ہوگی پرا بھی شادی نہیں ہوئی ہے۔ ای سبھ۔۔۔۔

بے پناہ عشق ہے تم سے۔۔

کہ مرھی نا جائیں تیرے عشق میں۔

اللہ نا کرے پری نے علی کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

خبردار علی جو دوبارہ ایسی بات کی تو۔۔

تمہاری ای مجھے لگ جائے لیکن تمہیں کوئی اونچ بھی نا ائے۔

کیا بکو اس کر رہی ہو تم وہ غصہ سے گڑایا تھا۔۔۔۔

حقیقت بیان کی ہے علی۔۔

میں نے اپنی حد میں رہ کر بے حد عشق کیا ہے تم سے۔۔۔۔

اور بن تمہارے بغیر میرا وجود بے معنی ہے۔۔۔۔

اور اس کی آنکھوں میں انسو اگئے تھے۔۔۔۔

بس بس میری جان بے پناہ عشق ہے۔ یہ بات جان لو کہ بن تمہارے میرا وجود بس
اک مٹی کا پتلا ہے۔ جیسے جان سے بیگانہ ہو۔۔

دوبارہ تمہارے منہ سے میں یہ مرنے کی بات ناسنوں۔ وہ خفا ہوا تھا۔۔

اور تم ہو ایسی باتیں کرتے ہو اسکا کیا۔۔۔

ہائے وہ تو بس اپ کے سحر میں ہم ہوش سے غافل ہو کر ایک دم سچ بول دیتے ہیں۔

بڑی بات ہے جناب۔۔۔۔۔

وہی تو۔۔۔۔۔ آج کہہ بھی دو وہ تین میجیکل ورڈز جو میں سننے کو نا جانے کب سے بیتاب
ہوں۔۔۔

بولو بھی۔۔۔ وہ پری کے قریب آیا تھا۔۔۔۔

لیکن تب ہی سلمی پھوپھو کے چلانے کی آواز پر وہ چونکے تھے۔

یہ آواز تو پھوپھو کی ہے

وہ نیچے کی جانب بھاگے تھے۔۔

نا سلمی کی دھی بھری محفل میں خاندان کے منہ پر کالک مل کر چلی گی۔ ناجانے کس کے ساتھ گی اھے۔۔۔

لوگوں کی باتیں پری کے کانوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔

ہائے میری بچی ناجانے کہاں چلی گی ہائے پھپھو دھاڑیں ماڑ ماڑ کے رو رہی تھیں۔۔۔

سب گھر والوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔۔۔۔ سویرا کے سسرال والے بھی ایسی جگ ہنسائی پر تمللا اٹھے تھے۔۔

تب ہی حنا غازیان کی طرف بڑھی تھی۔۔ بھائی یہ رہا باجی کا سیل فون۔۔۔

اور غازیان نے وہ فون ان کیا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے کنٹیکٹ لسٹ چیک کرتے ہوئے لاسٹ کال کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

تو رہا کی کسی غیر مرد کے ساتھ تصویریں دیکھیں غصے میں اگ بگولہ ہو گیا تھا۔۔

اور غازیان کو غصے میں دیکھے ارمان بھی پاس آیا تھا وہ غازی کے ہاتھ سے فون لینے ہی والا تھا۔ کہ غازیان نے منع کر دیا تھا۔

جہاں وہ خود اک نگاہ بھی تصویروں پر ناڈال سکا تھا۔

دوسری طرف تو پھر اس کا بھائی تھا۔۔۔۔

وہ میرے ہاتھوں نہیں بچے گی۔۔۔

ارمان کہہ کر باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔

تب ہی غازیان غصے سے ارمان کے پیچھے بڑھا تھا۔۔۔۔۔

سب خاندان کے افراد چہ لگوئیاں کر رہے تھے۔۔۔

سلمی پھوپھو تو ہوش و خبر بے سود گر گئیں تھیں۔ ہر کوئی لعن تعن کر رہا تھا۔۔۔۔

بھری محفل میں ولی شاہ کے خاندان پر لوگ تھو تھو کر رہے تھے۔۔۔۔۔

ناکیسی کڑی سی نکاح کے دن بھاگ گئی۔ ماں باپ کا اک بار بھی ناسوچا۔ رسوا کر

گی۔۔۔ کرم جلی۔

بد کردار لڑکی۔

بس کر دیجیے خدا کا واسطہ ہے پری نے سب لوگوں کی باتیں سن کر اپنی چچی توڑی

تھی۔۔۔

ہر گھر میں بہن بیٹی موجود ہے

تو ایسی باتیں کرنا بند کیجیے۔ اگر آپ کسی کے مشکل وقت میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتے تو مہربانی ہوگی کہ آپ سب فضول باتیں بھی مت کریں۔

ریکویسٹ ہے۔

اپنے گھر تشریف لے جائیں۔ یہ ہمارا فیملی میٹر ہے۔۔ ہم خود سولو کر لیں گے۔۔۔

توبہ توبہ کتنی زبان ہے۔ لوگ باتیں بناتے ہوئے چل دیئے تھے۔۔۔

دیکھ لیا سلمی بیگم اپنی دی ہوئی ڈھیلکا نتیجہ۔۔ پہلی بار انکے شوہر نے ان کے سامنے زبان کھولی تھی۔۔

اج تک دوسروں کی بہن بیٹیوں پر تہمتیں لگائیں۔ اج تک مجھے اور میرے بیٹے کو کسی خاطر میں نالائی تم۔۔ ناجانے کس بات کا گھمنڈ تھا تمہیں جو تم آنکھوں پر پردہ ڈالے رہی۔۔۔

امان کہتا تھا تمہیں کہ رہا پر نظر رکھیں لیکن تم نے اس کی اک بھی ناسنی اور اج نتیجہ

تمہارے سامنے بے تمہاری دی ہوئی شہ نے سب بگاڑ کر رکھ دیا۔۔۔۔۔

تمہیں صرف تمہارے ابا جی کی شان و شوکت کا گھمنڈ رہا کہ تم اک چوہدری کی بیٹی ہو۔ اور تمہارے اگے کوئی اونچی آواز میں بات بھی نا کرے۔

اج تک وہ ہی تو میں نے کیا۔ تمہارے باپ کے احسان تلے تم نے مجھے دبائے رکھا۔ ورنہ میں اپنے چھوٹے سے کاروبار سے بھی تمہارا اور بچوں کا پیٹ پال سکتا تھا۔ لیکن تمہیں جھوٹی شان کو زندہ ہی تو رکھنا تھا۔۔

لیکن اج ان سب باتوں کی ذمہ دار صرف تم ہو۔۔۔۔۔ صرف تم۔۔

چوہدری صاحب مجھے معاف کیجیے گا۔۔۔۔۔ لیکن کاش آپ کے احسان نا ہوتے مجھ پر تو اپنی بیٹی کو کب کاتین حرف بول کر چھوڑ جاتا۔۔۔

لیکن اب اس عمر میں اور کتنی رسوائی اٹھائیں گے۔۔۔ میں اپنی دونوں بچیوں کو لیے جا رہا ہوں۔ نا اس عورت سے اور نا اسکی راہ پر چلتی اس کی بڑی بیٹی سے میرے بچوں کا کوئی سروکار ہے۔۔

ناپتر ایجنٹ نا کہہ۔۔۔۔۔ اماں جی تو رو رو کے نڈھال ہو گی تھیں۔

اج سب زمین بوس ہو گیا تھا۔۔۔

ضروری نہیں کے کسی کی بددعا لگے لیکن کبھی کبھی کسی کے انسو بھی انسان کو لگ جاتے
ہیں۔ اور اج بھی وہی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اتنے لوگوں کی خوشیاں تباہ کرنے والا شخص اس کے سامنے کھڑا اعتراف جرم کر رہا
تھا۔۔۔

پری نے قدموں میں پڑی پگڑی اٹھائی تھی۔ اور ولی شاہ کے سر پر رکھی تھی۔۔۔۔۔
وہ رباب کی بیٹی تھی۔ بدلہ لینا کب سیکھا تھا اور معاف کرنا ہی سیکھا تھا۔۔۔۔۔
ولی شاہ نے نظریں اٹھائیں تھیں۔۔۔۔۔

معاف کر دے پتر بیشک میں واپس سے سب کچھ ٹھیک نہیں کر سکتا اور شاید اس کا
خمیازہ مجھے ہر پل بھگتنا پڑے گا۔ مجھے معاف کر دو پتر مجھے معاف کر دو اور وہ رو دیئے
تھے۔۔۔

اباجی دلاوران کے پاس آیا تھا۔

دلاور پتر میں اپنے ہی ہاتھوں تیری خوشیوں کا گلا گھونٹا اج اس دی سزائیں ملی ہیں

مجھے۔ کچھ بھی نہیں میرے پاس خالی ہاتھ ہوں۔۔۔ سب کھو دیا۔۔۔ سب۔۔۔

نہیں اباجی ایسے مت کہیے۔۔۔۔

مجھے اور پریشہ کو کوئی شکوہ نہیں اپ سے چاہے جو بھی ہو اج باپ کا سر جھکا ان سے دیکھا

نہیں جارہا تھا۔۔۔۔

پریشہ پتر میں تیر اور تیری ماں کا مجرم۔ ہون مجھے معاف کر دے پتر۔۔۔۔۔

اج پری کو ان پر بہت رحم آیا تھا۔

اور بیشک خدا کی طرف سے ہی ان کے دل میں رحم ڈالا گیا تھا جو وہ اپنی جھوٹی انا سے

نکلے تھے۔۔

مجھے اپ سے کوئی گلا نہیں دادا جان۔۔ اور ان پہلی بار اس نے انہیں رشتے انکے سے

پکارا تھا۔

کی کہا پتر توں نے مجھے معاف کیا پتر۔

جی میں نے اپکو معاف کیا۔

اتنا بڑا ظرف۔ اور وہ یہ کہے پری کو گلے سے لائے رو دیے تھے۔ کہ اک دم وہ زمین

بوس ہوئے تھے۔۔ دادا جان پریشہ کی چیخ نکلی تھی۔۔

ہیلوا نسیکٹر راج۔

میں غازیان شاہ بات کر رہا ہوں۔

ہاں یار کیسے ہو اوج کیسے یاد کر لیا۔۔۔۔۔ ہمیں غازیان صاحب نے۔

اک نمبر بھیج رہا ہوں لو کیشن ٹریس کر۔ مجھے جلد سے جلد یہ بندہ چاہیے۔ اور اس نے

ساری باتیں اس کے انسپیکٹر کے اغوش اتاری تھیں۔۔۔۔۔ اور فون بند کیا تھا۔

اک بار مل جائے یہ لڑکی خود اپنے ہاتھوں سے گولی ماڑوں گا۔۔ یہی حالت غازیان کی
 بھی تھی۔ جو بھی تھا تھی تو اسی کے خاندان کی عزت۔۔۔۔۔ جو اسے کوڑھی کے داموں

زمین بوس کر گی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہا ہا ہا ہا واہ یار کیا بڑا ہاتھ ماڑا ہے۔۔۔۔۔ اور ر بیا جو بے سود بیڈ پر گڑی پڑی تھی۔۔۔۔۔

یہ رہے تیرے پیسے۔۔۔۔۔ گن لے پوڑے ہیں۔

نا تجھ پہ بھروسہ ہے میری جان۔۔۔۔۔۔۔

اب یہ تیری ہوئی۔۔۔۔۔ جتنا اس پر خرچ کیا تھا اس سے ڈبل تو مل گیا۔ ہا ہا ہا وہی

تو۔۔۔۔۔

اچھا چلتا ہوں۔ نیکسٹ شکار ہاتھ لگے گا تو بہت جلد ملاقات ہوگی۔۔ اور عمر مسکراتا ہوا
باہر نکلا تھا۔۔۔

ڈاکٹری سی یو سے باہر نکلے تھے۔۔ ڈاکٹر ابا جی کیسے ہیں۔

دیکھیے ان کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ ان کی زندگی خطرے میں ہے ہم پوری کوشش
کریں گے مریض کو بچانے کی لیکن کچھ کہا نہیں جاسکتا۔۔

اک پل وچ میرے ہنسے کھیلنے گھرنوں کس دی نظر لگ میرے خدا۔

اماں جی کو سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ لیکن سب بے سود رہ گیا تھا۔

ای ائی ایم سوری ہم پیشنٹ کو بچا نہیں پائے۔۔۔۔۔

یہ کہنا تھا۔۔۔ کہ گھر والوں پر اک کہرام ٹوٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔

اج تیسرا دن تھا۔ ولی شاہ کو گھر والوں سے نکچھڑے ہوئے۔

جہاں کچھ دن پہلے خوشیوں کے شادیانے بج رہے تھے اج صف ماتم بچھا ہوا تھا۔ اماں جی

کا تو صدے سے برا حال تھا۔ اور باقی سب کی بھی یہی کیفیت تھی۔۔۔۔۔

ہیلو غازیان۔۔

انسپیکٹر رافع بول رہا ہوں۔

ججی انسپکٹر۔۔۔۔ بولیے۔۔

ای ائی ایم سوری اس کر میٹیکل سٹوڈیشن میں اپ کو ڈسٹرب کر رہا ہوں لیکن بات ہی کچھ

ایسی ہے۔۔۔۔

اس نمبر کو ٹریس کروالیا گیا ہے۔۔۔۔ اور عمر کو بھی حراست میں لے لیا گیا

ہے۔ لیکن وہ کافی پہنچی ہوئی فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔۔۔ اس لیے وہ زیادہ دیر بنا کسی بھی

ٹھوس ثبوت کے سلاخوں میں نہیں رہ سکتا۔

اپ کو جلد پولیس اسٹیشن انا ہوگا۔۔۔۔

جی میں ارہا ہوں۔۔۔۔

اور وہ کہتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

لاونج میں کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے وہ باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

رامو۔۔۔۔

جی صاحب جی۔۔۔

یہ لوگ کون ہیں۔۔

جی وہ علی بابا اور حرا بابا جی کے گھر والے ہیں۔ پردیس سے ایسے ہیں۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے گاڑی نکالو۔۔۔۔۔

آئیے غازیان صاحب۔۔۔

اسلام علیکم انسپیکٹر۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
کہاں ہے وہ۔۔۔

جی ایسے کچھ چائے پانی۔۔

نہیں بہت شکر یہ۔۔۔

یہ رہا وہ۔۔ جسے اپنی کزن نے لاسٹ کال ملائی تھی۔۔۔۔

لیکن غازیان صاحب ہمارے پاس ٹھوس ثبوت نہیں ہے اس کے خلاف توجو بھی

دریافت کرنا ہے وہ جلد از جلد کرنا ہوگا۔۔

ورنہ اس کے والی وارث اتے ہی ہوں گے۔۔۔۔

غازیان انسپکٹر رافع سمیت کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

عمر نے اک نظر دونوں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اور غازیان کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔۔۔۔

کیا ہوا غازیان صاحب چونک گئے۔۔۔۔۔

بھاگ کی تمہاری ہونے والی بیوی۔

NEW ERA MAGAZINE

ہاہا۔۔ بکو اس بند کر اور بتا بیا کدھر ہے۔۔۔۔۔

بول۔۔۔۔ غازیان نے اسے شرٹ کے کالر سے جھنجھوڑا تھا۔۔۔۔۔

ہاہا مجھے کیا پتا۔۔ میرا کیا واسطہ۔۔

بکو اس بند کر سالے۔۔۔۔

غازیان نے اک تھپڑ اس کے منہ پہ رسید کیا تھا۔۔۔۔

کے وہ کرسی پر جھول گیا تھا۔

غازیان صاحب میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔۔۔ اپ پلیسز قانون اپنے ہاتھ میں نا
لیں۔۔۔۔۔

یہ سب بولے گا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے انسپیکٹر مجھے ساری انفارمیشن ابھی چاہیے۔ اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ کیسے
باہر نکلتا یہ۔۔۔۔۔ جیل کی سلاخوں سے۔۔۔۔۔

ہا ہا وہ تو میں نکل ہی اوں گا غازیان شاہ۔۔۔۔۔

لیکن تیری جتنی جگ ہنسائی ہوئی تھی وہ تو ہو ہی۔۔۔۔۔

تو بھی کیا یاد کرے گا۔۔۔۔۔

اجکل نا جانے تیرے گھر کی عزت کس کس گلی کی خاک چھان رہی ہو گی۔۔۔۔۔

بے غیرت انسان۔۔۔ اور غازیان نے اس پر تھپڑوں کی برسات کی
تھی۔۔۔۔۔

پلیسز غازیان اپ باہر جائیے سنبھالیں خود کو پلیسز ایسے کیس اور بگڑ سکتا۔۔۔۔۔

اور وہ بامشکل خود پر قابو پاتا باہر نکلا تھا۔۔۔۔۔

پھو پھو اپ کا بی پی بہت اپ ہے۔۔۔۔۔ پری نے انہیں میڈیسن دی تھی۔۔۔۔۔

اپ پلیز آرام کریں پھو۔۔۔۔۔

انشاء اللہ ربیابہت جلد واپس آجائے گی۔۔۔

اور ان کی آنکھوں میں سے انسورواتھے۔۔۔۔۔

بیٹی کی جدائی اور باپ کے جانے کے غم نے انہیں توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

پری۔۔۔۔۔



معاف کر دو اپنی پھو کو۔ جس نے آج تک تمہیں بس حقارت سے دیکھا۔ اتنے بہتان

لگانے جہ میرے خدا نے مجھے اتنی بڑی سزا دی۔ معاف کر دو مجھے۔۔ اور وہ رو دی

تھیں۔

نہیں پھو معافی مانگ کر اپ مجھے شرمندہ مت کریں۔۔ مجھے کوئی گلہ نہیں پلیز اپ

ایسے مت سوچیے اللہ بہت مہربان ہے۔ انشاء اللہ ربیابہت جلد ہمارے ساتھ

ہوگی۔۔۔۔۔

اور غازیان یہ کہتا ہوا تھا نے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

امان۔۔۔۔

حرا نے امان کو پکارا تھا۔۔۔

جو نا جانے کب سے ارد گرد سے بیگانہ سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے مڑ کر حرا کی جانب دیکھا تھا۔ اور بے بسی کے عالم میں نظریں پھیریں

تھیں۔۔۔

کہ جو کالک ان کی بہن ان کے چہرے پر مل کر گئی ہے۔۔ تو وہ تو کسی سے بھی نظریں

ملانے کے قابل نہیں رہے تھے۔۔۔۔

حرا چلتی ہوئی ان کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

میں جانتی ہوں کہ اس وقت آپ کے دل پر کیا بیت رہی امان۔۔۔۔

نہیں حرا۔۔ اس وقت میری کیفیت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا کوئی نہی جان سکتا۔۔۔

میں اتنا بے غیرت شخص ہوں کہ بہن کا محافظ نا بن سکا۔۔۔

اج وہ اک بار میرے سامنے اجائے تو میں۔۔۔۔۔ وہ غصہ سے تلملایا تھا۔۔۔

بس جاگ گی آپکی غیرت۔۔۔

یہی ہے مرد کی سوچ۔۔۔۔۔

کہ بہن سے نادانستہ طور پر غلطی ہوئی ہو۔۔۔۔۔ اور آپ اس کو زندہ درگور

کردیں۔۔۔

حد ہو گی اے امان صاحب۔۔۔

اچھے خاصے پڑھے لکھے شخص ہیں۔

Novels|Afsana|Articles|books|Poetry|Interviews

ناکہ بہن کس حال میں ہو گی زندہ بھی ہو گی کہ۔۔۔۔۔

آپ خود اس کو ماڑنے کی ضد میں ہیں۔۔۔۔۔

ایک بار تحمل سے سوچیے گا کہ آپ نے بھائی ہونے کا فرض نبھایا تھا یا نہیں۔

بڑوں کے کیے ہوئے فیصلوں میں اپنی بہن کی رائے جاننے کی کوشش کی تھی۔ جو وہ

سب خاندان والوں سے مداخلت کرتے ہوئے غلط قدم اٹھاگی۔۔۔۔۔

اک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا ضرور کہ اپ نے اپنی بہن کو جاننے میں کہاں غلطی
کی۔۔۔۔

کیونکہ جہاں تک میں نے ریا کو سمجھا وہ تھوڑی جذباتی ضرور تھی۔ لیکن کبھی بھی
خاندان کے ساتھ بغاوت مول نہیں لے سکتی تھی۔۔۔ باقی اپ خود سمجھدار
ہیں۔۔۔۔ میں یہ بھی نہیں کہتی کہ ریا ذمہ وار نہی۔ لیکن جب جب وہ جذبات
میں بہہ کر کچھ غلط کر بیٹھتی تھی۔ تو اپ نے اسے پیار سے سمجھانے کی بجائے اس پر
روک ٹوک کر کے اور بھی باغی کر دیا۔۔۔۔

دعا کریں کہ وہ جہاں بھی ہو باخیر و عافیت گھر واپس آنا جائے۔۔۔۔
اور حرا یہ کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی۔۔ اور امان نے آنکھیں موند لیں تھیں۔ حرا کی اک
اک بات اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔

غازیان شاہور لے کر نکلا تھا۔۔۔۔

تو فون کی گھنٹی بجی تھی۔۔۔۔

سکرین پر انسپیکٹر رافع کا نام چمکا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔۔ رافع کیا کچھ پتا لگا۔۔

جی چوہدری صاحب۔۔۔۔۔

ہم نے پورے گینگ کو پکڑ لیا ہے جو لڑکیوں کی سمگلنگ کرتے ہیں۔۔۔۔

اور ریاملی کیا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry
جی وہ غازیان صاحب۔۔۔۔۔

ہم نے کافی لڑکیوں کو بازیاب کروایا ہے۔ جس میں اپنی کزن بھی شامل ہیں

لیکن۔۔۔۔

لیکن کیا۔۔۔۔۔

اپ کی کزن کی حالت بہت ناساز ہے۔

کیا مطلب ہے رافع۔۔

دعا کریں کہ وہ ہوش میں آجائیں اور ہم انکا سٹیٹمنٹ لیں سکیں ورنہ ہم اصل مجرم کو سزا تک نہیں پہنچا پائیں گے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ربیہ کیسی ہے۔۔۔۔۔ وہ ڈاکٹر کو اپنی طرف اتا دیکھ ان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔
دیکھیے پیشینٹ کی حالت بہت کر بیٹیکل ہے۔ ان کو شدید شاک لگا ہے۔ وہ مینٹلی اور
فزیکلی ایبل نہیں ہیں۔۔۔۔۔۔۔ اگر بارہ گھنٹوں کے درمیان انہیں ہوش ناایا تو
وہ۔۔۔۔۔

وہ کیا ڈاکٹر۔۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
جس کی وجہ سے وہ کومہ میں بھی جاسکتی ہیں۔

جسٹ ایکسکوز می۔۔۔

میں چھوڑوں گا نہیں اسے جس کی وجہ سے میری بہن آج زندگی اور موت کی جنگ لڑ
رہی ہے۔۔۔۔۔

فکر نہیں کرو امان وہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا۔۔۔۔۔

رافع وہ بے غیرت کسی صورت بھی سلاخوں سے باہر نہیں انا چاہیے۔

جو بھی کیس ڈالنے ہیں ڈالو اس پہ وہ اب نہیں بچے گا مجھ سے۔۔۔

لیکن چوہدری صاحب ہم ایسے بنا کسی ثبوت کے کیسے۔۔۔

یہ میں نہیں جانتا۔۔۔

ورنہ وہ میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا۔۔۔

غازیان کی آنکھوں میں غصے کی اک لہر دوڑی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غازیان ربیاء کے کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں وہ سٹر پیپر پر بے سود لیٹی ہوئی تھی۔۔

منہ پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے۔

جسے دیکھ کر وہ دہل سا گیا تھا۔ اور پاس پڑی کر سی پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

نن نہیں عمر تم میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے اک چیخ کی آواز پر وہ ربیاء کی طرف بڑھا

تھا۔۔

ریا ریا کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔

عمر چھوڑ دو مجھے وہ ہر بڑائی تھی۔ چلائی تھی۔ اور بے سود سی ڈھے گی تھی۔۔۔

ریا اٹھو بھی۔۔

تب ہی اس کی کیفیت کو دیکھے وہ ڈاکٹر کو بلانے کے لیے بھاگا تھا۔۔۔۔۔

اپ پلینز باہر ویٹ کریں میں چیک کرتا ہوں۔۔۔ ڈاکٹر یہ کہتے ہوئے اندر کی جانب

بڑھا تھا۔۔

ڈاکٹر ریا کیسی ہے امان ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

کیونکہ غازیان کی توہمت ہی نا تھی کہ وہ کچھ پوچھ بھی سکے۔۔۔

وہ کب تک ہوش میں آئیں کچھ کہا نہیں جاسکتا۔۔۔

کیا کیا مطلب ہے ڈاکٹر۔۔۔

وہ کومہ میں جا چکی ہیں۔۔۔

دیکھیے ہم ان کا ٹریٹمنٹ کر رہے ہیں۔۔۔ اللہ پر بھروسہ رکھیے۔۔۔ ڈاکٹر انہیں دلا سے

دیے بڑھا تھا۔۔

غازیان امان کی طرف آیا تھا۔۔

میں چھوڑوں گا نہیں اسے غازیان جس کی وجہ سے میری بہن کی یہ حالت ہوئی

ہے۔۔۔۔

اور وہ انسو پہنچتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

اک بے چینی سی تھی پریشہ کو۔۔۔۔۔

علی حراجا نا ضروری ہے کیا۔۔۔۔۔

انٹی انکل یہ بھی تو آپکا اپنا ہی گھر ہیں۔۔۔۔۔ اپ بھی یہیں رہیے ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔

دیکھیے بابا میری بات ہی نہیں مان رہے دونوں۔۔۔۔۔

اور وہ بچوں کی طرح اپنے بابا سے شکایت کر رہی تھی۔۔۔۔۔

رک جاو نایا بچوں کی ہی مان لو میری تو سن نہیں رہیے۔۔۔۔۔

ہا ہا ہا لا اور یار بچوں کی اب نہیں سننی بس یہ نواب صاحب تو یہی دل لگا کے بیٹھ گئے اور

ہم بڑھوں کی خبر تک نہیں لی۔ مجبوراً ہمیں ہی انا پڑا نہیں لینے کے لیے۔۔۔

لیکن ہمیں کیا پتہ تھا یہ کھوتا پکا ہونے آیا پاکستان۔۔

لیکن جو بھی ہو پہلی بار ڈھنگ کا کام کیا اس نالائق نے۔۔۔

جو میری پریشہ بیٹی کو چنا۔۔

اب بس اور انتظار نہیں ہوتا

اب ہم پوری دھوم دھام سے انیس گے بارات لے کر۔۔۔۔۔

اب پری بیٹی ہماری امانت ہے آپ کے پاس۔ اور دلا اور کے دل کو اک جھٹکے سا لگا

تھا۔۔۔۔۔ آخر کو بیٹی کا معاملہ تھا۔۔۔۔۔

لیکن جو بھی تھا۔۔۔ بیٹی کے فرائض کو تو سرانجام دینا ہی تھا۔ اور یہ ہی دستور دنیا بھی

ہے۔۔۔۔

بلکل برسوں سے جو اک کسک تھی بھائی صاحب میرے دل میں

کہ میری بھی بیٹی ہو تو وہ اک کمی پریشہ نے پوری کر دی۔۔۔۔

بہو کے روپ میں بیٹی جو مل۔ گی مجھے اور انہوں نے بوسہ دیا تھا پری کے ماتھے پہ۔
 اور کلائی سے سونے کے کنگن اتار کر پہنائے تھے پری کو۔۔ اور پری تو شرمادی تھی۔۔
 کہ علی تو پری کی کیفیت پہ ہنس دیا تھا۔۔

بس اب بھائی صاحب جلدی سے شادی کی تاریخ پکی کیجیے۔

میں تو بے تاب ہوں کہ کب خوشیوں کے شادیاں بچیں گے ہمارے گھروں
 میں۔۔۔۔

بہت جلد بھابھی جی یہ فرائض سرانجام دیں گے لیکن ابھی کچھ حالات ہی ایسے ہیں کہ
 مناسب نہیں لگتا۔۔

جی جی بھائی صاحب بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔۔

مت جاو علی۔۔۔۔ وہ اسے کار تک چھوڑنے ایی تھی۔۔۔

جناب میرا تو بس نہیں چل رہا کہ میں تمہیں ابھی اٹھا کر لے جاؤں اپنے ساتھ۔۔۔

لیکن ابھی سوچتا ہوں۔۔ کہ دلہا بن کے اوں گا اور ڈولی میں بٹھا کر لے کر جاؤں

گا۔۔۔۔

اور پری شرمادی تھی۔۔

افن یہ شرمانا کہاں سے سیکھ لیا جناب نے۔۔۔۔

بس پریکٹیس کر رہی ہے شرمانی کی یہ علی بھائی۔۔۔

اور صائم کہاں رکنے والا تھا۔

صائم کے بچے رکو۔۔۔۔

ہا ہا ہا ہائے میری ڈارلنگ حرا کدھر گئی۔۔۔ اور وہ حرا کی طرف بڑھا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE

مت جاونا۔۔۔۔ چڑیل۔۔۔۔

میں کیسے رہوں گا تمہارے بن۔۔

ہیں میں کون سا لندن جا رہی ہوں۔ بس کچھ گھنٹے کی مسافت پر لاہور آجاتا

لے۔۔۔۔ جب دل کرے آجانا ملنے۔۔۔۔

ہائے میرا بس نہیں چل رہا کہ کب تم ان پیارے پیارے ہاتھوں پر میرے نام کی

مہندی سجاؤ گی۔۔

اور حرا صائم کی حرکت سے واقف تھی کہ ضرور اس کے دماغ میں کوئی نئی خرافات چل رہی ہوگی۔۔۔۔۔

ہائے تمہاری یہ جھیل سی آنکھیں۔۔۔ ڈوب سا جاتا ہوں میں اس میں۔۔۔۔۔

اور حرا نے صائم کی شکل کی طرف دیکھا تھا۔

اور اس کی نظروں کا تعین کرتے ہوئی اس نے گردن موڑی تھی۔۔۔ جہان ہاتھ میں بیگ پکڑے حنا لال آنکھیں لیے کھڑی تھی۔۔۔

اوہ تو تم سدھ روگے نہیں صائم

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم ہونا تم سدھار دینا جانمین۔

اب تو تا عمر ساتھ رہنا ہے۔ اور وہ دبی دبی مسکراہٹ منہ پر سجائے حرا کو آنکھ مارتا ہوا مڑا

تھا۔۔۔ کہ وہ سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

حرا باجی۔۔۔۔۔

حنا اس کے پاس ای تھی۔

یہ گفٹ اپ کے لیے۔۔۔۔۔ اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ اس کی جانب بڑھایا

تھا۔۔

یہ اس کی کیا ضرورت تھی حنا۔۔۔۔۔

کیوں ضرورت نہیں تھی۔ اپ میری دوست ہیں نا۔۔۔۔۔

اور میں اپ کو بہت مس کروں گی یہ کہہ کر وہ حرا کے گلے لگے رو دی تھی۔ کہ اس کی کیفیت دیکھ حرا بھی پریشان ہوئی تھی۔

ابھی وہ اس چپ کروانے ہی والی تھی اور صائم کی شرارت کے بارے میں بتانے ہی والی تھی۔ کہ صائم نے اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا تھا۔۔

تو وہ چپ ہوگی تھی۔ کیونکہ وہ صائم کی فیملنگز جانتی تھی کہ وہ حنا کو بہت پسند کرتا ہے۔ اور حنا کی بھی ویسی ہی کیفیت تھی۔۔۔۔۔

ارے حنا چپ بلکل چپ۔۔۔۔۔

رونا نہیں میں اور علی ملنے اتے رہیں گے کیوں علی اور پری اور علی کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ حرا نے دونوں کو اوردی تھی۔۔

اوہ ہومائے لٹل ڈول وائے یو کرائنگ۔۔ ہم اتے رہیں گے ملنے اگر پاپا کے بزنس کا

ایشو نہیں ہوتا تو میں کبھی نہیں جاتا اپنی پری کو چھوڑ کر۔۔۔۔۔ لیکن پاپا نے بزنس
 پاکستان میں سیٹل کیا ہے تو کچھ وقت تو دینا پڑے گا۔ علی بولا تھا۔۔۔۔۔
 پکا علی تم کب سے سمجھدار ہو گئے۔ حرا کی بات پر سب ہنس دیے تھے۔۔۔۔۔
 اور مجھے بھی لاہور کے اک ہاسپٹل سے افر ہوئی ہے تو سوچا فری رہنے سے اچھا ہے کچھ
 ٹائم مریضوں کے لیے وقف کر دوں۔۔۔۔۔

حرا اس سے اچھا تو تم مجھ جیسے عشق میں ڈوبے مریض پر اپنی زندگی ہی وقف کر
 دو۔۔۔۔۔ NEW ERA MAGAZINE
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 دور فٹے ہی منہ۔۔۔۔۔ حرا اور پری نے بیک وقت سیم ورڈز صائم کی شان میں وقف
 کیے تھے۔ کہ وہ اپنا سامنہ لیے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن حنا کے دل کو تو کسی نے جھنجھوڑ ڈالا تھا کہ اک خفاسی نظر صائم کی طرف ڈالی
 تھی۔۔۔۔۔

چلو پچو شام ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

جی ممائے۔۔۔۔۔

اور وہ دونوں ملتے ہوئے کار کی جانب بڑھے تھے۔

سن صائم پری کا دھیان رکھنا۔

اپنی انکھ ناک کان دماغ کھلے رکھنا۔۔۔ کیونکہ مجھے وہ تیرے سر پھرے کزن پر یقین

نہیں۔۔۔

کو نسا کزن۔۔۔

وہی جو پری کے پاس آنے کا اک موقع نہیں چھوڑتا۔۔۔

اور صائم نے سامنے دیکھا تھا جہاں پری غازیان کا تعارف سب سے کروا رہی

تھی۔۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے بھائی لیکن انکھ کان تو ٹھیک ہے ان سب میں ناک کا کیا کام میں تو یہ

سوچ رہا ہوں۔۔۔

اور علی گڑایا تھا۔ صائم۔۔۔۔

حد ہوتی ہے یہ ناک ان کے کام میں اڑا دینا۔۔۔ بس

علی بھائی یہ میری پیاری سی ناک ہے جو سانس لینے میں میری مدد کرتی۔۔۔

تو اتنا یاد رکھ اگر یہ پری کے پاس پھٹکا تو ناتونچے گا اور ناتیری یہ ناک پھر بیٹھا ہی ہاتھ
میں لیے اپنی پیاری ناک۔

اور وہ سب کو رخصت کرے اندر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

غازیان ربیہ کا کچھ پتا چلا۔۔۔۔

اور وہ صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

بھائی امان بھائی کہاں ہیں۔۔

اہستہ سب گھر کے افراد لاونج میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ کہ سب کے سوالوں کا وہ کیا

جواب دے۔۔۔۔

غازی پتہ لگا کچھ اس کرم جلی کا اور سلمی پھپھو اس کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔۔

سن اگر وہ مل گی ناتو میرے پاس لانا سے میں اپنے ہاتھوں سے ماڑوں گی۔۔

پھوپھو جائیں مار دیں جا کر اسے۔۔۔ ہسپتال کے کمرے میں زندگی اور موت کی جنگ

لڑ رہی ہے۔۔۔۔۔ اپنی ربیہ۔۔۔۔۔

کوہ میں چلی گی ہے وہ کیا ہو اس ساتھ کس نے کس چیز کا بدلہ لیا اس سے میں نہیں

جانتا۔ لیکن خدا کی قسم اک بار وہ میرے سامنے اجائے زندہ نہیں بچے گا وہ۔۔۔۔۔

سلمی پھپھو۔۔ پری ان کی جانب بڑھی تھیں۔۔ جو بین ڈال رہی تھیں۔ جو بھی تھا تھی
تو ماں ہی۔۔۔۔۔ سب ان کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھیں۔۔

ہیلوا نسیکٹر کیس کر دو اس پہ جو بھی کیس بنتے ڈالو اس پر باہر نائے وہ۔

لیکن غازیان صاحب اسکی فیملی ایرٹھی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ اگر ہمیں اوپر سے نوٹس
ایا تو ایکشن نہیں لے لیں پائیں گے اور مجبوراً۔۔۔

جو بھی ہو صبح غلط میں نہیں جانتا بس جو حرکت اس نے کی ہے اس کی سزا تو اسے ملکر
رہے گی۔

پری جو غازیان کے پیچھے کھڑی سب سن چکی تھی۔۔۔

غازیان کے پاس امی تھی۔۔۔

امی ایم و دیو غازیان۔۔

وہ شخص بچنا نہیں چاہیے۔۔

جس کی وجہ سے ربیا کی یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔۔۔

نہیں بچے گا وہ وعدہ ہے میرا۔۔

ہیلو غازیان صاحب۔۔۔۔۔

ملک عرفان بول رہا ہوں۔۔۔۔۔

کون ملک عرفان۔۔۔۔۔

ملک عمر عرفان کا باپ۔۔۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Ghazal | Ghalz
چوہدری صاحب اپ تو کافی سمجھدار لگتے ہیں۔

کیوں شیر کے بل میں ہاتھ ڈال رہے ہیں۔ غازیان صاحب۔۔۔

عمر میرا کلوتا بیٹا ہے۔ ملک گروپ اف انڈسٹریز کا کلوتا وارث۔

اوہ تو وہ بے غیرت تیرا بیٹا ہے۔۔۔۔۔

فکر نہیں کر باہر نہیں آئے گا وہ۔

فکر کس بات کی چوہدری صاحب بچہ تھا ہوگی غلطی اس سے۔۔

یہ غلطی تھی۔۔۔۔۔ اک لڑکی کی زندگی تباہ و برباد کر دی۔۔۔۔۔

اور ناجانے کتنی لڑکیوں کی عزتوں سے کھیلا ہو گا۔۔۔۔۔ تو کیا ہوا چوہدری صاحب اس
عمر میں تو سبھی بھٹک جاتے ہیں۔۔۔۔۔

کیوں نابات پر مٹی ڈال دی جائے آخر کو اپ کے اور ہمارے خاندان کی عزت کا سوال
ہے۔۔۔۔۔

تو اپنے خاندان کی فکر کر۔۔۔۔۔

اور الٹی گنتی گنتا شروع کر دے کیونکہ جب تک میں نے تمہارے بیٹے کو اسکے انجام تک
نا پہنچایا تب تک میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا۔۔۔ اور غازیان نے فون بند کر دیا
تھا۔۔۔۔۔

بہت غلط بندے سے پنگا لیا ہے اس چوہدری نے۔۔۔۔۔

وکیل کو فون کرو مجھے میرا بیٹا سلاخوں سے باہر چاہیے۔۔۔۔۔

یہ جانتا نہیں ہے کہ کس سے پنگا لیا ہے اس نے۔۔۔۔۔

 ارے ارمان اپ یہاں پر سب ٹھیک توھے نا۔۔۔۔۔

وہ حرا کو دیکھ کر چونکا تھا۔۔

اپ یہاں۔۔۔۔۔

وہی تو میں نے پوچھا پسے

میں نے کل ہی ہاسپٹل جوائن کیا ہے کہ جب تک پاکستان میں ہوں کیوں فارغ

NEW ERA MAGAZINE.com
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
 رہنا۔۔

یہ تو اچھی بات ہے۔ ارمان نے پھیکی سی سائل دی تھی۔

امان سب ٹھیک توھے نا کچھ پتالگار بیاکا۔

ہوں۔۔۔

لگ گیا پتہ اسی ہسپتال کے کمرے میں ادھ مردہ حالت میں ہے۔۔

حرا یہ سن کر چونکی تھی۔

اماں۔۔۔۔۔ میں اندراجاوں۔۔

ہاں دلاور پتر ایٹھے آنا۔۔۔

کی گل ھے پتر۔۔۔۔۔ سب خیر تو ھے نا۔۔

جی اماں سب خیر ھے۔۔۔۔۔ وہ علی کے گھر والے شادی کی تاریخ مانگ رہیے

ھیں۔۔۔

لیکن میں نے ان سے تھوڑی مہلت مانگی تھی۔ کہ ابا کے جانے کے بعد ہمیں سنبھلنے
نے نا جانے کتنا وقت لگے۔۔

وہ تو ٹھیک ھے پتر۔۔

کاش کو تیرے ابا سے کوتاہیاں نا ہوئی ہوتی تو میں اپنی پری دھی نوں گھرمی۔ ھی

رکھتی۔ اپنے غازیان لیے میں پری پتر نوں پسند کیتا سی۔۔

وہ تو ٹھیکہ کہا اماں۔ لیکن ہم بچوں پر اپنے فیصلے تھونپ نہیں سکتے۔ جس میں وہ راضی

اس میں ھی ہم سب راضی۔

وہ تو ٹھیک ہے پتر۔۔۔

اماں میں نے بھی بہت بڑا دل کیا ہے آخر کو اتنے سالوں بعد مجھے میرے بچے ملیں
ہیں۔۔۔۔۔ پر کیا کروں بیٹی کے فرائض بخوبی سرانجام دینا چاہتا ہوں۔

ٹھیک ہے پتر تو اس جمعہ پر انہیں بلوا لو کہ اگر شادی کی تاریخ چکی کر لیں۔۔۔۔۔ پریشہ
پتر کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔

جی اماں جی۔۔ اور انہوں نے اپنی ماں کو گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

اک کپ چائے ملے گی۔۔۔ صائم کچن میں داخل ہوا تھا جہاں حنا چاکلیٹ سے لطف اٹھا
رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں میں فارغ نظر رہی ہوں۔۔۔۔۔

ہاں تو ویلی ہی دکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔

جاؤں جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ پھر۔۔۔

ہائے وہ تو حرا کر لے گی علاج۔۔۔

اوہ دیکھیں گڈ۔۔۔

جاو چائے بھی پھر وہ ہی بنا کر دے گی۔۔

وہ تو بنا بھی دے گی اور اپنے ہاتھوں سے پلائے گی بھی۔ وہ تپاتا ہوا حنا کے پاس آیا

تھا۔۔۔

ٹھیک ہے تو اسی کے ہاتھوں سے پینا۔۔

ہٹو یہاں سے مجھے باہر جانا ہے۔۔۔۔

نا جانے دوں تو۔۔۔۔۔



دیکھو صائم ہٹو سامنے سے۔۔

۔ نہیں ہٹا تو۔۔۔۔۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔

ہائے۔۔۔ اتنی ہٹلر کیوں ہو۔۔

بس جیسی بھی ہوں تمہیں کیا ہے۔۔۔۔۔

ہائے۔ یہ دلفریب ادائیں۔۔۔۔۔

جو حکم اپ کی خاطر جان بھی قربان۔۔۔۔۔

اللہ نا کرے ایسے فضول بولتے ہو۔۔۔ جاو میں نہیں بولتی۔۔

اچھا اچھا بابا سوری مجھے معاف کر دو۔ دوبارہ نہیں بولوں گا۔

لیکن انتظار ہے کہ کب اپ مجھے وہ تین میجیکل ورڈز کہیں گی میرے کان سسننے کو

بیٹاب ہیں۔

انتظار رہیے گا۔۔۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہا ہا کرو انتظار۔۔

بہت ظالم ہو پری تم۔۔

ہاں نا وہ تو میں ہوں ہی۔۔۔

اور وہ نا جانے کن خوابوں میں رنگ بھر رہے تھے۔۔۔۔۔

ارے بچوں اج اتنی جلدی سٹھ گئے۔۔

جی ماما جلدی ڈے بریک فاسٹ لگا دیں ہم سویرا کی طرف جا رہے ہیں۔ اور علی اور
حرا سے بھی اسی بہانے ملاقات ہو جائے گی۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے پریشہ۔۔۔

بھابھی کو بتایا ہے۔۔۔ جانے کا۔

نہیں ماما بابا سے کہا تھا تو وہ کہتے چلے جائیے گا۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے پریشہ بیٹا لیکن بھابھی ڈے بھی پوچھ لو اک بار۔۔۔

ڈونٹ وری ماما میں پوچھتا ہوں ان سے اپ آلو کے پراٹھے بنا دیں بہت دل کر رہا
ہے۔۔

جی ماما کھلائیں اس موٹے کو پراٹھے۔۔

میں تائی امی سے پوچھ کے اتی ہوں کہاں ہیں وہ۔۔۔

شاید کمرے میں ہیں وہ۔۔۔۔۔

او کے میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔

غازیان یہ کیا دیوانوں سی حالت بنا رکھی ہے۔۔۔

کچھ نہیں امی ٹھیک ہوں میں۔۔۔

کیا ٹھیک ہو میری نظر سے دیکھو کیسے منہ اتر اہوا ہے۔۔۔

ایسی بات نہیں۔۔۔۔۔

بہت پسند کرتے ہونا پریشہ کو۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Blogs|Etc.
اب اس بات کا کوئی مقصد نہیں امی۔۔

تم بولو تو اماں جی بات کروں کہ وہ دلاور سے بات کریں۔۔

کیا بات کریں گی امی اپ ان سے۔۔

وہ اٹھ کر کھڑکی کی جانب آیا تھا۔۔

کیا کمی ہے میرے بیٹے میں جو گھر کی لڑکی باہر جائے۔۔۔۔

کچھ تو کمی ہوگی مہی امی جو مجھ پر اس نے علی کو ترجیح دی۔۔

کوئی کمی نہیں ہے میرے بیٹے میں۔۔

جاننا ہوں میں امی۔۔۔

لیکن محبت حاصل کرنے کا نام نہیں ہوتی۔۔

محبت قربانی کا نام ہے۔۔ اور یکطرفہ محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سب لا حاصل

ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔

اتنی جلدی ہار مان لو گئے غازی۔۔۔

کہ اپنی ہی محبت کو کسی اور کی جھولی میں ڈال دو گے۔ اس جمعہ ارہے ہیں علی کے گھر

والے تاریخ پکی کرنے۔۔۔

اور جیسے کوئی بمب پھوڑا گیا تھا اس پر کہ وہ ٹوٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔

کہ ہر براتنا ہوا وہ کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔

پری جو تائی امی سے اجازت لینے ای تھی دیوار کی اوٹ میں چھپے دونوں کی باتیں سن چکی

تھی۔۔۔۔۔

اور ہر کا بارہ گی تھی۔۔۔۔۔

چلو ٹھیک ہے اللہ کے حوالے خیر سے جا اور خیر سے لوٹو۔۔

*

ملک صاحب چوہدری غازیان کی سب سے بڑی کمزوری اس کے گھر والے
ہیں۔۔۔۔۔

تو پتہ لگاؤ کون ہے ایسا جس کے لیے وہ جی جان بھی واردے۔۔

جی ملک صاحب تھوڑا وقت دیجیئے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقت وقت اور کتنا وقت

وقت ہی تو نہیں ہے پتہ نہیں کس حال میں ہو گا میرا بیٹا۔۔

اس چوہدری غازیان کو میں نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔۔

شام تک مجھے ساری انفارمیشن چاہیے غازیان کے بارے میں۔۔۔۔۔

ججی سر۔۔۔۔۔

واٹ انا بگسٹ سر پر انز حراتو چلا اٹھی تھی سب وہ اج اتنے دنوں کے بعد مل رہے تھے
کہ باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھیں۔۔

اچھا بچو لہجے میں کیا کھاؤ گئے وہی بناؤں گی۔۔ نہیں انٹی ہم لہجے باہر کریں گے اور سویرا اور
بھائی سے بھی ہم وہی ملیں گے۔۔۔

بس یہ نواب علی بھائی صاحب اجائیں تو ساتھ میں ہی نکلیں گے۔۔۔۔

ہا ہا چلو ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

باخبر ہو شیخار محترم علی صاحب حاضر ہو رہے ہیں۔۔۔۔

اور پریشہ اک دم سے مڑی تھی کہ علی سے ٹکرائی تھی۔

بلیک شلوار قمیض پہنے وہ کسی دلفریب شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

ماشاء اللہ۔۔۔۔ اللہ جوڑی سلامت رکھے۔۔۔۔

حرانے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔

ایمن۔۔۔۔۔ پاس کھڑے صائم نے حرا کی جانب دیکھا تھا۔

جس نے اپنے دل کا ٹکرا کسی اور کو دیا ہونا اس کی دعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ کیوں
حرا۔۔۔

اور حرا نے حیرانگی سے صائم کی جانب دیکھا تھا ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔۔
تم پاگل ہو حرا۔۔۔۔۔

نہیں اک اچھی دوست ہوں۔۔۔

اسی لیے سب قربان کر دیا۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں مناسب کچھ قربان کر کے بھی بہت سکون میں ہوں صائم پتا ہے کیوں۔

کیونکہ میرے دوست خوش ہیں۔ اور ان کی خوشیوں کو کسی کی نظر نا لگے۔

ایمن دونوں نے بولا تھا۔۔۔

اچھا میں ہوں نامیں نہیں توڑوں گا تمہارا دل۔۔۔

لیکن میں توڑتی ہوں تمہارا دل۔۔۔

ہائے اوئے۔۔۔۔۔ صائم چلایا تھا کہ سب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔

کیا ہوا تمہیں۔۔۔۔۔ علی بولا تھا۔۔

دل توڑ دیا میرا اس چڑیل نے

کہتی بھائی اب اپ بھی ہماری بھا بھی دھونڈ لو عمر ہوگی۔

ادھر او تم تمہاری میں پہلے ہڈیاں توڑوں۔

اور سب ہنستے مسکراتے باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔۔۔

اک ریسٹورنٹ میں سویرا لوگ پہلے سے ہی موجود ان کا انتظار کر رہے

تھے۔۔۔۔۔

ہیلو غازیان صاحب۔۔

کیوں فون کیا ہے۔۔

بس زیادہ کچھ نہیں بہت بھرا پڑا خاندان ہے ماشاء اللہ ایکا۔۔۔

اک ساتھ ریسٹورنٹ میں بیٹھے سب بہت ہی پیارے لگ رہے ہیں ماشاء اللہ۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔

چوہدری صاحب بکواس کہاں۔۔ کچھ بھیج رہا ہوں۔۔ دیکھ لیجیے گا۔۔ سیانے تو ویسے
بھی اپ بہت ہیں۔

اور فون کے بند ہوتے ہی جیسے اس نے سب لوگوں کی تصاویر دیکھیں جو ریسٹورنٹ
میں بیٹھے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔ تو وہ سر پکڑ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔

ہیلو کیا مقصد ہے اس چھچھوڑی حرکت کا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
ہا ہا ہا غازیان صاحب یہ تو ٹریلر ہے۔۔۔ ابھی۔

بس سمجھدار تو بلا کے ہیں۔

بکومت ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم مجھے بہکا نہیں سکتے مجھے۔

اور میرے گھر والوں پر کوی بڑی نظر بھی ڈالی تو زندہ نہیں بچو گے۔۔۔۔۔

اور فون بند کرتے ہی وہ افسے سے نکلا تھا۔

ہیلو امان کہاں ہو۔۔۔

میں لوکیشن بھیج رہا ہوں وہاں پہنچو جلدی۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے سب یہاں ہیں کاش غازیان بھائی بھی ساتھ ہوتے۔۔ سویرا نے کہا تھا۔

غازیان بھائی یہاں۔۔۔

حنا کے ہاتھ سے چمچ چھوٹا تھا کہ جیسے کسی جن کو سامنے دیکھ لیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے غازیان اسلام علیکم بھائی اور سویرا بھائی کے گلے لگی تھی کیسے ہے آپ۔۔ بلکل

ٹھیک کیسی ہو سویرا
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں بھی بلکل ٹھیک۔۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔

ویسے ریسٹورنٹ میں لوگ کھانے پینے کے لیے اتے ہیں۔ مسٹر غازیان۔

علی نے تتر یہ کہا تھا۔۔۔۔۔

جی ہاں لیکن۔۔۔۔

جانتی ہوں غازیان جو اپ کہنا چاہتے ہیں۔۔۔

اپکا علی کو پسندنا کرنا ہمیشہ سے کھٹکتا تھا مجھے۔۔۔

لیکن میں در گزر کر دیتی تھی کہ سب کی اپنی نیچر ہوتی ہے۔۔۔

لیکن ارج صبح جب اپ نے تائی امی کے سامنے انکشاف کیا تو میں حیران ہو گئی تھی۔۔۔

مطلب۔۔۔

تمہیں سب پتا تھا۔۔۔



ہاں۔۔۔

میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے پری۔۔۔

لیکن شاید اعتراف محبت کرنے میں بہت دیر کر دی میں نے۔۔۔

پتہ ہے غازیان میرے دل میں علی تب سے ہے جب بچپن میں میں اگر بیمار بھی

ہو جاتی تھی تو وہ مجھے ایسے پروٹیکٹ کرتا تھا کہ اک بہت بڑا محافظ ہو۔۔۔

کبھی لائف میں مجھے کوئی بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا تو اک علی ہی تھا جس نے قدم سے

قدم ملا کر میرا ساتھ دیا تھا۔۔۔۔

بچپن سے لیکر انج تک میں نے صرف اک شخص سے محبت کی اور تب سے کی جب سے
مجھے محبت کے معنی بھی ناپتے تھے۔۔۔۔

علی میرا صرف اک دوست نا تھا بلکہ دوستوں سے بڑھ کرھے وہ میرے لیے۔۔۔۔

علی کے بغیر پری ادھوری ہے۔۔

پری کا وجود بے معنی ہے علی کے بغیر۔۔۔۔

میں اپ کے جذبات کی قدر کرتی ہوں غازیان۔۔۔

لیکن علی کا اس دل میں جو مقام ہے وہ میں کسی اور کو نہیں دے سکتی غازیان۔۔۔۔۔

مجھے وفا پر قائم رہنا ہے جو اک بار دل میں بس جائے تو کسی اور کی گنجائش باقی نہیں رہتی

ہے۔۔۔

اپ بہت اچھے ہیں کسی بھی لڑکی کی اولین پسند بن سکتے ہیں اپ۔

میرے لیے بہت معزز بھی ہیں۔ اک اچھے دوست کی بنا پر۔۔۔۔

لیکن میں کسی اور کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔

ای ائی ایم سوری غازیان میں اپ کوپرٹ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

نہیں تو بلکل نہیں۔۔۔۔

بلکہ مجھے تو اچھا لگا کہ سب بات کھل کر کہہ دی تم نے۔۔۔۔

لیکن یہ بھی ٹھیک کہا اگر دل میں کوئی اک بس جائے تو کوئی اور اسے اباد نہیں

کر سکتا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوری غازیان۔۔

ڈونٹ یو سے دیٹ۔۔۔۔ پریشہ۔۔

اور پریشہ کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔

لیکن وہ علی کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اسلیے بات صاف

صاف کہہ دینے میں ہی سب کی بھلائی تھی۔۔

غازیان چیخنا چاہتا تھا چلانا چاہتا تھا اپنی بے بسی پہ لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پایا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

وقت کا کام ہے گزرنا اور گزر دھی جاتا ہے۔۔۔

ربیا کی حالت میں میں کوئی سدھارنا یا تھا۔ پھپھو تو پیل پیل کوستی تھیں۔۔۔۔ خود کو
کے بیٹی کی ایسی حالت کی ذمہ دار وہ خود ہو جیسے۔۔۔۔

غازیان کو اک کے بعد اک دھمکی دی جا رہی تھی کہ وہ اپنا کیس واپس لے لے لیکن
جب جب وہ ربیا کی صورت دیکھتا تھا۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اس کا دل چاہتا تھا کہ وہ عمر کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالے۔۔۔

گھر میں پریشہ کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔۔۔۔

غازیان کا زیادہ وقت تو افس میں ہی گزرتا تھا۔

اس میں تو اتنی ہمت بھی نارہی تھی کہ پری کا سامنا بھی کر پائے۔۔۔

اور اپنی آنکھوں کے سامنے اسے کسی اور کا ہوتا ہوا دیکھ سکے۔۔۔

لیکن وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

اسے پریشہ کی خوشی سے غرض تھی۔۔۔۔۔ اسلیے وہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔ کہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ اسکا وجود پری کی خوشیوں میں رکاوٹ کا بائٹ بنے۔۔۔۔

دیکھیے سراپ ایسے اندر نہیں جاسکتے۔۔۔۔۔

پلیز سر۔۔۔۔۔

غازیان جو کلائنٹ کے ساتھ بڑی تھا۔۔۔

ملک عرفان کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔۔۔۔

سوری سریہ زبردستی اندر آگئے۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جسٹ ایکسکوز می۔۔۔۔۔

او کے سر۔۔۔۔

کیوں انیں ہیں اپ یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا چاہتے ہو تم۔۔۔۔۔۔۔

یہ اپ بھی اچھے سے جانتے ہیں ملک صاحب۔۔۔۔۔۔۔



جو بھی ہو تمہیں اناھی پڑے گا حرا۔۔۔۔
 اوکے اوکے ڈونٹ بی فائٹ۔۔۔۔ یو بو تھ اف گائز۔۔۔۔
 پری کی طرف مہندی کا فنگشن اٹینڈ کروں گی۔۔۔
 اور علی کے ساتھ بار اتیوں کا حصہ بن کر اوں گی اور ولیمہ دونوں کی طرف سے
 اٹینڈ کروں گی اب خوش اور لڑائی بند کرو۔۔

ہاں ہاں یہ ٹھیک ہے۔۔

ارہی ہوں کل اپنی بہن کی مہندی اٹینڈ کرنے۔۔۔۔۔

اور پری مسکرا دی تھی۔۔۔۔۔

پریشہ بیٹا۔۔۔۔۔

جی ممما۔۔۔

ادھر او میرے پاس۔۔۔۔۔

ممما یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔

یہ سب میری بیٹی کے لیے میں نے سنبھال کر رکھا تھا۔ اور دیکھو اللہ پاک نے مجھے
 اک پھول سی بیٹی سے نوازا دیا ہے۔ تاکہ میں اسکے سارے ارمان پورے کر
 سکوں۔۔۔۔

یہ دیکھو۔۔۔۔

واو ماما کتنا پیارا نیکلس ہے۔۔۔

تمہیں پتا ہے پری یہ میں نے اپنی شادی پر پہنا تھا۔۔۔

اور پھر اتنا ہی سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ کہ اپنی بیٹی کو دوں گی۔۔۔۔

بہت خوبصورت ہے ماما یہ تو۔۔۔۔

اور یہ کنگن اماں جی نے مجھے پہنائے تھے۔۔۔۔

اور اج میں اپنی بیٹی کو پہناؤں گی۔۔۔۔

لیکن ماما یہ سب تو اچھا ہے۔ مجھے تو بس اچھا پیار چاہیے اپنی دعائیں چاہیے ناکہ یہ سب۔۔

لیکن یہ اک ماں کا خواب ہوتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو دلہن بنا ہوا دیکھے۔۔۔۔

جھوٹ مت بولو۔۔۔

ادھر دیکھو۔۔۔۔۔

ارے پاگل میں کیوں روو گا اچھا ہے تمہارے حصے کا بھی پیار مجھے ملے گا

کیوں ماما بابا اور دلاور نے اپنے بچوں کو گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

شبانہ تو سب کو دیکھ کر اور خوش ہو گی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ بہنا میری مسکان تیری

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books

ست رنگوں سے بھی پیاری

ہے۔۔۔۔۔

پھیکا نا پڑے کوئی رنگ کہی تو ست رنگوں سے بھی پیاری ہے۔۔۔

واہ واہ۔۔۔ کیا گانا گار ہے ہو بے سرد اس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور حنا کہاں کوئی موقع چھوڑنے والی تھی۔۔۔۔۔

ہائے تم تو جل ککڑی بنی رہنا۔۔۔۔۔

ارے یہ سلمی پھپھو کو کیا ہوا۔

کیوں کیا ہوا۔۔۔۔

پریشہ ابا کے اتنے صدقے واری کیوں جارہی ہیں۔۔۔۔

کیوں تمہیں کوئی شکھے ان کے پیار پہ۔۔ صائم نے کہا تھا۔۔

نہیں اب تک ان حالات میں دیکھا نہیں انہیں تو اسلیے کہا۔۔۔۔

بس اللہ جسے چاہے ہدایت دیں۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
اور یہ حرا تھی۔

ارے تم کب ای مائی ڈار لنگ۔۔۔۔۔

بس سو بیٹو ابھی ای ہوں۔ ماما پاپا کے ساتھ۔

ہاے ساس سسر بھی آئیں ہیں۔۔۔

اور حنا نے صائم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔۔۔

حرا پی میں ابھی اتی ہو۔۔۔۔۔ حنا یہ کہہ کر چل دی تھی۔۔۔

اسے کیا ہوا ہے۔۔۔۔

صائم تم کب سدھرو گے بتا کیوں نہیں دیتے اسے اپنی فیلائنگز۔۔۔۔۔

بس اچھا لگتا ہے اس کو ستانا۔۔

کہیں یہ ناہو کہ تم اس ستانے کے چکروں میں دیر کر دو۔۔۔۔

نہیں میں حرا نہیں ہوں صائم ہوں۔۔۔۔۔

اتنا بڑا ظرف نہیں رکھتا کہ اپنی محبت کو کسی اور کی جھولی میں ڈال دوں۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
صائم پلیز۔

اور حرا کی آنکھیں بھر گی تھیں۔۔۔۔

بہت عزیز ہو حرا تم میرے لیے۔۔

یہ جانتی ہونا تم۔۔

ہاں جانتی ہوں۔

لیکن وعدہ کرو صائم۔۔ یہ بات کبھی بھی علی اور پری کو نہیں پتہ چلنی چاہئے کہ میں علی

سے محبت۔۔۔۔۔

وعدہ رہا۔ کاش میرے بس میں ہوتا تو اپنی بہن سے بڑھ کر تمہاری جھولی میں ساری

خوشیاں ڈال دیتا۔۔۔۔۔

ہائے میں واری جاواں۔

اپنے بھائی تھے۔۔

بکومت ابھی جارہا ہوں سسر جی سے ہاتھ مانگنے کے لیے۔۔۔

تم سب سے پہلے تو حنا کے پاس جاو گے اس کی غلط فہمیاں دور کرو چلو۔۔

اس نے صائم کا کان کھینچا تھس۔ اف چڑیل چھوڑو بھی جارہا ہوں۔۔۔۔۔

ابھی فوراً سے پہلے جاو۔۔۔۔۔

اور صائم کو جاتا دیکھ اس نے اپنی آنکھوں میں اے انسوپونچھے تھے۔۔۔۔۔ یہ لیں

رومال۔۔

اپنے انسوپونچھ لیں۔۔۔۔۔

امان حنا کے پاس آیا تھا۔۔

اج تو میرے دل میں آپ کا مقام اور بڑھ گیا ہے حرا۔۔۔۔

میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔۔

بس حال کچھ ایسا ہے کہ بے حال ہو گیا ہوں۔۔۔۔

کہ شاید محبت یکطرفہ کر بیٹھا ہوں۔

حرا امان کی بات سن کے بوکھلا گئی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Poems | ... ساتھ۔۔۔۔۔

شادی کریں گی میرے ساتھ۔۔۔۔۔

جی کیا حرا حیرانگی سے بولی تھی۔۔۔

وہی جو آپ نے سنا۔۔

اب فیصلہ آپ پر چھوڑا ہے مس حرا کہ اس دیوانے کو آپ ٹھکرائیں گی یا اپنائیں گی۔۔۔

سوچ سمجھ کر فیصلہ کیجیے گا۔ کیونکہ بہت محبت کرتا ہوں میں آپ سے۔۔۔ اور کسی اور کا

تو سوچ بھی نہیں سکتا۔

ہاں اگر ٹھکرا بھی دیں گی تو کوئی گمان نہیں ہوگا۔ کیونکہ مجھے میری محبت پر یقین ہے کہ وہ مجھے مل کر رہے گی۔۔

اور حراتو اس کھلے اعتراف محبت پر حیران تھی کہ کوئی اسے بھی اتنی سخت سے چاہ سکتا ہے یہ تو اسنے کبھی سوچا ہی نہ تھا۔۔۔۔

ارے بچوں تم لوگ یہاں پر کھڑے ہو سلمی پھپھو کی اواز پر وہ جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔

اسلام علیکم پھپھو۔۔۔۔
NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
وعلیکم السلام جیتی رہو حرا بیٹا۔۔۔۔

ربیا کی حالت کی وجہ سے پھپھو کا انداز کتنا بدل گیا تھا۔ پھپھو اک گڈ نیوز ہے۔۔۔۔ یو کے ڈے کچھ ڈاکٹر زوزٹ کیلئے ارہیے ہیں۔ اور می بی کہ ربیا کلا ٹریٹمنٹ اگر وہ کریں تو ربیا بالکل تھیک ہو سکتی ہے اپ فکر نہیں کریں بس۔
کیا سچ میں ایسا ہوگا حرا پتر۔

جی پھپھو بالکل بس اللہ پاک لر یقین رکھیے۔۔۔۔

کیوں تم کیوں نہیں سن سکتی۔

کیونکہ میرے کان اپنے ہیں۔

اور صائم نے حنا کا ہاتھ پکڑا تھا۔ کہ ناچاہتے ہوئے بھی وہ رک دی تھی۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔۔

ہاتھ تو کبھی نہیں چھوڑوں گا بلکہ پورے دھڑلے سے اوں گاتائی امی سے تمہارا ہاتھ
مانگنے۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں تمہارے پاس تمہارے ہاتھ نہیں ہیں جو میرے ہاتھ بھی مانگو گے۔۔۔۔

حدھے یار حنا۔۔ وہ تپ سا گیا تھا حنا کے جواب سے۔۔۔۔

کیوں نوٹسکی صرف اپکو کرنی اتی ہے۔۔

جاو پہلے ڈرامے بازی سیکھ کر او۔ ابھی بہت کچے ہو۔۔۔۔۔۔

واٹ۔۔۔۔۔۔

اب حرا اپنی نے بھی بولا ہو گا نا کہ جاو پر پوز کر کے او مجھے۔

ہاں پر تمہیں کس نے بتایا۔۔۔ وہ جس سکول میں تم پڑھتے ہو نا یہ ڈرامے بازی میں اس سکول کی ہیڈرہ چکی ہوں۔۔۔

مطلب حرانے۔۔۔

ہاں حرا باجی پل پل کی اپڈیٹ مجھے دیتی رہتی تھیں۔ کہ جو خرافات اپ کے دماغ میں چلتی رہتی تھی۔۔۔۔

تم دونوں نہیں بچو گی میرے ہاتھوں۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور وہ حنا کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پری ادھر تو دکھا تو علی کو اپنے نام کی مہندی۔۔۔

نووے حرا اس کو بول دو اب یہ میرا دیدار کل ہی کرے گا۔

اور کرو تم ابھی فون بند۔۔۔

نو نو پلیزی یہ ظلم نہیں کرو پری اک بار مکھڑا دکھا دو۔۔۔

ناکبھی بھی نہیں۔۔ اور اس نے حرا کے ہاتھ سے موبائل لے کر اف کر دیا تھا۔۔

یار پری وہ ترپ رہا ہونا۔۔

ہا ہا جانتی ہوں چلو تھوڑا اور ترس لینے دو۔۔۔۔۔

کل تک ہی تو بات ہے۔ اور وہ مسکرا دی تھی۔۔۔۔

لیکن سامنے سے اتے غازیان کو دیکھ کر ٹھٹھک گی تھی۔۔

اور غازیان کس حوصلے سے پری کے پاس آیا تھا یہ صرف وہ ہی جانتا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afsana | Article | Poetry | Drama

میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں پریشہ۔۔۔۔

اور مٹھائی کا ٹکڑا اس نے پری کی جانب بڑھایا تھا۔ جس کی اک بائٹ لی تھی پری نے۔۔

لیکن غازیان کے کانپتے ہاتھ اور لڑکھڑاتے قدم پری سے چھپے ناتھے۔۔۔۔

اپ بھی ہمیشہ خوش رہیں غازیان۔۔۔۔ میری بھی دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ

ہیں۔۔۔۔

اور اس نے مٹھائی کا اک ٹکڑا غازیان کی جانب بڑھایا تھا۔ جسے ناچاہتے ہوئے بھی اسے

ای تو وہ پارلر سءٹ باہر آئیں تھیں۔ جب میں انہیں دیکھنے باہر گی تو ان کا فون ملا بس۔

اور علی بھائی کی بھی کال آئی مجھے تو۔۔۔۔۔

ہائے میری بچی۔۔۔۔۔ اماں جی تو بین ڈال رہی تھیں۔

کچھ نہیں ہو گا پری کو۔۔۔۔۔

تم جانتے ہو غازیان پری کہاں ہے۔۔۔

اماں انسپیکٹر رافع کو کال کرو کہ ملک عرفان کے سارے اڈوں پر چھاپے ماڑے

ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہے غازیان۔۔۔۔۔

چاچو اس ملک عرفان نے بہت چھچھوڑی حرکت کی ہے اک بار پھر خاندان کی عزت پر

واڑ کیا ہے میں اسے چھوڑوں گا۔۔۔

کیا مطلب ہے غازیان مجھے میری بیٹی صبح سلامت گھر چاہیے۔۔۔۔۔

پریشہ پری۔۔۔

انگل پری کہاں ہے علی پاگلوں کی طرح وہاں پہنچا تھا۔
 میں اس سے بات کر رہا تھا تو اس کے چیخنے کی آواز آئی تھی۔
 علی ریلکس۔۔

کیا مطلب ہے ریلکس۔۔

پری کہاں ہیں۔

غازیان انسپکٹر

سے بات ہوگی ہے ہمیں نکلنا پڑے گا۔۔ میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔۔ کہاں ہے
 پری۔ دیکھو علی ہم ڈھونڈ لیں گے پری کو۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔

چوہدری صاحب پھر کیا سوچا ہے اپ نے بہت کم وقت بچا ہے۔۔۔۔۔

دیکھ ملک تو جو چاہتا ہے نا تجھے تیرے فعل میں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ چاہے
 جو بھی ہو جائے۔۔ اور اک انچ ہی ای ای اگر پری کو تو تو ختم۔

واٹ یومین۔۔۔ علی نے غازیان کا گریبان پکڑا تھا۔ کہا۔ں ہے پری اور یہ کون تھا فون
پر کیا چاہتا ہے یہ بولو غازیان۔ اگر

میری پری کو کچھ بھی ہوانا تو میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو۔۔

میں تمہاری کیفیت سمجھ رہا ہوں لیکن اس وقت جو حال تمہارا ہے وہی حال ہمارا
ہے۔۔۔

یہ سب وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔۔۔۔۔ میری بچی کو لے او میرے

پاس۔۔۔۔۔ شبانہ چلائی تھیں۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلوا انسپیکٹر پہنچ رہا میں۔۔۔

میں بھی چلوں گا ساتھ۔۔۔ علی غازیان کے پاس آیا تھا۔۔۔

جلدی چلو۔۔۔۔

امان میری اک بیٹی زندگی اور موت کی کشمکش سے جھول رہی ہے۔ میری پری مجھے صبح

سلامت مجھے چاہیے۔ انشاء اللہ امی۔۔۔۔۔

اور وہ کہتا ہوا باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

یا اللہ میرے ہستے بستے گھر کو کس دی نظر لگ گی اھے۔ اور سب کے چہروں پر اک خوف
ساتاری تھا۔۔۔

ہیلو ملک لے کر اپنے بیٹے سے بات لے لیا میں نے اپنا کیس واپس۔۔۔۔۔
واہ چوہدری دل خوش کر دیا۔۔۔

کربات اپنے باپ سے اور جو میں نے سیکھا یا وہ اھی کہے گا۔ ورنہ یہ گولی چلتے ہوئے
میرے ہاتھ نہیں کانپے گئیں۔۔۔۔۔

اور غازیان نے عمر کی کنپٹی پر بندوق رکھی تھی۔۔۔۔۔

ہیلو ڈیڈ۔۔۔

میں عمر۔۔۔۔۔

ہاں میرے بچے میں ابھی لینے آرہا ہوں تمہیں۔۔۔

نن نہیں ڈیڈ میں خود آ جاؤ گا۔۔۔

ہاں۔۔۔

بس اب جو توں چاہتا تھا میں نے وہ کر دیا۔ اب تیری باری ہے۔۔
 اتنی بھی کیا جلدی ہے غازیان صاحب پہلے میں تو مل لوں اپنے بیٹے سے۔ تو ٹھیک ہے
 تیرے بیٹے کے ساتھ ہی اوں گا۔۔

اک ہاتھ سے دینا۔ اور اک ہاتھ سے لینا۔۔۔۔

کیونکہ کچی گولیاں تو میں نے بھی نہیں کھیلیں ملک۔۔۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے بیٹا صحیح سلامت چاہیے یا۔۔۔۔

نہیں اب ملک عرفان اپنی ہی چال میں بری طرح پھنس چکا تھا۔۔

نن نہیں ٹھیک ہے لیکن تم اکیلے اؤگے۔ اور میرے پراک کھروچ بھی نہیں انی

چاہیے۔۔

ہا ہا ملک یہ یاد رکھنا چوہدری اپنی زبان سے نہیں جاتے۔۔۔۔ ایڈریس

بتا۔۔۔۔۔۔۔۔

ملک بہت شاطر اور خطرناک قسم کا شخص ہے۔ غازیان تم اکیلے وہاں نہیں

جاسکتے۔۔۔۔

چپ چاپ پریشہ کو میرے حوالے کر دو۔

وہی تو پہلے میرے بیٹے کو میرے حوالے کرو۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔

اور غازیان نے گاڑی سے عمر کو اتارا تھا۔۔۔۔۔

اور ساتھ ہی گن بھی ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔۔۔۔۔

پہلے پری۔۔۔۔ پھر یہ۔۔۔۔

ٹھیک ہے لے کر اوٹ کی کو اور پری جو غازیان کی طرف بڑھنا چاہتی تھی۔۔۔۔ ملک

نے اسے روک لیا تھا۔۔۔۔ عمر کو بھیجو۔۔۔۔۔

چلو۔۔۔۔ غازیان نے اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

اور خود بھی چلتا ہوا پری کے پاس آیا تھا۔۔۔۔۔

عمر میرے بیٹے۔۔۔۔۔ تن ٹھیک ہونا۔۔۔۔

یس ڈیڈ چھوڑنا نہی ان لوگوں کو۔۔۔۔

اور اک گولی چلنے کی آواز مئی تھی۔۔۔ کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا۔۔۔

پولیس نے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔۔۔۔۔

ملک کا تورنگ فٹ ہو گیا تھا۔۔۔ یہ تم نے بہت غلط کیا جو پولیس کو ساتھ لے آئے۔

اور پری کی چیخنے کی آواز مئی تھی۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔

دور رہو غازیان ورنہ گولی چل جائے گی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afroz | Urdu | Poetry | Entertainment

دیکھ تیری دشمنی مجھ سے ہے۔ چھوڑ دے پری کو۔۔۔

اور علی نے پیچھے سے اک ضرب لگائی تھی ملک کے سر پر کہ وہ لڑکھڑایا تھا۔۔۔

تو اس نے پری کو اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

اک عجیب سا منظر تھا۔ ہر طرف گولیوں کی آوازیں تھی۔ علی تم پری کو لے کر نکلو

یہاں سے نہیں میں ایسے تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔۔۔

غازیان علی نے پیچھے سے اتے اک شخص کو دبوچا تھا۔۔۔۔۔

روح تک کو چھلنی کر رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر صاحب کیسا ہے میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔۔

کچھ دیر میں انہیں وارڈ میں شفٹ کر دیا جائے گا۔ شکر ہے میرے مولا میرا بچہ ٹھیک

ہے۔۔۔۔۔

میں نے کہا تھا نا حرا علی کو مجھ سے کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ ہاں میری جان ہاں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس نے پری کو گلے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

تم بہت برے ہو علی۔۔۔۔۔۔۔۔ بہت برے۔

وہ علی کے پاس بیٹھی گلے کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جیسا بھی ہوں صرف تمہارا ہوں۔۔

تو ایسے بھی کوئی کرتا ہے۔۔۔۔۔

اک بار بھی نہیں سوچا میرے بارے میں اور ہیرو کی طرح سامنے آگئے۔۔۔۔۔

ابھی بیوی نہیں بنی ہو اور رعب بھی ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔

میں تو مرھی جاتی علی اک بار میں تو تم نے میری جان ہی نکال دی تھی۔۔۔

شش چپ بلکل خاموش جو دوبارہ ایسی بات منہ سے نکالی تو۔۔۔

علی سے پری کو کوئی جدا نہیں کر سکتا موت بھی نہیں۔ اور وہ دونوں غازیان کے الفاظ

سن کر چونکے تھے۔۔۔

ارے ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔

تھینکس غازیان علی کو خون دینے کیلئے اس کا احسان تو میں زندگی بھر نہیں چکا پاؤں

گی۔ کہ علی کی جان بچائی ہے اپ نے۔

چپ اک دم۔۔۔۔۔ بس اک دوست ہونے کا فرض نبھایا ہے۔۔

اور ابھی نبھاؤں گا بھی۔

قاضی صاحب کو لایا ہوں۔ تمہارا اور علی کا نکاح پڑھوانا ہے۔ تاکہ دونوں کو کوئی برا

سایہ بھی دور نا کر پائے۔۔۔۔۔

لیکن۔۔۔

لیکن ویکن کچھ نہیں۔

صائم کمرے میں داخل ہوا تھا۔ نکاح اج اور ابھی ہوگا۔۔۔۔۔

اور غازیان نے علی کے ہاتھ میں پری کا ہاتھ دیا تھا۔۔۔

جانتا ہوں کہ تم پری پر اک انچ بھی نہیں انے دو گئے۔ پھر بھی اسے ہمیشہ سنبھال کر

رکھنا بہت نایاب ہیرا ہے یہ۔۔۔۔۔

اور علی نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔

محبت میں حاصل کرنا بھی سب کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

بلکہ محبت تو قربانی کا نام ہے۔ جو دو پیار کرنے والوں کی خوشیوں سے بڑھ کر نہیں

ہوتی۔۔۔۔۔

محبت تو خوشیوں کی محتاج ہوتی ہے۔۔۔

اور کبھی کبھی یہ دل کا سکون بھی بن جاتی ہے۔۔۔ اور روح کا چین بھی۔۔۔۔۔

ختم شد۔۔۔۔۔

ہماری ویب میں شالیع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
 ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی
 ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ
 کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے
 ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات
 کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین